اسلامی اصطلاحات کا برمحل استعمال

ادارہ الفضل آن لائن لندن

رابطہ کرنے کے لیے

ویب سائٹ: www.alfazlonline.org

ای میل ایڈریس: Info@alfazlonline.org

فون نمبر: +44 79 5161 4020

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنے کی حقیقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

عموماً ہم جب اللہ تعالیٰ کے فضل اور انعام کو دیکھتے ہیں تو اکثریت کے منہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور انعام کے ذکر پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نکلتا ہے، چاہے اُسے اَلْحَمْدُ کے گہرے معنی کا علم ہو یا نہ ہو۔ ایک ماحول میں اُٹھان کی وجہ سے یہ احساس ضرور ہے کہ چاہے تکلفاً ہی کہا جائے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ضرور کہنا ہے۔ کم علم سے کم علم کو بھی یہ احساس ضرور ہوتا ہے کہ یہ الفاظ ضرور کہے جائیں جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ پس ایک احمدی کے منہ سے ہر ایسے موقع پر جس سے خوشی پہنچ رہی ہو، جس پر جب اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہو رہے ہوں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی انعام مل رہا ہو، یا کسی بھی طریقے سے یہ احساس ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے نواز رہا ہے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ضرور نکلتا ہے، چاہے وہ کسی کی ذاتی خوشی ہو یا جماعتی طور پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو۔ اور یہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے الفاظ کی ادائیگی ہر ایسے موقع پر ایک احمدی کے منہ سے ہونی بھی چاہئے۔ لیکن ان الفاظ کی ادائیگی کا اظہار الفاظ کہنے والے کے لئے اور بھی زیادہ برکت کا موجب بن جاتا ہے جب وہ سوچ سمجھ کر، اُس کی روح کو جانتے ہوئے یہ الفاظ کہے۔ ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اس زمانے کے امام اور مسیح موعود کو مانا ہے، مہدی موعود کو مانا ہے اور اس ایمان کی وجہ سے ہمیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا کسی بھی قرآنی لفظ کے معانی اور روح کو سمجھنے میں دقت نہیں ہے، بشرطیکہ ہماری اس طرف توجہ ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اس کی روح سے ہمیں روشناس کروایا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کی مختلف رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت فرمائی ہے۔ اس وقت مَیں ایک مختصر وضاحت حَمْد کے لفظ کی آپ کے الفاظ میں بیان کرتا ہوں۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”واضح ہو کہ حمد اُس تعریف کو کہتے ہیں جو کسی مستحق تعریف کے اچھے فعل پر کی جائے۔ نیز ایسے انعام کنندہ کی مدح کا نام ہے جس نے اپنے ارادہ سے انعام کیا ہو اور اپنی مشیئت کے مطابق احسان کیا ہو۔ اور حقیقتِ حمد کما حقہٗ صرف اُسی ذات کے لئے متحقق ہوتی ہے جو تمام فیوض و انوار کا مبدء ہو اور علی وجہ البصیرت کسی پر احسان کرے نہ کہ غیر شعوری طور پر یا کسی مجبوری سے۔ اور حمد کے یہ معنی صرف خدائے خبیر و بصیر کی ذات میں ہی پائے جاتے ہیں۔ اور وہی محسن ہے اور اول و آخر میں سب احسان اُسی کی طرف سے ہیں۔ اور سب تعریف اُسی کے لئے ہے، اِس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی۔ اور ہر حمد جو اُس کے غیروں کے متعلق کی جائے، اُس کا مرجع بھی وہی ہے“۔

(اردو ترجمہ از اعجاز المسیح۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول سورۃ فاتحہ صفحہ 75-74 مطبوعہ ربوہ)

پس یہ وہ تفصیل ہے جس کا لفظ حَمد حامل ہے۔ اور جب ان باتوں کو سامنے رکھ کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا جائے تو وہ حقیقی حمد بنتی ہے جو ایک مومن کو خدا تعالیٰ کی کرنی چاہئے۔ قرآنِ کریم میں یہ لفظ حمد بہت سی جگہوں پر اللہ تعالیٰ کی حمد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے استعمال ہوا ہے۔ بہر حال اس وقت مَیں اس اقتباس کے حوالے سے بات کروں گا، اس کی تھوڑی سی وضاحت کروں گا۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے حمد کی وضاحت کے حوالے سے جن باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے وہ یہ ہیں۔ ایک تو یہ بات کہ ایسی تعریف جو کسی مستحق تعریف کے اچھے فعل پر ہو۔ اور انسانوں میں سے بھی مختلف لوگوں کی تعریف ہوتی ہے۔ لیکن فرمایا کہ جو تعریف کا مستحق ہے اور تعریف کا سب سے زیادہ مستحق اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟ پس ایک بات تو یہ ذہن میں رکھنی چاہئے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی اس لئے ہیں کہ وہی سب سے زیادہ تعریف کا حقدار ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایسے انعام دینے والے کی تعریف جس نے اپنے ارادے سے انعام دیا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ کے انعام جب نازل ہوتے ہیں تو انعام حاصل کرنے والے کے اپنے عمل سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ رحمانیت کا جلوہ دکھاتے ہوئے بغیر کسی عمل کے بھی نواز دیتا ہے یا اُس عمل سے ہزاروں گنا زیادہ بڑھا کر نوازتا ہے جتنا کہ عمل کیا گیا ہو یا پھر رحیمیت

کے جلوے کے تحت اگر انعام دیتا ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بندے کو توفیق دیتا ہے کہ وہ کوئی کام کرے یا دعا کرے اور اُس کے نتیجے میں نیک نتائج ظاہر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ بندے کو نوازے۔

اور پھر تیسری چیز یہ فرمائی کہ اپنی مشیت کے مطابق احسان کیا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون ہے جو اپنی مشیت کے مطابق کوئی احسان کرتا ہے یا کوئی بھی کام کرتا ہے، اپنے بندوں پر احسان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے بندوں پر احسان کرے۔ اس لئے اُس نے اپنی رحمت کو وسیع تر کیا ہوا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے وعدے اُس کی مشیت کے ساتھ شامل ہو جائیں تو پھر انعاموں اور فضلوں اور احسانوں کی ایسی بارش ہوتی ہے جس کا انسان احاطہ بھی نہیں کر سکتا۔ اور یہ صورتحال اس دَور میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت کے ساتھ نظر آتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور فیصلہ آپ کے غلبہ کا اعلان کرتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 20/ جولائی 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

(الفضل آن لائن لندن 4 نومبر 2021ء)

وسیع سمندر

اسلامی اصطلاحات کا باب، ایک نہ ختم ہونے والا باب ہے۔ یہاں اس سمندر کو کوزے میں بند کرنے کی ایک حقیر سی کوشش کی گئی ہے۔ اس پر ابھی بہت کام ہونا باقی ہے۔ لہذا اس کتاب سے استفادہ کرنے والے احباب و خواتین اس اہم دینی موضوع پر اپنی خداداد صلاحیتوں اور استعدادوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے قلموں کو حرکت دیں تو ادارہ الفضل آن لائن اسے آنر دیتے ہوئے اخبار کا حصہ بنائے گا۔

كان الله معكم وبارك فی سعيكم

(ادارہ)

پیش لفظ

ادارہ روزنامہ الفضل آن لائن نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت و دعا سے گزشتہ سال 12 ربیع الاوّل 1442ھ کے موقع پر مورخہ 18۔اکتوبر تا 23 ۔اکتوبر 2021ء چھ دن لگاتار ''اسلامی اصطلاحات کے بر محل استعمال'' پر خصوصی نمبر کی اشاعت کی توفیق پائی۔ الحمد للہ علیٰ ذالك

اس خصوصی نمبر کو دنیا بھر سے قارئین کرام نے بہت سراہا اور پسند کیا۔ اپنے تبصروں اور آراء سے گاہے بگاہے نوازا جو الفضل کا حصہ بنتے رہے۔ بعد ازاں ان تمام مضامین کی ایک اجتماعی پوسٹ بنا کر آن ایئر کر دی گئی۔ جسے احباب جماعت نے اپنے مستقبل کے استعمال کے لئے محفوظ کیا۔ قارئین کی ان مضامین سے بے انتہا پسندیدگی کو محسوس کرتے ہوئے خاکسار نے پیارے حضور سے اسے کتابی شکل دینے کی اجازت کی درخواست کی جس کی حضور پر نور ایدہ اللہ نے از راہ شفقت منظوری مرحمت فرمائی۔ اب ادارہ الفضل آن لائن اسے کتابی شکل میں پیش کرنے کی توفیق پا رہا ہے۔ اس کی تیاری میں سب سے پہلے تو مضمون نویسوں کا میں شکر گزار ہوں جنہوں نے بہت محنت اور عرق ریزی سے **''اسلامی اصطلاحات''** پر مواد اکٹھا کر کے قارئین کے لئے دستر خوان تیار کئے۔ بعد ازاں خاکسار کی فعال اور مستعد ٹیم کے تمام ممبران نے اپنے اپنے سرکل میں رہ کر ان مضامین میں رنگ بھرے، پروف کئے، حوالے چیک کئے اور پھر آئی ٹی ٹیم کے ممبران نے اپلوڈ کئے۔ ان شماروں کی تیاری میں ٹیکنیکل ٹیم کے ممبران کا بھی خصوصی تعاون شامل حال رہا۔

فجزاھم اللہ تعالیٰ خیراً فی الدنیا و الآخرۃ

بعد ازاں مکرم ذیشان محمود مبلغ سیر الیون نے اجتماعی پوسٹ کے علاوہ ان مضامین کو کتابی شکل دی۔ جسے ہماری پروف ٹیم کی ایک مستعد خاتون مسز فائقہ بشریٰ آف بحرین نے اس کتاب کو ایک بار نہ صرف پروف کیا بلکہ تمام حوالہ جات کو اصل Source سے چیک بھی کیا۔ نیز مسز امۃ القدوس آف برطانیہ نے بھی مواد مہیا کرنے میں بڑی مستعدی سے تعاون فرمایا۔ سرورق کی تیاری میں مکرم م م محمود اور مکرم ملک سعید الدین کے تعاون کے علاوہ مسز عائشہ چوہدری اور چوہدری نصیر احمد گجر نے مسودہ کو آخری شکل دینے میں معاونت فرمائی۔ بارك اللّٰه فی سعیهم

یہ کتاب چونکہ آن لائن ایڈیشن ہے اس لئے اس کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے اور قارئین کی سہولت کے لئے اسے الفضل آن لائن کے ساتھ بھی لنک کیا گیا ہے۔ اس پی ڈی ایف کے تمام مضامین کی ہیڈنگز پر کلک کرنے سے یہ کتاب آپ کو الفضل کی ویب سائیٹ پر متعلقہ مضمون پر لے جائے گی۔ اگر آپ کو اس مضمون سے کوئی حوالہ مطلوب ہو تو اسی صفحہ پر جا کر اس کو کاپی کر سکتے ہیں۔ اسی طرح فہرست مضامین بھی کلک ایبل فارمیٹ میں ہے جو آپ کو اسی پی ڈی ایف کے متعلقہ صفحہ پر لے جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو قبول فرمائے اور قارئین کے ازدیادِ علم کا باعث بنائے۔ آمین

ابو سعید

ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن

27 مئی 2022ء

ضرورت

ادارہ الفضل کو اس اہم موضوع " **اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال**" پر مضامین لکھوانے کی ضرورت **اوّل** تو اس لئے پیش آئی تا احباب جماعت کو اسلامی اصطلاحات سے نہ صرف آگاہی ہو بلکہ ان اصطلاحات کو با موقع استعمال کر کے اور انہیں اپنی زندگیوں میں اتار کر صحابہ رسولؐ سے مماثلت ومشابہت قائم کریں۔

دوم چونکہ پاکستان میں احمدیوں پر ان اسلامی اصطلاحات کے استعمال پر قانوناً پابندی ہے۔ اس لئے جہاں مخالفین و معاندین کو یہ باور کرانا مقصود تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہیں۔ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آخری نبی ہیں، آپؐ پر نازل ہونے والی کتاب "القرآن الحکیم" ہمارے لئے مشعل راہ ہے اور آپؐ کی سنت پر عمل کرنا ہمارا خاصا ہے اس لئے ہم اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے رک نہیں سکتے۔ وہاں دنیا بھر کے کروڑوں احمدیوں کو کثرت کے ساتھ اسلامی اصطلاحات کے استعمال کی طرف دعوت دینی تھی کہ دشمن جن اسلامی باتوں سے ہمیں روکے گا ہم اس کو بدرجہ اولیٰ اپنی زندگیوں کا حصہ بناتے چلے جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس حوالہ سے فرماتے ہیں۔

" اب آئین میں تبدیلی کر کے اور پھر ضیاء الحق صاحب نے آئین میں مزید ترمیم بھی کی جس کے بعد مسلمانوں کو اپنے بچوں کے اسلامی نام رکھنے سے بھی روکا گیا (اور یہ کہ احمدی) بسم اللہ نہیں کہہ سکتے، السلام علیکم نہیں کہہ سکتے۔ انہوں نے مزید احمدیوں پر قوانین کو مسلط کیا۔ اگر آپ پاکستان کی تاریخ دیکھیں تو تب سے پاکستان میں امن نہیں ہے جب بھی کوئی فوجی یا سیاسی حکومت آتی ہے تو وہ پریشان ہی رہتے ہیں کیونکہ ان کا عوام پر کنٹرول نہیں ہوتا۔ (نام نہاد) مولویوں نے عوام پر

کنٹرول کیا ہوا ہے۔ جب تک یہ لوگ حقیقی توبہ نہیں کر لیتے میرا نہیں خیال کہ پاکستان میں امن کے لحاظ سے کوئی تبدیلی آ سکے۔ (ملاقات خدام الاحمدیہ مڈ لینڈر ریجن منعقدہ 10 ستمبر 2020ء از الفضل آن لائن لندن 23 اکتوبر 2021ء)

سوم۔ ان مضامین کو سامنے لانے کی ایک بڑی اور حقیقی وجہ یہ تھی کہ اس فیج اعوج کے دور میں مسلمان بھی اسلامی اقدار، اسلامی شعار، اذکار و دعاؤں کو بھول جائیں گے اور السلام علیکم کہنے اور اس کو رواج دینے کی بجائے گڈ مارننگ یا گڈ ایوننگ کہنے میں کوئی مضائقہ محسوس نہیں کریں گے جبکہ اسلام میں روز مرہ استعمال ہونے والے بابرکت کلمات کا استعمال ذکر الٰہی بھی ہیں اور دعا سے بھرے ہونے کی وجہ سے ان کے استعمال میں عام برکت بھی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

” اس پُر آشوب زمانہ میں کہ چاروں طرف خیالات فاسدہ کی کثرت پائی جاتی ہے اگر محققان دین اسلام جو بڑی مردی اور مضبوطی سے ہر یک منکر اور ملحد کے ساتھ مناظرہ اور مباحثہ کر رہے ہیں اپنی اس خدمت اور چاکری سے خاموش رہیں تو تھوڑی ہی مدت میں اس قدر شعار اسلام کا ناپدید ہو جائے کہ بجائے سلام مسنون کے گڈ بائی اور گڈ مارننگ کی آواز سنی جائے۔ پس ایسے وقت میں دلائل حقیقت اسلام کی اشاعت میں بدِل مشغول رہنا حقیقت میں اپنی ہی اولاد اور نسل پر رحم کرنا ہے۔“ (براہین احمدیہ حصہ اول، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 8)

پھر ایک اور موقعہ پر فرمایا۔

” اس زمانہ میں اسلام کے اکثر امراء کا حال سب سے بدتر ہے وہ گویا یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ صرف کھانے پینے اور فسق و فجور کے لئے پیدا کیے گئے ہیں۔ دین سے وہ بالکل بے خبر اور تقویٰ سے خالی اور تکبر اور غرور سے بھرے ہوتے ہیں اگر ایک غریب ان کو السلام علیکم کہے تو اس کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا اپنے لئے عار سمجھتے ہیں بلکہ غریب کے منہ سے اس کلمہ کو ایک گستاخی کا کلمہ اور بے باکی کی حرکت خیال کرتے ہیں حالانکہ پہلے زمانہ کے اسلام کے بڑے بڑے بادشاہ السلام علیکم میں کوئی اپنی کسر شان نہیں سمجھتے تھے مگر یہ لوگ تو بادشاہ بھی نہیں ہیں۔ پھر بھی بے جا تکبر نے ان

کی نظر میں ایسا پیارا کلمہ جو السلام علیکم ہے جو سلامت رہنے کے لیے ایک دعا ہے حقیر کر کے دکھایا ہے۔ پس دیکھنا چاہیے کہ زمانہ کس قدر بدل گیا ہے کہ ہر ایک شعار اسلام کا تحقیر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔'' (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 327)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنے کی حقیقت یوں بیان فرماتے ہیں کہ ''عموماً ہم جب اللہ تعالیٰ کے فضل اور انعام کو دیکھتے ہیں تو اکثریت کے منہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل و انعام کے ذکر پر الحمد للہ نکلتا ہے۔ چاہے اسے الحمد للہ کے گہرے معنی کا علم ہو یا نہ ہو۔ ایک ماحول میں اٹھان کی وجہ سے یہ احساس ضرور ہے کہ چاہے تکلفاً ہی کہا جائے الحمد للہ ضرور کہنا ہے۔۔۔ چاہے وہ کسی کی ذاتی خوشی ہو یا جماعتی طور پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو اور یہ الحمد للہ کے الفاظ کی ادائیگی ہر ایسے موقع پر ایک احمدی کے منہ سے ہونی بھی چاہئے۔''(الفضل آن لائن 4 نومبر 2021ء)

مجھے خوشی اس بات کی ہے اور میں الحمد للہ و شکر الحمد للہ بار بار پڑھتا ہوں کہ میری ایک بہت دیرینہ خواہش پوری ہونے جا رہی ہے۔ میں نے اس سے قبل روزنامہ گلدستہ علم و ادب لندن (متبادل روزنامہ الفضل) میں اس حوالہ سے تین اداریے بھی لکھے۔ بعد ازاں الفضل آن لائن کے لئے کل 7 اداریوں پر قلم اٹھایا اور وہ اخبار کا حصہ بھی بنے جن کو اب اس کتاب کا حصہ بنایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ادارہ کی اس کوشش کو بار آور کرے اور اسے لاکھوں افراد کی اصلاح، تربیت اور تعلیم کا موجب بنائے۔ آمین

(ابو سعید)
(ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن لندن)

اسلامی اصطلاحات کا درست استعمال

قارئین اپنے مضامین، آرٹیکلز یا خطوط کے حوالے سے ادارہ کے gadgets پر رابطہ کرتے ہیں تو بعض اسلامی اصطلاحات کا استعمال بھی کرتے ہیں جو بعض اوقات غلط ہوتا ہے۔ جیسے

السلام علیکم لکھنے کی بجائے "اسلام علیکم" لکھتے ہیں یعنی الف لام کے بغیر۔ بعض پڑھے لکھے دوست علی الصباح دعاؤں کی پوسٹس شیئر کرتے ہیں جن پر الف لام کے بغیر "اسلام علیکم" لکھا ہوتا ہے جن کو پڑھ کر بہت کوفت محسوس ہوتی ہے۔

بعض دوست "الحمدللہ" لکھنے کی بجائے الحمداللہ لکھتے ہیں یعنی الحمد کے بعد الف لکھ دیتے ہیں جو درست نہیں۔ قرآن کریم کی بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد پہلی آیت کو دیکھیں تو وہ الحمد للہ رب العالمین ہے یعنی الف کے بغیر۔

خلیفۃ المسیح کو خلیفتہ المسیح لکھا جاتا ہے جو درست نہیں۔ خلیفۃ المسیح لکھتے فاء کے بعد گول ۃ ہے، گول ۃ کے بعد گول ہ نہیں ہے۔ اسی امر کو السلام علیکم کے بعد "ورحمۃ اللہ" میں مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ بعض دوست گول ۃ کے بعد گول ہ بھی ڈال دیتے ہیں جو درست نہیں۔ قارئین سے اصطلاحات کے درست استعمال کی درخواست ہے۔

(ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 اپریل 2020ء)

فہرست مضامین

اداریہ (1)

(ان چھ دن کی اشاعت میں خاکسار کے چھ اداریے بھی طبع ہوئے جن کو یہاں دیا جارہا ہے۔ ایڈیٹر)

اسلامی اصطلاحات اور ان کا بر محل استعمال

جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے تمام طبقات کے لئے مطبوعہ نیشنل سلیبس کی اہمیت نیز اِسے زیرِ نظر رکھنے کے متعلق ایک اداریہ میں اس سے قبل توجہ دلائی جاچکی ہے۔

اس سلیبس کے مزید گہرائی سے مطالعہ کے بعد مجھے ضروری محسوس ہوا ہے کہ میں اس کے باب بعنوان "Social Conduct" میں درج اسلامی اصطلاحات کے حوالے سے اپنے قارئین الفضل کو بطور یاددہانی بتاؤں کہ ان کے معانی کیا ہیں اور کب انہیں پڑھنا چاہیے۔

"بِسْمِ اللّٰہ"۔ بمعنی اللہ کے نام سے اور اسے ہر کام کے شروع کرتے وقت پڑھا جاتا ہے۔

"اِنْ شَاءَ اللّٰہ"۔ بمعنی اگر اللہ نے چاہا اور اِسے ہر کام کے ارادہ کرنے پر پڑھا جاتا ہے۔

(اسے بعض لوگ انشاء اللہ بھی لکھتے ہیں جو غلط العام ہے۔ قرآن کریم میں اسے اِنْ شَاءَ اللّٰہ کی طرز پر لکھا گیا ہے)

"سُبْحَانَ اللّٰہ"۔ بمعنی اللہ پاک ہے اور اِسے اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی کی تعریف کی جائے۔

"یَااللّٰہ" بمعنی اے اللہ! اور اسے ایسے وقت بولا جاتا ہے جب کسی کو کوئی درد اور تکلیف پہنچے۔

"مَاشَاءَ اللّٰہ"۔ بمعنی جو اللہ چاہے۔ اور اس کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جب کسی کے اچھے کام کی تعریف ہورہی ہو۔

"جَزَاکُمُ اللّٰہ"۔ بمعنی اللہ آپ کو اس کی جزاء دے۔ اور شکریہ کہنے کے وقت اِسے استعمال کرتے ہیں۔

"آمین"۔ بمعنی اے اللہ! میری (ہماری) دعا قبول فرما! جب دعا کر رہے ہوں یا کسی محفلِ دعا میں شامل ہوں۔

''فِی اَمَانِ اللّٰہ''۔ بمعنی اللہ کی حفاظت میں۔ الوداع ہوتے یا کسی کو الوداع کرتے وقت یہ دعائیہ فقرہ استعمال ہوتا ہے۔

''تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہ''۔ بمعنی میں اللہ پر توکل کرتا ہوں اور جب طبیعت کے بر عکس کوئی Feeling محسوس ہو تب یہ الفاظ بولے جاتے ہیں

''نَعُوْذُ بِاللّٰہ''۔ ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جب کسی ناپسندیدہ بات کا سامنا ہو۔

''بَارَکَ اللّٰہ''۔ اللہ مبارک کرے اور جب پسندیدہ بات ظہور پذیر ہو یا کوئی شخص انعام سے نوازا جائے۔

''إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ''۔ بمعنی ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم نے اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ یہ الفاظ فوتیدگی یا گمشدگی پر یا کسی نقصان پر بولے جاتے ہیں۔

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ''۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے۔ ارشاد نبویؐ کے مطابق چھینک آنے پر یہ الفاظ بولنے چاہئیں۔ (یہ اللہ کی تعریف ہے اسے ہر نیکی، خوبی، انعام ملنے پر بھی بولا جاتا ہے)

''یَرْحَمُکَ اللّٰہ''۔ بمعنی اللہ تم پر رحم فرمائے۔ جبکہ یہ الفاظ چھینک کی آواز سننے پر چھینک آنیوالے شخص کو کہے جاتے ہیں۔

''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ''۔ بمعنی میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔ یہ الفاظ اس وقت بولے جاتے ہیں جب ہم میں سے کوئی گناہ سے بچنا چاہے۔ (نیشنل سلیبس سٹیج III صفحہ 97۔100)

''اللّٰہُ اَکْبَر''۔ بمعنی اللہ سب سے بڑا ہے۔ ارشاد نبویؐ کے مطابق جب آپ پہاڑی۔ اونچائی (Stairs) چڑھ رہے ہوں۔

''سُبْحَانَ اللّٰہ''۔ بمعنی اللہ پاک ہے۔ جب پہاڑی یا اونچائی (Stairs) سے اُتر رہے ہوں تو پڑھا جاتا ہے۔ (نیشنل سلیبس صفحہ 113۔114)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 9 جنوری 2021ء)

اداریہ (2)

استغفار۔ ایک تعویذ، احتیاط اور دوا

ان تکلیف دہ حالات میں سب کیلئے استغفار کی ضرورت ہے

اسلامی اصطلاحات میں سے ایک اصطلاح اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ ہے جس کو استغفار اور توبہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد بار مومنوں کو اپنی سابقہ غلطیوں پر توبہ واستغفار کرنے اور آئندہ ایسی غلطیوں کو دہرانے سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔ جیسے

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ (البقرہ:200) یعنی: اور اللہ سے بخشش مانگو۔

وَبِالْاَسْحَارِھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ (الذّاریات:19)

یعنی: اور صبحوں کے وقت بھی وہ استغفار میں لگے رہتے تھے۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اپنی لغزشوں کی بخشش کے لئے استغفار کرنے کی تلقین فرمائی بلکہ مومنوں کے لئے مغفرت طلب کرنے اور ان کے لئے بخشش کی دُعا کرنے کی نصیحت بھی فرمائی۔ جیسے فرمایا۔

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ (محمد:20) ترجمہ: اور اپنی لغزش کی بخشش طلب کر۔

پھر فرمایا۔

فَاعْفُ عَنْھُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَھُمْ (آل عمران:160)

ترجمہ: پس ان سے درگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر۔

کتب احادیث میں بھی استغفار کی بہت زیادہ فضیلت اور تاکید بیان ہوئی ہے۔ بلکہ اس توبہ و استغفار کو اللہ تعالیٰ کے بارہ میں حسنِ ظن کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ

تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا کوئی آدمی جنگل بیابان میں (کھانے پینے سے لدا) گمشدہ اونٹ کے مل جانے پر خوش ہوتا ہے۔ (بخاری کتاب الدعوات)

آنحضور ﷺ سابقہ امتوں میں سے مغفرت کا یہ واقعہ بڑے ذوق وشوق سے صحابہؓ کو سُنا کر استغفار کی جہاں تلقین فرمایا کرتے تھے وہاں اپنے خدا کے رحم اور انسانیت سے پیار کے ذکر پر بھی محظوظ ہوتے تھے۔

آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی نے 99 قتل کئے۔ آخر اس کے دل میں ندامت پیدا ہوئی۔ اس نے ایک بزرگ عالم سے رابطہ کرکے اس گناہ سے توبہ کے بارے میں پوچھا۔ جس نے اسے ایک تارک الدنیا زاہد کے بارہ میں بتایا۔ وہ شخص اس کے پاس آیا اور توبہ کے بارے میں پوچھا۔ اس نے جواباً کہا کہ اس شخص کی توبہ کیسے قبول ہوسکتی ہے جس نے 99 قتل کئے ہوں۔ اس پر اس شخص نے اس عابد وزاہد کو بھی قتل کرکے اپنی سنچری مکمل کی۔ پھر اسے ندامت ہوئی۔ اسے ایک اور عالم کا پتہ بتایا گیا جس سے اس نے اپنی توبہ بارے سوال کیا۔ اس عالم نے کہا کہ کیوں نہیں توبہ قبول ہوسکتی ہے۔ تم فلاں ایک بزرگ کے پاس جاؤ۔ وہ عبادت اور خدمتِ دین میں مصروف ہوں گے۔ وہ انسانیت کا قاتل اس بزرگ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ آدھے راستے میں اسے موت نے آلیا۔ تب اس کے بارہ میں رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتوں نے اسے جنت لے جانے کی کوشش کی کہ اس نے توبہ کرلی تھی اور عذاب کے فرشتے یہ کہتے رہے کہ اس نے نیکی کا کوئی کام نہیں کیا۔ یہ کیسے بخشا جاسکتا ہے؟ اس پر ایک فرشتہ انسانی صورت میں نمودار ہوا جسے ان دونوں قسم کے فرشتوں نے اپنا ثالث مقرر کرلیا۔

اس نے دونوں کی باتیں سن کر کہا کہ جدھر سے یہ شخص آرہا تھا اور جدھر جارہا تھا دونوں فاصلے ناپ لیں۔ اگر طے شدہ فاصلہ زیادہ ہے تو جنت کو فرشتے لے جائیں۔ جب ناپا گیا تو منزل مقصود والا فاصلہ چھوٹا پایا گیا اور رحمت کے فرشتے اسے جنت میں لے گئے۔

(صحیح مسلم، کتاب التوبۃ باب قبول التوبہ)

بلکہ ایک روایت میں ہے کہ طے شدہ فاصلہ کم تھا۔ فرشتوں نے اسے کھینچ کر لمبا کر دیا کیونکہ یہ شخص توبہ کر چکا تھا اور خدا کو صدقِ دل سے کی گئی توبہ بہت پسند ہے۔

انسان غلطیوں کا پتلا ہے اور روزانہ انجانے میں بیسیوں غلطیاں کر جاتا ہے۔ وہ ان پر توبہ بھی کرتا ہے، استغفار بھی کرتا ہے مگر وہ غلطیاں نہ چاہتے ہوئے بھی دوبارہ سرزد ہو جاتی ہیں۔ مگر خدا غفور و رحیم ہے۔ وہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور بار بار کرتا ہے۔ اس لئے ہمیں اپنی روٹین میں استغفار کو حرزِ جان بنانا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"استغفار کے اصل معانی تو یہ ہیں کہ یہ خواہش کرنا کہ مجھ سے کوئی گناہ نہ ہو یعنی میں معصوم رہوں اور دوسرے معانی جو اس کے نیچے درجے پر ہیں کہ میرے گناہ کے بدنتائج جو مجھے ملنے ہیں ان سے محفوظ رہوں۔" (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ 685)

فرمایا: روحانی سرسبزی کے محفوظ اور سلامت رہنے کے لئے یا اس سرسبزی کی ترقیات کی غرض سے حقیقی زندگی کے چشمہ سے سلامتی کا پانی مانگنا۔ یہی وہ امر ہے جس کو قرآن کریم دوسرے لفظوں میں استغفار کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ (نور الحق نمبر 1، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 357)

استغفار کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:

میرے نزدیک تو استغفار سے بڑھ کر کوئی تعویذ اور کوئی احتیاط و دوا نہیں۔

استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کے واسطے غموں سے سُبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہے۔

استغفار بہت کرو۔ اس سے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اولاد بھی دے دیتا ہے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ 688)

تمام خلفاء استغفار کی طرف احبابِ جماعت کو توجہ دلاتے رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں۔

"ہر عبادت کے بعد استغفار کا حکم ہے۔ دیکھو بڑی عبادت سجدہ ہے اور سجدہ کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ۔ ایسا ہی جب نماز سے فارغ ہو جائیں تو استغفار پڑھتے ہیں"۔

اسی طرح بیان فرمایا کہ

”جب حج کی عبادت ختم ہونے کے قریب آئے تو استغفار پڑھو۔ نبی کریم ﷺ کسی مجلس سے جب اٹھتے تو(70سے 100بار) تک استغفار پڑھتے۔“

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 337-338)

اسلامی تعلیمات اور کتب میں استغفار اور توبہ کے فضائل اور برکات اور اہمیت سے متعلق بہت کچھ لکھا اور کہا گیا ہے۔ ایک مختصر سے مضمون اور آرٹیکل میں ان سب کا بیان تو بہت مشکل ہے۔ یہاں صرف یہ اشارۃً بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی اصطلاحات کے استعمال پر مضامین کی جو سیریز خاکسار نے شروع کر رکھی ہے اس کے مطابق اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ کو بھی ایک اسلامی اصطلاح بتا کر بار بار پڑھنے اور اپنی زندگی کا اسے حصّہ بنانے کی طرف ترغیب دلانا مقصود ہوتا ہے۔ بلاشبہ استغفار گناہوں کے مٹانے کا باعث بنتا ہے اور جب گناہ بھسم، بند ہو جائیں تو پھر انسان بے شمار برکات وفیوض کا وارث ٹھہرتا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن واحادیث میں مختلف اذکار کا ذکر ملتا ہے۔ اگر استغفار پڑھا جائے تو کیا دیگر اذکار کو نہ پڑھا جائے؟ یا کم پڑھا جائے؟ اس پر تو کوئی بحث نہیں۔ اسلامی تعلیمات میں بیان تمام اذکار کی اہمیت اپنی اپنی جگہ پر ہے اور اس کی برکات بھی انسان کو ملنے والی ہیں، ان اذکار کو ایسے ہی کہا جا سکتا ہے کہ انسان مختلف خوشبوؤں والے صابن یا لوشن سے نہاتا ہے۔ صاف ستھرے کپڑے پہنتا ہے، پھر ان پر پرفیوم بھی لگا دیتا ہے تو روحانی غسل کے لئے یہ تمام اذکار انسان کو صاف ستھرا بنانے کے لئے ہیں۔

احادیث اور کتب سلفیہ میں استغفار کے لئے مختلف الفاظ مذکور ہیں۔ اس موقع پر ایک ایسا استغفار دیا جا رہا ہے جس کے ساتھ ایسے الفاظ ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اگر ترازو کے ایک پلڑے میں تمام دنیا اور دوسرے میں یہ الفاظ رکھ دیئے جائیں تو یہ پلڑا بھاری ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ فرمایا کرتے تھے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَأَتُوْبُ إِلَیْہِ۔

میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ ﷺ کو دیکھتی ہوں کہ آپؐ بکثرت کہتے ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَأَتُوْبُ إِلَیْہِ۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے خبر دی ہے کہ میں جلدی ہی اپنی امت میں ایک نشانی دیکھوں گا اور جب میں اس کو دیکھ لوں تو بکثرت کہوں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَأَتُوْبُ إِلَیْہِ

تو (وہ نشانی) میں دیکھ چکا ہوں۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا

جب اللہ کی نصرت اور فتح آ پہنچے (یعنی فتح مکہ) اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے دیکھ لیں تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کریں اور اس سے بخشش طلب کریں بلاشبہ وہ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔ (صحیح مسلم)

جون 2012ء میں دورہ امریکہ کے دوران ایک طالبہ نے حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پریشانیوں کے ازالہ کے حوالہ سے سوال کیا تو آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

سوسائٹی میں، اپنے گھر میں، اپنے سسرال والوں کے ساتھ اور اپنے ماحول میں جو بھی بےچینیاں اور پریشانیاں پیدا ہوں وہ استغفار کرنے اور لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھنے سے دور کی جاسکتی ہیں۔ (الفضل انٹرنیشنل 17۔اگست 2012ء)

آج دنیا جس تکلیف دہ، مہلک و متعدی بیماری (وائرس) سے گزر رہی ہے، لاکھوں کی تعداد میں ہلاکتیں ہو چکی ہیں اور اس کے مستقبل کے بارہ میں کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے۔ ان حالات میں ہم مومنوں کا فرض ہے کہ ہم خود اپنے لئے بھی استغفار کریں، امّت مسلمہ کے لئے بھی استغفار کریں

اور دنیا میں بسنے والے دیگر انسانوں کی حفاظت، صحت کے لئے دُعا گو رہیں کیونکہ یہ خدا کا کنبہ ہے اور ہم اس کا حصّہ ہیں۔ ہمیں اللہ کے کنبہ (خاندان) کے ہر فرد کے لئے دعا کرنا اپنے اوپر فرض کر لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ دنیا بھر کی انسانیت کو ہر تکلیف اور مصیبت سے محفوظ فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 اکتوبر 2021ء)

اداریہ (3)

اسلامی اصطلاح مَا شَآءَ اللّٰہُ کا استعمال

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم سورۃ الکہف آیت 33 تا 45 میں دو اشخاص کا ایک قصّہ بیان کیا ہے کہ ان میں ایک اپنے اُس باغ کا ذکر کرتا ہے جو کھجوروں سے لدا ہوا تھا۔ اس کے درمیان میں نہر بہتی تھی۔ جس سے وہ اپنے باغ کو پانی دیتا تھا اور ہر سال پھل حاصل کرتا تھا۔ مگر وہ اس ساری دولت پر اِتراتا ہوا دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ میں تو کبھی یہ خیال نہیں کر سکتا کہ یہ میرا باغ برباد ہو گا اور میں قیامت پر بھی یقین نہیں کرتا کہ میں کبھی اپنے رب کی طرف لوٹایا جاؤں گا۔

دوسرے شخص نے یہ تمام گفتگو سُن کر (پہلے شخص سے) کہا کہ تو اُس ذات کا انکاری ہے جس نے تمہیں مٹی اور نطفہ سے پیدا کیا اور پھر ٹھیک ٹھاک چلنے والا بنایا۔ جب تم اپنے باغ)جو خدا کی دَین (gift) ہے میں داخل ہوئے تو تُو نے مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کیوں نہ کہا کہ وہی ہو گا جو اللہ نے چاہا اور یہ کہ اللہ کے سوا کسی کو کوئی قوت حاصل نہیں۔ اگر تُو مجھے مال اور اولاد کے اعتبار سے اپنے سے کم تر دیکھ رہے ہو۔ بعید نہیں کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بڑھ کر عطا کر دے اور تیرے باغ پر آسمان سے بطور محاسبہ کوئی عذاب اُتار دے اور وہ چٹیل بنجر زمین میں بدل دے۔ پھر ایسا ہی ہوا کہ باغ اُجڑ گیا اور وہ کہہ اُٹھا۔ اے کاش ! میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہ ٹھہراتا۔

قرآن کریم میں بیان فرمودہ اس مثال اور دیگر متعدد احادیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ اپنے میں کوئی خوبی، نیکی، بڑائی اور دنیوی لحاظ سے کسی نعمت اور مال و دولت پا کر "مَا شَآءَ اللّٰہُ" کے الفاظ کہنے چاہئیں ایسا کرنے سے اللہ مزید دیتا ہے۔ ہم نے ایشیائی ممالک میں اکثر دیکھا ہے کہ خوبصورت کوٹھی کی پیشانی پر یا کار کی پُشت پر مَا شَآءَ اللّٰہُ لکھا ہوتا ہے۔ جو راہ گزر اس کوٹھی کے پاس سے گزرتا ہے مَا شَآءَ اللّٰہُ کہہ کر مالک مکان کو دُعا دے جاتا ہے یا گاڑی پر مَا شَآءَ اللّٰہُ دیکھ اور پڑھ کر کار کے لئے مالک کے لئے دُعا ہو جاتی ہے۔

اس میں یہ بھی سبق ہے کہ کسی میں کوئی نیکی اور بھلائی یا دنیوی لحاظ سے کوئی نعمت دیکھ کر حسد کرنے کی بجائے رشک کرتے ہوئے دعائیہ کلمات ’’مَا شَآءَاللّٰہُ ‘‘ کہنے چاہئیں اور اس نیکی، خوبی یا اس نعمت کے لئے دُعا بھی کرنی چاہئے۔

انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہئے۔ اس کی طرف جھکنا چاہئے۔ اس کی طرف سے ملنے والی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ لیکن بعض لوگ اپنے مال و منال و دولت پر گھمنڈ شروع کر دیتے ہیں۔ تکبر سے کام لیتے ہیں۔ جس کا انجام بہت بھیانک بلکہ جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اکڑ کر، اِترا کر چلنے سے منع فرمایا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ (مسلم کتاب الایمان)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کبر، غرور اور گھمنڈ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اسی تسلسل میں خود نمائی، خود بینی بھی آتی ہے۔ جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں۔ بلکہ کسی مبالغہ آمیز طریق پر تعریف کرنا بھی منع ہے جو ہمارے معاشرہ کا حصہ ہے۔ ہم اپنے Boss کو خوش کرنے کے لئے اس کی ایسی باتوں کی تعریف کر جاتے ہیں جو بالعموم اس کے اندر نہیں ہوتیں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کے سامنے کسی شخص کی مبالغہ آمیز حد تک تعریف کی تو حضورؐ نے فرمایا تم نے اس کو ہلاک کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا تم نے اس کی گردن ہی کاٹ ڈالی۔ اس قسم کی مدح سے آپ نے منع فرمایا کہ جس سے ممدوح کے اندر عُجب اور خود بینی کے جراثیم جنم لیتے ہیں۔ پس انسان کو اپنے اندر نیکی کو اپنی کوشش کا نتیجہ نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خدا نے جو دیا ہے اس پر اِتراؤ مت۔ (الحدید)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مندرجہ بالا سورۃ الکھف کی آیات کی تفسیر میں اس مثال میں موجود دوسرے شخص کو مسلمان قرار دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

مسلمان کے دل میں پھر بھی ہمدردی ہے وہ اِسے کہتا ہے کہ کیوں تو نے باغ میں داخل ہوتے ہوئے یہ نہ کہا کہ سب قوت اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اور اپنے آپ کو طاقتور سمجھا۔

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 453)

(روزنامہ الفضل آن لائن 21۔ اکتوبر 2021ء)

اداریہ (4)

اسلامی اصطلاح اِنْ شَآءَ اللّٰہُ کا استعمال

اسلامی اصطلاحات میں سے ایک "اِنْ شَآءَ اللّٰہُ" کے الفاظ ہیں۔ جو آئندہ کوئی کام کرنے سے قبل کہنے کا حکم ہے کہ اگر اللہ نے چاہا یا اگر اللہ کو جو منظور ہوا تو یہ کام انجام پائے گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ الکہف 25-24 میں مومنوں سے یوں مخاطب ہوا ہے۔

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّھْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ ھٰذَا رَشَدًا (الکہف:24-25)

اور ہر گز کسی چیز سے متعلق یہ نہ کہا کر کہ میں کل اسے ضرور کروں گا۔ سوائے اس کے کہ اللہ چاہے۔ اور جب تُو بھول جائے تو اپنے ربّ کو یاد کیا کر اور کہہ دے کہ بعید نہیں کہ میرا ربّ اس سے زیادہ درست بات کی طرف میری راہنمائی کر دے۔

ان آیات کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ جہاں کہیں خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا خیال نہ ہو۔ نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ سب سے پہلی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی ہے۔ جنہوں نے اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (یوسف:13) اِنَّا لَہٗ لَنَاصِحُوْنَ (یوسف:12) اِنَّا لَفَاعِلُوْنَ (یوسف:62) وغیرہ الفاظ کے ساتھ دعویٰ کیا۔ مگر کہیں وفا نہ ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان 10 مارچ 1910ء)

اس سے بڑھ کر دُکھ کی کہانی ایک ہے۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیھما الصلوٰۃ والسلام کے نام سے عام مسلمان واقف ہیں۔ مگر سلیمان علیہ السلام کے بیٹے کے نام کی وہ شہرت نہیں جو باپ دادا کی ہے۔ اور پوتے کا نام قریباً معدوم ہے۔ حدیث میں اس راز کا ذکر ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک دفعہ کہا تھا کہ میری بیویاں بہت ہیں۔ ان سے بڑی اولاد اور عظیم الشان لوگ پیدا ہوں گے۔ اس دعویٰ کے ساتھ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ نہ کہا۔ نتیجہ خراب ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ

آنحضرت ﷺ بھی اپنی ہجرت کے ارادے کو ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ کہہ لو۔ (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 10۔11)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر ان الفاظ کا استعمال انبیاء علیہم السلام اور ان کی اقوام کی طرف کیا ہے جیسے سورۃ البقرہ آیت 71 میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا کہ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ لَمُھْتَدُوْنَ اور ہم یقیناً اِنْ شَآءَ اللّٰہُ ضرور ہدایت پانے والے ہیں۔ سورۃ یوسف آیت 100 میں حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے اِنْ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ اور سورۃ الکھف آیت 70 حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ صَابِرًا اور سورۃ القصص آیت 28 میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خُسر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب ہو کر فرمایا سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔

احادیث سے بھی ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ رسول بھی اِنْ شَآءَ اللّٰہُ لکھتے، بولتے اور پڑھتے تھے۔ ترمذی کی روایت ہے کہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَی الْیَمِیْنِ فَقَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ فَلَا حِنْثَ عَلَیْہِ

(ترمذی، حدیث 1451)

کہ جو قسم کھا کر حلف لے تو وہ اِنْ شَآءَ اللّٰہِ کہے۔ اس پر کوئی گناہ نہیں۔

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کسی اہم امر کی طرف دعوت دیتا ہے میں چاہتا ہوں کہ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ ایسی دعوت کی طرف امت کو بلاؤں جو قیامت کے روز میری امت کے لئے شفاعت کا موجب ہو۔ (صحیح مسلم، حدیث 295)

اور ایک حدیث کے مطابق آنحضرت ﷺ نے کسی سے مخاطب ہو کر فرمایا:

سَاَفْعَلُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ۔ (صحیح بخاری، حدیث 407)

کہ اگر اللہ نے چاہا میں ایسا ضرور کروں گا۔

سو یہ مقدس کلمہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی آئندہ آنے والے وقت میں کام کرنے کا کوئی منصوبہ بنا رہا ہو تو وہ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ کہہ کر اس کام کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کرے۔ انسان ہر

حالت میں کمزور ناتواں اور dependent ہے۔ اسے ہر گز اپنے وجود پر انحصار نہیں کرنا چاہئے بلکہ خدائے عزوجل کی طرف منسوب کر کے اُسی سے مدد طلب کرنی چاہئے۔ بلکہ قرآن کریم میں یہاں تک ہدایت ملتی ہے کہ اگر اِنْ شَآءَ اللّٰہُ کہنا بھول جائے تو یاد آنے پر کہہ لیا کرو۔ (الکھف:25)

اس قرآنی حکم کی اتباع اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت اور تعلیم کی پیروی میں اس مبارک اسلامی اصطلاح کو رواج دینا اور بولتے، گفتگو کرتے یا لکھتے وقت اگر مستقبل کے حوالہ سے کسی کام کا ذکر کرنا ہو تو ''اِنْ شَآءَ اللّٰہُ ''کا لفظ استعمال کرنا چاہئے۔ احادیث میں آتا ہے کہ قرآن کریم کا ایک حرف بولنے اور پڑھنے سے 10 نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور 10 بُرائیاں مٹائی جاتی ہیں تو ''اِنْ شَآءَ اللّٰہُ ''میں 9 حروف استعمال ہوئے ہیں اس قول نبوی کے مطابق ''اِنْ شَآءَ اللّٰہُ ''کہنے سے 90 نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور 90 بدیاں دور ہوتی ہیں اور بدیاں مٹائی جانی بھی دراصل نیکی ہی ہیں یوں 180 نیکیاں انسان کما سکتا ہے۔

اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بولتے وقت تو درست طریق پر بولا جاتا ہے لیکن لکھتے وقت غلط العام طریق رواج پا گیا ہے یعنی لوگ ''انشاءاللہ'' لکھ دیتے ہیں۔ جو غلط ہے۔ قرآن کریم میں اور احادیث میں ہمیشہ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ ہی لکھا گیا ہے۔ یعنی الف، نون الگ اور ش، ا اور ء (ہمزہ) الگ سے۔ جس طرح آنحضور ﷺ نے لکھا ہے اُسی طریق پر لکھنا چاہئے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن، 21۔اکتوبر 2021ء)

لَاحَوْل شیطان کے حملوں سے بچاؤ کا ذریعہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ شیطان لَاحَوْل سے بھاگتا ہے۔ مگر وہ ایسا سادہ لوح نہیں کہ صرف زبانی طور پر لَاحَوْل کہنے سے بھاگ جائے۔ اس طرح تو خواہ سو دفعہ لَاحَوْل پڑھا جاوے وہ نہیں بھاگے گا۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جس کے ذرہ ذرہ میں لَاحَوْل سرایت کر جاتا ہے اور جو ہر وقت خدا تعالیٰ سے ہی مدد اور استعانت طلب کرتے رہتے ہیں اور اس سے ہی فیض حاصل کرتے رہتے ہیں، وہ شیطان سے بچائے جاتے ہیں اور وہی لوگ ہوتے ہیں جو فلاح پانے والے ہوتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 61)

(مبارکہ شاہین۔ جرمنی)

(الفضل آن لائن لندن 3 نومبر، 2021)

اداریہ (5)

اسلامی اصطلاح۔ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا کا استعمال

اسلام نے ایک مومن کو جو آداب سکھائے ہیں ان میں سے ایک ادب شکر گزاری یا شکر بجا آوری بھی ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور دوسرا اپنے معاشرہ میں ایک دوسرے کے احسانات کا شکر ادا کرنا ہے۔

جہاں تک اپنے رب کائنات کی نعمتوں کا ذکر ہے۔ اس میں دو قسم کی نعمتیں ہیں ایک تو صفت ”الرحمٰن “کے تحت بن مانگی نعمتیں ہیں جیسے ہوا، پانی، زمین و آسمان اور دوسری صفت ”الرحیم “کے تحت اللہ تعالیٰ سے مانگی گئی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر شکر نعمت کا ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ النمل کے مطابق شکر کرنے کا فائدہ اپنے نفس کے لئے ہے۔

پھر سورۃ ابراہیم آیت 8 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ

کہ اگر تم شکر ادا کروگے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا۔ سورۃ النمل آیت 20 میں اللہ تعالیٰ نے شکر ادا کرنے کی دُعا بھی سکھلا دی جو ان الفاظ میں ہے۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ (النمل:20)

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تونے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں۔ اور تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔

اور سب سے بڑھ کر سورۃ لقمان میں لقمان کی اپنے بیٹے کو نصائح میں سے ایک نصیحت شکر کی نعمت ہے۔ جس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

اس کے بعد انسان کو شکر کی طرف متوجہ فرمایا گیا ہے جو اس سورۃ کریمہ میں ایک مرکزی اہمیت رکھتا ہے۔ بار بار حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو شکر کی نصیحت فرماتے ہیں۔ پس حضرت لقمانؑ کو جو حکمت عطا ہوئی اس کا مرکزی نکتہ ہی شکر الٰہی ہے جس سے ان کی نصیحت کا آغاز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی تو کوئی انتہا ہی نہیں جس نے زمین اور آسمان اور اس میں مخفی تمام طاقتوں کو انسان کی نشوونما کے لئے مسخر کر دیا حتّٰی کہ کائنات کے کنارے پر واقع گیلیکسیز (Galaxies) بھی انسان میں مخفی طاقتوں پر کچھ نہ کچھ اثر ضرور ڈال رہی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اس کائنات کا کوئی علم نہیں رکھتے اور اپنی لاعلمی کے باوجود بڑھ بڑھ کر اللہ تعالیٰ پر باتیں بناتے ہیں۔ ان کے پاس نہ کوئی ہدایت ہے اور نہ کوئی روشن کتاب ہے جس میں شرک کی تعلیم دی گئی ہو۔ (قرآن کریم مترجم حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 710)

اللہ تعالیٰ کے شکر کی بجا آوری کے لئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے الفاظ یا دیگر تسبیحات استعمال ہوتے ہیں۔ جبکہ انسان کے انسان پر احسانات کے لئے مختلف زبانوں میں مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

جیسے اردو میں شکریہ، عربی میں جَزَاکَ اللّٰہُ یا شُکْراً جَزِیْلاً کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ (الترمذی)

کہ جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا۔ اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔

عربی چونکہ امّ الالسنۃ ہے اور ہمارے بہت ہی پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان ہے اور اللہ کا کلام بھی اسی زبان میں نازل ہوا ہے اس لئے عربی میں جَزَاکَ اللّٰہُ کو رواج دینا چاہئے۔ اگر ہم اس حوالہ سے احادیث کے دریچہ میں جھانکیں تو سب سے بہتر دُعا جو آنحضور ﷺ دیا کرتے تھے وہ جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْراً کے الفاظ میں ہے جس کے معنٰی ہیں اللہ تم کو بہتر بدلا دے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهٖ : جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَآءِ (الترمذی)
کہ جس شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کی گئی اور اس نے بھلائی کرنے والے سے جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْراً کہا تو اس نے اس کی تعریف کی انتہاء کردی۔

بعض لوگ جَزَاكَ اللّٰهُ کے ساتھ اَحْسَنَ الْجَزَآء، اَطْيَبُ الْجَزَآء، اَجْزَءَ الْجَزَآء، اَخْيَرَ الْجَزَآء کے الفاظ استعمال کرنا مستحب سمجھتے ہیں۔ جیسے ایک دفعہ آنحضور ﷺ صحابہ کرام میں کھجوریں تقسیم کر رہے تھے۔ اس وقت حضرت اسید بن حضیرؓ نے آپؐ کا شکریہ "جَزَاكَ اللّٰهُ اَطْيَبُ الْجَزَآءِ" کے الفاظ میں ادا کیا جس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا۔

فَجَزَاكُمُ اللّٰهُ خَيْراً اَجْزَءَ الْجَزَآءِ وَاَطْيَبُ الْجَزَآءِ۔ (المستدرک)
اگر کسی عورت کو یہ دُعا دینی ہو تو اسے کاف پر زیر کے ساتھ جَزَاكِ اللّٰهُ کہیں گے۔

اس مسنون طریق کو رواج دینا چاہئے۔ ہمارے یہاں لندن میں خلافت کی برکت سے جَزَاكَ اللّٰهُ کہنے کا بہت رواج ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ۔ Thank you یا شکریہ بہت کم کہا جاتا ہے۔ معمولی سے معمولی احسان پر چھوٹا بڑا جَزَاكَ اللّٰهُ یا جَزَاكُمُ اللّٰهُ کے الفاظ استعمال کرتا ہے جو بہت خوش آئند بات ہے۔

ایشیائی معاشرے میں ہمیں دوسروں کی نقل اتارنے کا بہت شوق رہتا ہے۔ بالخصوص انگریزی کہ نقل میں انگلش بولنے کا اور ہم thank you یا thanks کے الفاظ استعمال کرتے ہیں بلکہ سوشل میڈیا میں تو مخفف کرکے Thnx بھی لکھ دیا جاتا ہے۔ اگر نقل کرنی ہے تو کیوں نہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کریں جو جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْراً کے الفاظ استعمال فرمایا کرتے تھے۔

یہ فقرہ ہمارے معاشرے میں اس حد تک مستعمل ہونا چاہئے کہ ایم ٹی اے پر حضور کا خطبہ سنیں، درس سنیں، تقریر سنیں تو ہمیں جَزَاكَ اللّٰهُ یا سَیِّدِیْ کہنا چاہئے۔ اپنی مساجد میں خطبہ سنیں درس سنیں کوئی نیکی کی بات سنیں تو سب کو ان الفاظ میں دعا دینی چاہئے۔ ہم نے بالعموم دیکھا ہے کہ واٹس ایپ یا سوشل میڈیا پر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بار بار میسج کرکے لوگوں سے منگواتے ہیں مگر جب ان کو وہ چیز یا لیٹر کسی طرف سے مل جاتا ہے تو چپ سادھ لیتے ہیں۔ یا صرف jzk لکھ دیتے ہیں

اگر رومن انگریزی میں لکھنا ہو تو JazakAllah لکھنا چاہئے۔ اور A کیپٹل ہو۔ کیونکہ یہ اللہ کا نام ہے اور اللہ کے سارے نام بڑے حروف میں ہی لکھے جاتے ہیں۔ ایک اور بات یاد رکھیں کہ اگر آپ کو کوئی جَزَاکَ اللّٰہُ کہے تو جواب میں آمین کہیں اگر لکھ کر جواب دینا ہو تو بھی یہی لکھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی اصطلاحات کو اپنانے اور اپنے زیر استعمال رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 اکتوبر 2021ء)

رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ کو یاد کرتے

آپ ﷺ کو دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ

"کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ أَحْیَانِہٖ"

(ترمذی، کتاب الدعوات)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کو یاد کرتے تھے۔

اداریہ (6)

شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم

حج اور عید الاضحیہ کی مناسبت سے ایک تحریر

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے لفظ ''شعائر'' کو شعور سے لیا ہے۔ آپ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰہِ (المائدہ:3) کے تحت فٹ نوٹ(foot note) میں تحریر فرماتے ہیں:۔

شعائر جمع ہے شعور کی یعنی وہ شعور جس سے اللہ تعالیٰ سمجھ میں آجائے وہ تعظیم والی چیزیں جیسے قرآن مجید۔ حدیث۔ بیت اللہ۔ قربانی کی اونٹیاں ہیں یا انبیاء اور امام اور مجدّد وغیرہ مقدس حضرات

(قرآن کریم مترجمہ حضرت میر محمد سعید از درس قرآن حضرت خلیفۃ المسیح حاجی مولوی نور الدین صفحہ 222)

اسی لئے آپ نے سورۃ البقرہ آیت 159 کا ترجمہ یوں فرمایا ہے۔

''بے شک صفا اور مروہ کے پہاڑ اللہ کی باتوں کا شعور حاصل کرنے کے لئے ہیں۔''

اور سورۃ الحج آیت 37 کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

''قربانیوں کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کی باتوں کے شعور حاصل کرنے کا سبب بنایا ہے۔''

شعائر اللہ کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:۔

''شعائر، شعیرہ کی جمع ہے اس کے معنی علامت، آیت اور نشان کے ہوتے ہیں اور عبادات کے مقررہ طریقوں کو بھی شعیرہ کہتے ہیں۔ یہاں (البقرہ آیت 159) علامت کے معنی مراد ہیں۔''

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 305 زیر آیت البقرہ:159)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں درج ذیل مقامات پر ''شعائر اللہ'' کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ البقرہ:159۔ المائدہ:3۔ الحج:33 اور 37۔

ان چاروں مقامات میں شعائر اللہ سے مراد مناسک حج لئے ہیں۔ جو اللہ کی یاد دلاتے ہیں۔ جیسے بیت اللہ، صفا، مروہ۔

مناسک حج کو شعائر اللہ قرار دینے کی یہ بھی حکمت ہے کہ اس میں وہ تمام مقدس اشیاء آجاتی ہیں جن پر اسلام کی بنیاد کھڑی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے ملاپ۔ اس کا شعور حاصل کرنا۔ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، قرآن کریم، قبلہ، خانہ کعبہ، صفاو مروہ، حجر اسود، عرفات، مزدلفہ، جمرات، تلبیہ، قربانی، نفس کی قربانی وغیرہ وغیرہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے نام کے لئے صبر کرکے اس کے نتائج سے آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہے وہ صفا اور مروہ سے جاکر یہ شعور، یہ معرفت حاصل کریں کیونکہ وہ مقام اللہ کی طرف سے صبر کے نتائج کے شعور کے حصول کا ذریعہ مقرر شدہ ہے جو حج کرنے جائے وہ وہاں ذرا چل پھر کر دیکھے کہ ہمارا فضل اس صابرہ پر کیسا ہوا ہم کیسے قدر دان ہیں۔" (حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 375)

الشھر الحرام (رجب، ذی قعدہ، ذی الحجۃ، محرم)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

"پھر حرمت کے مہینے وہ بھی شعائر اللہ ہیں۔ ان سے خدا کا شعور حاصل ہوتا ہے کہ کس قدر لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔" (حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 74)

قربانی کے جانور (اونٹنیاں) هَدْیَ وَالْقَلَآئِدَ (وہ نذر و نیاز جو اللہ ہی کے واسطے کعبہ میں بھیجی جائیں۔)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

"اسی طرح قربانیوں کے جانور ہیں کہ وہ سکھاتے ہیں کہ اسی طرح انسان کو اپنے آقا کے حضور جان دینی چاہیے۔ دنیا کے آقاؤں کے لئے جان دیتے ہیں پس دنیا و آخرت کے آقا زمین و آسمان کے مالک پر جان کیوں نثار نہ کریں۔" (حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 74)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

”پھر فرماتا ہے وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ اور تُو ان کو بتادے کہ قربانیوں کو ہم نے شعائر اللہ قرار دیا ہے۔ یعنی وہ انسان کو خدا تک پہنچاتی ہیں اور اُن کے ذریعہ سے دینی اور دنیوی بھلائی ملتی ہے۔ پس قربانی کے دنوں میں قربانیوں کو صف در صف کھڑا کر کے اُن پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو۔ تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے کام آئیں۔ چنانچہ جب وہ ذبح ہو کر اپنے پہلوؤں پر گر جائیں۔ تو خود بھی اُن کا گوشت کھاؤ اور صابر غریب اور مضطر غریب کو بھی کھلاؤ۔ یہ سب مال ہم نے تم کو دیا ہے تا کہ اس کو غریبوں پر خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان قربانیوں کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے جو حج بیت اللہ کے موقعہ پر کی جاتی ہیں اور بتایا ہے کہ یہ قربانیاں شعائر اللہ میں داخل ہیں اور تمہارے لئے ان قربانیوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی برکت رکھی گئی ہے۔“ (تفسیر کبیر جلد6 صفحہ 53-54)

تلبیہ (لبیك اللھم لبیك) قرآن کریم، نماز، سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، حجر اسود، جمرات، مقام ابراہیم، منیٰ، عرفہ اور جمیع مساجد یہ تمام شعائر اللہ میں سے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

”چنانچہ قربانیوں کو ہی دیکھ لو۔ یہ پہلے کچھ مدت تک لوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ اور پھر خانہ کعبہ پر پہنچتی ہیں تو ذبح کی جاتی ہیں۔ لیکن پھر بھی اُن کا گوشت تم لوگوں کے فائدے کے لئے ہی تقسیم ہوتا ہے خدا کو نہیں پہنچتا خدا تعالیٰ کو وہی اخلاص پہنچتا ہے جس کے ماتحت تم نے قربانیاں کی ہوتی ہیں۔ پس اصل چیز دل کا اخلاص اور وہ ایمان ہے جو انسان کے اندر پایا جائے۔ اور یہی چیز اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں قدر و قیمت رکھتی ہے۔ اس جگہ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ تعظیم شعائر اللہ تَقْوَى الْقُلُوْبِ میں داخل ہے۔ یعنی متقی ہونے کیلئے اللہ تعالیٰ کے نشانات کی عزت و توقیر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر دلالت کرتے ہیں۔ درحقیقت اسلام نے یہ کلیہ پیش کیا ہے کہ انسان کے ظاہری اعمال کا اس کے باطن پر اور اس کے باطن کا ظاہر پر اثر پڑتا ہے۔ پس جو شخص اُن مقامات کا ادب کرتا ہے

جہاں اللہ تعالیٰ کے جلال کا اظہار ہوا ہو یا اُن ہستیوں کا ادب کرتا ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا کلام اُترا ہو یا اُس کے نشانات کی حامل ہوں تو چونکہ یہ ادب اُس کے دل کے تقویٰ اور خشیت الٰہی کی وجہ سے ہو گا۔ اس لئے طبعی طور پر اُس کی دلی پاکیزگی کا اس کے ظاہر پر بھی اثر پڑے گا اور اس طرح وہ ظاہری اور باطنی دونوں طور پر نیکیوں سے آراستہ ہو جائیگا۔

یہ آیت گو چھوٹی سی ہے لیکن انسان کے فرائض اور اس کی ذمہ داریوں کو اِس میں ایسے کھلے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص سمجھ اور عقل سے کام لینے والا ہو تو وہ اِسی کے ذریعہ اپنے تمام اعمال کو درست کر سکتا ہے۔ انسان کی تمام تر سعادت اِسی میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شعائر کا ادب کرے اور ان کی عظمت کو ہمیشہ ملحوظ رکھے۔ ورنہ اُس کا ایمان سلامت نہیں رہ سکتا۔"

(تفسیر کبیر جلد6 صفحہ 46-47)

قبلہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قبلہ کی تعظیم اور اس کی طرف پاؤں کر کے سونے کے حوالہ سے فرماتے ہیں۔

"یہ ناجائز ہے کیونکہ تعظیم کے برخلاف ہے۔ سائل نے عرض کی کہ احادیث میں اس کی ممانعت نہیں آئی۔ فرمایا کہ یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اسی بناء پر کہ حدیث میں ذکر نہیں ہے اور اس لئے قرآن شریف پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہوا ہے تو کیا یہ جائز ہو جاوے گا؟ ہرگز نہیں۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد3 صفحہ 307)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

"پاؤں قبلہ کی طرف کر کے سونا تعظیم کعبہ کے خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ اور تعامل اسلام میں ہم کسی کو نہیں پاتے کہ قبلہ کی طرف مُنہ کرتے ہیں۔"

(حقائق الفرقان جلد3 صفحہ 148)

قرآن کریم

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:۔

”قرآن کریم کی بہت تعظیم ہے کہ یہ شعائر اللہ میں سے اعظم ہے۔“

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 148)

پھر فرمایا:۔

”جن چیزوں سے اللہ پہچانا جاتا ہے ان کی بے حرمتی مت کرو۔ ہم نے قرآن مجید سے خدا کو پہچانا۔ اس لئے اس کی بے حرمتی جائز نہیں۔ بھلا یہ حرمت ہے کہ اس پر پاؤں رکھ لو یا اور کتابوں کے نیچے رکھو یا یونہی صفوں پر ڈال دیا جاوے۔“ (حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 74)

بیت اللہ

حقیقت میں بیت اللہ نے دنیائے اسلام کو ہر جہت سے مرکزیت میں پرو رکھا ہے اس لئے بعض نے اسے سب سے بڑا شعیرہ قرار دیا ہے جن میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بھی شامل ہیں۔ حقیقت میں حضرت حاجرہؓ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اس قربانی کا ذکر ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ان دونوں کو اللہ کے حکم پہ بے یارومددگار وادی مکہ میں چھوڑ آئے تھے اور حضرت حاجرہؓ نے حضرت اسماعیلؑ کی پیاس بجھانے کی خاطر صفاو مروہ کے سات چکر لگائے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ایک چشمہ کے ذریعہ پانی مہیا کیا تھا۔ ان مقامات کو اللہ تعالیٰ نے نشانیاں قرار دیا اور کہا کہ جو طاقت رکھیں وہ ان جگہوں پر اس تاریخ کو سامنے رکھ کر جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا شعور حاصل کر کے اس کا شکر ادا کریں۔ یہ ہے فلسفہ ان شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم کا۔

یوم النحر

اگر مکہ جانے کی طاقت نہ ہو یا اور رکاوٹیں حائل ہوں تو عید الاضحیہ پر قربانی کے جانوروں کو دیکھ کر اور اس کے فلسفہ کو جان کر ان کی حیثیت، حقیقت اور تاریخ پر غور کریں تو واقعی اللہ کی یاد دلانے والی، اللہ کا شوق پیدا کرنے والی، اس کے دین کی طرف مائل کرنے والی اور اس کے راستے میں سرفروشی کا جذبہ پیدا کرنے کا جذبہ اُبھرتا اور دوسرے پر بازی لے جانے کو دل کرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے یوم النحر (عید الاضحیہ) کو شعائر اللہ میں داخل فرمایا ہے۔ ایک دفعہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے طلبہ کو عید کے روز کھیل کے لئے قادیان سے باہر بھجوایا جارہا تھا۔ جب اس کی اطلاع حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو ہوئی تو حضور کو یہ اطلاع سخت ناگوار گزری اور فرمایا۔

”میں تو ہرگز ہرگز پسند نہیں کرتا اور جائز نہیں سمجھتا کہ عید کے دن سفر کیا جائے اور پھر سفر بھی کھیلوں کے لئے ہرگز نہیں جانا چاہیئے........ یہ دن سنت ابراہیمی کا ایک ایسا دن ہے جو شعائر اللہ میں داخل ہے اس کی عظمت مومن کا فرض ہے۔“ (ارشادات نور جلد دوم صفحہ 278-279)

شعائر اللہ میں وسعت

پس جو بھی شعائر اللہ کی تعظیم کرے۔ انہیں برتر جانے اور احترام کرے یہ تمام امور خود اس کے متقی ہونے کے ثبوت ہیں۔ یہی مفہوم ہے فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ کا۔ اس لئے مفسرین نے شعائر اللہ کو بہت وسعت دی ہے۔ تمام ارکان، مقامات اور اشیاء جو اللہ کی یاد دلاتی ہیں ان کی تعظیم و تکریم بذات خود تقویٰ و پرہیزگاری کی علامت ہے اور مناسک حج کے علاوہ رمضان، عید الفطر، عید النحر، ایام تشریق، جمعہ، اذان، اقامت، نماز عیدین کو شعائر اللہ قرار دیا ہے۔ ان کی عزت و تکریم کرنے کا حکم ہے۔ لیکن اس دن میں یہ سبق موجود ہے کہ گو یہ شعائر ہیں لیکن مقصود ان کی عبادت نہیں بلکہ عبادت تو اللہ ہی کی ہے۔ یہ شعائر اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں۔ مثلاً حجر اسود کو ہاتھ لگانا اور چومنا سنت رسول ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ بندہ اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنے میثاق اطاعت کی تجدید کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں اس پتھر کے سامنے کھڑے ہو کر اسے مخاطب ہو کر فرمایا تھا۔

”اے حجر اسود! تو صرف ایک سیاہ پتھر ہے تو نہ مجھے نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اگر تجھے اللہ کے رسولؐ نے نہ چوما ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ چومتا۔“

(صحیح البخاري، كِتَابُ الحَجِّ، بَابُ الرَّمَلِ فِي الحَجِّ وَالعُمْرَةِ)

یہ تو وہ شعائر اللہ ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے۔ چونکہ شعائر کے معنی علامت اور نشانی کے ہیں جو مذہب سے باہر دوسرے اداروں، فرقوں یا ملکوں کی ہو سکتی ہے۔ جیسے سرکاری جھنڈے، کرنسی نوٹ یا اسٹامپ پیپر۔ سکھوں کے شعائر کیس، کڑا، کرپان ہیں۔ عیسائیوں، یہودیوں اور ہندوؤں کے اپنے اپنے شعائر ہیں۔ اسلام کے ذیل میں قادیان میں جماعت احمدیہ کے مقدس مقامات بھی شعائر الٰہی ہیں۔ جہاں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چلّے کاٹے۔ نمازیں اور عبادات ادا کیں۔ اللہ تعالیٰ کے نشانات کی اطلاعات موصول کیں۔ اسلام کی فتوحات کے نظارے نہ صرف دیکھے بلکہ ان کا اعلان کیا جو آج پورے ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ پھر صرف مقامات یا ارکان ہی شعائر اللہ نہیں ہوتے بلکہ نیک صالح وجود بھی شعائر اللہ میں سے ہوتے ہیں۔ حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ زوجہ محترمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ دالان میں کچھ تبدیلی کروانی چاہی۔ جس کی بعض اصحاب نے مخالفت کی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت اماں جان کی خواہش کو مقدم رکھتے ہوئے فرمایا کہ

"اللہ تعالیٰ نے مجھے وعدوں کے فرزند اس بی بی سے عطا کئے جو شعائر اللہ میں سے ہیں۔ اس واسطے اس کی خاطر داری ضروری ہے اور ایسے امور میں اس کا کہنا ماننا لازمی ہے۔"

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت عرفانی کبیر صفحہ 368)

خلافت علی منہاج النبوۃ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک شعیرہ ہے جو علامت، نشانی اور پہچان ہے جماعت احمدیہ مسلمہ کی اور حسبِ ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ یہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں شعور اور علم عطا کرتی ہے اس لئے اس کی قدر کرنا، احترام کرنا اور دربار خلافت سے جاری فرمان پر لبیک کہنا ہم میں سے ہر ایک کا اولین فرض ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام اور خلیفۃ المسیح کی ہدایات کو ماننا بھی شعائر اللہ کی تعظیم میں شامل ہے۔ جو اللہ کی یاد تازہ کرواتے ہیں۔ اس طرح اللہ کی طرف ہمارے سفر کو آسان کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:۔

”اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلنا، اس کے شعائر کی عظمت بجالانا۔ اس کی مقرر کردہ عزت والی جگہوں کی تعظیم کرنا اور اس کے نشانات کی حرمت کو قائم رکھنا خدا تعالیٰ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا۔ بلکہ اس سے خود انسان کے اپنے دل میں نیکی پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ میں وہ ترقی کرنے لگتا ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 46)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 جولائی 2021ء)

(مضمون نمبر 1)

قرآن کریم میں استعمال ہونے والی اسلامی اصطلاحات

(در ثمین احمد۔ جرمنی)

ہم اپنی روز مرہ زندگی میں جن اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال کرتے ہیں ان کی تفصیل اور قرآن کریم میں ان کا کہاں ذکر ہے اور ان کے مطالب کیا ہیں اس بارے میں افادہ عام کے لئے ان تمام اصطلاحات کو ایک جگہ مضمون کی شکل میں پیش کیا جارہا ہے۔

تَعَوُّذ

قرآن کریم کی تمام سورتوں کے آغاز میں تعوّذ آیا ہے۔ '' نَعُوْذُ بِاللّٰہِ ''یعنی ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں تب پڑھنے کا حکم ہے جب کسی ناپسندیدہ بات کا سامنا ہو۔ اس کے علاوہ جن آیات کریمہ میں یہ پڑھنے کا حکم ہے ان میں سے چند آیات نمونے کے طور پر پیش کی جاتی ہیں:

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (النحل:99)

پس جب تُو قرآن پڑھے تو دھتکارے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ۔

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (الاعراف:201)

اور اگر تجھے شیطان کی طرف سے کوئی وَسوَسہ پہنچے تو اللہ کی پناہ مانگ۔ یقیناً وہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ (المؤمنون:99)

اور (اس بات سے) میں تیری پناہ مانگتا ہوں اے میرے ربّ! کہ وہ میرے قریب پھٹکیں۔

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (حٰم السجدہ:37)

اور اگر تجھے شیطان کی طرف سے کوئی بہکا دینے والی بات پہنچے تو اللہ کی پناہ مانگ۔ یقیناً وہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ

قرآن کریم میں لفظ " بِسۡمِ اللّٰهِ " سورتوں کے آغاز کے علاوہ سورہ النمل کی آیت 31 میں آیا ہے " بِسۡمِ اللّٰهِ " بمعنیٰ اللہ کے نام سے اور اسے ہر کام کے شروع کرتے وقت پڑھا جاتا ہے۔

اِنَّهٗ مِنۡ سُلَيۡمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ (النمل:31)

یقیناً وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے:

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ

قرآن کریم میں لفظ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ بمعنیٰ اگر اللہ نے چاہا پایا جاتا ہے اور اِسے ہر کام کے ارادہ کرنے پر پڑھا جاتا ہے۔ جن آیات میں آیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنۡ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الۡبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيۡنَا ؕ وَاِنَّاۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهۡتَدُوۡنَ (البقرہ:71)

انہوں نے کہا اپنے ربّ سے ہماری خاطر دعا کر کہ وہ ہم پر (مزید) واضح کرے کہ وہ کیا ہے؟ یقیناً سب گائیاں ہم پر مشتبہ ہو گئی ہیں۔ اور ہم یقیناً اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ ضرور ہدایت پانے والے ہیں۔

قَالَ سَتَجِدُنِيۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَاۤ اَعۡصِيۡ لَكَ اَمۡرًا (الکہف:70)

اس نے کہا اگر اللہ نے چاہا تو مجھے تُو صبر کرنے والا پائے گا اور میں کسی امر میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعۡيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيۡۤ اَرٰى فِي الۡمَنَامِ اَنِّيۡۤ اَذۡبَحُكَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِيۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيۡنَ (الصافات:103)

پس جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، پس غور کر تیری کیا رائے ہے؟ اس

نے کہا اے میرے باپ! وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے۔ یقیناً اگر اللہ چاہے گا تو مجھے تُو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔

قَالَ اِنَّمَا یَاْتِیْکُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ (ہود:34)

اس نے کہا یقیناً اللہ ہی اُسے لئے ہوئے تمہارے پاس آئے گا اگر وہ چاہے گا۔ اور تم کبھی (اُسے) عاجز کرنے والے نہیں ہو سکتے۔

قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَی ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰۤی اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ ؕ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ (القصص:28)

اس نے (موسیٰ سے) کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی اِن دونوں بیٹیوں میں سے ایک تجھ سے بیاہ دوں اس شرط پر کہ تُو آٹھ سال میری خدمت کرے۔ پس اگر تُو دس پورے کر دے تو یہ تیری طرف سے (طوعی طور پر) ہوگا اور میں تجھ پر کسی قسم کی سختی نہیں کرنا چاہتا۔ اللہ چاہے تو تُو مجھے نیک لوگوں میں سے پائے گا۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰۤی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ (یوسف:100)

پس جب وہ یوسف کے سامنے پیش ہوئے تو اس نے اپنے والدین کو اپنے قریب جگہ دی اور کہا کہ اگر اللہ چاہے تو مصر میں امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَ اِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً فَسَوْفَ یُغْنِیْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ (التوبہ:28)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مشرکین تو ناپاک ہیں۔ پس وہ اپنے اِس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ پھٹکیں۔ اور اگر تمہیں غربت کا خوف ہو تو اللہ تمہیں اپنے فضل کے ساتھ مالدار کر دے گا اگر وہ چاہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ۙ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِیْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِیْبًا (الفتح:28)

یقیناً اللہ نے اپنے رسول کو (اس کی) رؤیا حق کے ساتھ پوری کر دکھائی کہ اگر اللہ چاہے گا تو تم ضرور بالضرور مسجدِ حرام میں امن کی حالت میں داخل ہو گے، اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور بال کترواتے ہوئے، ایسی حالت میں کہ تم خوف نہیں کرو گے۔ پس وہ اس کا علم رکھتا تھا جو تم نہیں جانتے تھے۔ پس اس نے اس کے علاوہ قریب ہی ایک اَور فتح مقدر کر دی ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ

بمعنٰی اللہ پاک ہے۔ اِسے اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی کی تعریف کی جائے۔ سبحان اللہ والی آیات یہ ہیں:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ (الحشر:24)

وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، سلام ہے، امن دینے والا ہے، نگہبان ہے، کامل غلبہ والا ہے، ٹوٹے کام بنانے والا ہے (اور) کبریائی والا ہے۔ پاک ہے اللہ اُس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ ؔ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ ؕ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (یوسف:109)

تُو کہہ دے کہ یہ میرا راستہ ہے۔ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں بصیرت پر ہوں اور وہ بھی جس نے میری پیروی کی۔ اور پاک ہے اللہ اور میں مشرکوں میں سے نہیں۔

فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِیَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (النمل:9)

پس جب وہ اس کے پاس آیا تو ندا دی گئی کہ برکت دیا گیا ہے جو اس آگ میں ہے اور وہ بھی جو اس کے ارد گرد ہے۔ اور پاک ہے اللہ تمام جہانوں کا ربّ۔

اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ (الطور:44)

کیا ان کے لئے اللہ کے سوا بھی کوئی معبود ہے؟ پاک ہے اللہ اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

وَ رَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ (القصص:69)

اور تیرا ربّ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور (اُس میں سے) اختیار کرتا ہے۔ اور اُن کو کوئی اختیار حاصل نہیں۔ پاک ہے اللہ اور بہت بلند ہے اُس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّ مَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَ لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (المؤمنون:92)

اللہ نے کوئی بیٹا نہیں اپنایا اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے۔ ایسا ہوتا تو یقیناً ہر معبود اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہو جاتا اور ضرور ان میں سے بعض بعض دوسروں پر چڑھائی کرتے۔ پاک ہے اللہ اُس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (الانبیاء:23)

اگر ان دونوں میں اللہ کے سوا کوئی معبود ہوتے تو دونوں تباہ ہو جاتے۔ پس پاک ہے اللہ، عرش کا ربّ اُس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ (الروم:18)

پس اللہ (ہر حال میں) پاک ہے اُس وقت بھی جب تم شام میں داخل ہوتے ہو اور اس وقت بھی جب تم صبح کرتے ہو۔

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (الصّٰفّٰت:160)

پاک ہے اللہ اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

مَاشَآءَ اللّٰه

بمعنٰی جو اللہ چاہے۔ اس کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جب کسی کے اچھے کام کی تعریف ہو رہی ہو۔ مَا شَآءَ اللّٰهُ والی آیات یہ ہیں:

وَلَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا (الکہف:40)

اور جب تُو اپنے باغ میں داخل ہوا تو کیوں تُو نے مَاشَآءَ اللہ نہ کہا اور یہ کہ اللہ کے سوا کسی کو کوئی قوّت حاصل نہیں۔ اگر تو مجھے مال اور اولاد کے اعتبار سے اپنے سے کم تر دیکھ رہا ہے۔

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعۡلَمُ الۡجَهۡرَ وَمَا يَخۡفٰى (الاعلیٰ:8)

سوائے اس کے جو اللہ چاہے۔ یقیناً وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور اسے بھی جو مخفی ہے۔

قُلۡ لَّاۤ اَمۡلِكُ لِنَفۡسِىۡ ضَرًّا وَّ لَا نَفۡعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ فَلَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَةً وَّلَا يَسۡتَقۡدِمُوۡنَ (یونس:50)

تُو کہہ دے کہ میں تو اپنے نفس کے لئے بھی نہ کسی نقصان کا کوئی اختیار رکھتا ہوں اور نہ نفع کا مگر (اتنا ہی) جو اللہ چاہے۔ ہر قوم کے لئے ایک اَجل مقرر ہے۔ جب ان کی اَجل آجائے تو نہ وہ ایک لمحہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

وَ يَوۡمَ يَحۡشُرُهُمۡ جَمِيۡعًا ۚ يٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ قَدِ اسۡتَكۡثَرۡتُمۡ مِّنَ الۡاِنۡسِ ۚ وَ قَالَ اَوۡلِيٰٓـؤُهُمۡ مِّنَ الۡاِنۡسِ رَبَّنَا اسۡتَمۡتَعَ بَعۡضُنَا بِبَعۡضٍ وَّبَلَغۡنَاۤ اَجَلَنَا الَّذِىۡۤ اَجَّلۡتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثۡوٰٮكُمۡ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيۡمٌ عَلِيۡمٌ (الانعام:129)

اور (یاد رکھ) وہ دن جب وہ ان سب کو اکٹھا کرے گا (اور کہے گا) اے جنوں کے گروہ! تم نے عوام الناس کا استحصال کیا۔ اور عوام النّاس میں سے ان کے دوست کہیں گے۔ اے ہمارے ربّ! ہم میں سے بعض نے بعض دوسروں سے فائدہ اٹھایا اور ہم اپنی اس مقررہ گھڑی تک آپہنچے جو تُو نے ہمارے لئے مقرر کی تھی۔ وہ کہے گا تمہارا ٹھکانا آگ ہے (تم) اُس میں لمبا عرصہ رہنے والے ہوگے سوائے اُس کے جو اللہ چاہے۔ یقیناً تیرا ربّ صاحبِ حکمت (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

قُلۡ لَّاۤ اَمۡلِكُ لِنَفۡسِىۡ نَفۡعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوۡ كُنۡتُ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ لَاسۡتَكۡثَرۡتُ مِنَ الۡخَيۡرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِىَ السُّوۡٓءُ ۛۚ اِنۡ اَنَا اِلَّا نَذِيۡرٌ وَّبَشِيۡرٌ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ (الاعراف:189)

تُو کہہ دے کہ میں اللہ کی مرضی کے سوا اپنے نفس کے لئے (ایک ذرّہ بھر بھی) نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اور اگر میں غیب جاننے والا ہوتا تو یقیناً میں بہت دولت اکٹھی کر سکتا تھا اور مجھے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ لیکن میں تو محض ایک ڈرانے والا اور ایک خوشخبری دینے والا ہوں اُس قوم کے لئے جو ایمان لاتی ہے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ (ہود:109)

اور وہ لوگ جو خوش نصیب بنائے گئے تو وہ جنت میں ہوں گے۔ وہ اس میں رہنے والے ہیں جب تک کہ آسمان اور زمین باقی ہیں سوائے اس کے جو تیرا ربّ چاہے۔ یہ ایک نہ کاٹی جانے والی جزا کے طور پر ہو گا۔

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ

بمعنٰی میں اللہ پر توکل کرتا ہوں اور جب طبیعت کے برعکس کوئی Feeling محسوس ہو تب یہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ والی آیات یہ ہیں:

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۟ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (التوبہ:129)

پس اگر وہ پیٹھ پھیر لیں تو کہہ دے میرے لئے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں توکل کرتا ہوں اور وہی عرشِ عظیم کا ربّ ہے۔

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (یوسف:68)

اور اس نے کہا اے میرے بیٹو! ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ متفرق دروازوں سے داخل ہونا اور میں تمہیں اللہ (کی تقدیر) سے کچھ بھی بچا نہیں سکتا۔ حکم اللہ ہی کا چلتا ہے۔ اسی پر میں توکل کرتا ہوں اور پھر چاہئے کہ اسی پر سب توکل کرنے والے توکل کریں۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ (یونس:72)

اور تُو ان پر نوح کی خبر پڑھ جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! اگر تم پر میرا موٴقف اور اللہ کے نشانات کے ذریعہ نصیحت کرنا شاق گزرتا ہے تو میں تو اللہ ہی پر توکل کرتا ہوں۔ پس تم

اپنی تمام طاقت اکٹھی کر لو اور اپنے شر کا کو بھی۔ پھر اپنی طاقت پر تمہیں کوئی اشتباہ نہ رہے پھر کر گزرو جو مجھ سے کرنا ہے اور مجھے کوئی مہلت نہ دو۔

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ڰ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ (الشوریٰ:11)

اور جس چیز میں بھی تم اختلاف کرو تو اُس کا فیصلہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ ہے اللہ جو میرا ربّ ہے۔ اُسی پر میں توکل کرتا ہوں اور اُسی کی طرف میں جھکتا ہوں۔

اِنِّىْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ۭ مَا مِنْ دَاۗبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (ہود:57)

یقیناً میں اللہ ہی پر توکّل کرتا ہوں جو میرا ربّ ہے اور تمہارا بھی ربّ ہے۔ کوئی چلنے پھرنے والا جاندار نہیں مگر وہ (اسے) اُس کی پیشانی کے بالوں سے پکڑے ہوئے ہے۔ یقیناً میرا ربّ صراطِ مستقیم پر (ملتا) ہے۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰي مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ (ہود:89)

اس نے کہا اے میری قوم! مجھے بتاؤ تو سہی کہ اگر میں اپنے ربّ کی طرف سے ایک روشن حجت پر قائم ہوں اور وہ مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ رزق عطا کرتا ہے (پھر بھی کیا میں وہی کروں جو تم چاہتے ہو)۔ جبکہ میں کوئی ارادہ نہیں رکھتا کہ جن باتوں سے تمہیں منع کرتا ہوں خود میں وہی کرنے لگ جاؤں۔ میں تو صرف حسبِ توفیق اصلاح چاہتا ہوں۔ اور اللہ کی تائید کے سوا مجھے کوئی مدد حاصل نہیں۔ اسی پر میں توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف جھکتا ہوں۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ (الرعد:31)

اسی طرح ہم نے تجھے ایک ایسی اُمّت میں بھیجا جس سے پہلے کئی اُمتیں گزر چکی تھیں تا کہ تُو اُن پر وہ تلاوت کرے جو ہم نے تیری طرف وحی کیا حالانکہ وہ رحمان کا انکار کر رہے ہیں۔ تو کہہ دے وہ میرا ربّ ہے۔ کوئی معبود اس کے سوا نہیں۔ اُسی پر میں توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف میرا عاجزانہ جھکنا ہے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

بمعنیٰ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم نے اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ یہ الفاظ فوتگی یا گمشدگی پر یا کسی نقصان پر بولے جاتے ہیں۔ اس کے بارے میں آیت یہ ہے:

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (البقرہ:157)

اُن لوگوں کو جن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

بمعنیٰ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے۔ (یہ اللہ کی تعریف ہے اسے ہر نیکی، خوبی، انعام ملنے پر بھی بولا جاتا ہے) جن آیات میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ آیا ہے وہ یہ ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الفاتحہ:2)

تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (العنکبوت:64)

اور اگر تُو ان سے پوچھے کہ کس نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیا تو وہ ضرور کہیں گے: اللہ نے۔ تُو کہہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے لیکن اکثر اُن میں سے عقل نہیں رکھتے۔

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (یونس:11)

وہاں ان کا اعلان یہ ہو گا کہ اے (ہمارے) اللہ! تو پاک ہے اور وہاں ان کا خیر سگالی کا کلمہ سلام ہو گا اور اُن کا آخری اعلان یہ ہو گا کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۙ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۗ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (الاعراف:44)

اور ہم اُن کے سینوں سے کینے کھینچ نکالیں گے۔ اُن کے زیر تصرف نہریں بہتی ہوں گی۔ اور وہ کہیں گے کہ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں یہاں پہنچنے کی راہ دکھائی جبکہ ہم کبھی ہدایت نہ پاسکتے تھے اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا۔ یقیناً ہمارے پاس ہمارے ربّ کے رسول حق کے ساتھ آئے تھے۔ اور انہیں آواز دی جائے گی کہ یہ وہ جنت ہے جس کا تمہیں وارث ٹھہرایا گیا ہے بسبب اُس کے جو تم عمل کرتے تھے

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۗ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۗ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (لقمان:26)

اور اگر تُو ان سے پوچھے کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے۔ تُو کہہ دے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے لیکن ان میں سے اکثر علم نہیں رکھتے۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا (بنی اسرائیل:112)

اور کہہ کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے کبھی کوئی بیٹا اختیار نہیں کیا اور جس کی بادشاہت میں کبھی کوئی شریک نہیں ہوا اور کبھی اُسے ایسے ساتھی کی ضرورت نہیں پڑی جو (گویا) کمزوری کی حالت میں اُس کا مددگار بنتا۔ اور تُو بڑے زور سے اُس کی بڑائی بیان کیا کر۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ (النمل:16)

اور ہم نے یقیناً داؤد اور سلیمان کو بڑا علم عطا کیا تھا۔ اور دونوں نے کہا تمام تعریف اللہ ہی کی ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت بخشی ہے۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔(النمل:60)

کہہ دے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اور سلام ہو اس کے بندوں پر جنہیں اس نے چن لیا۔ کیا اللہ بہتر ہے یا وہ جنہیں وہ شریک ٹھہراتے ہیں؟

وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (النمل:94)

اور کہہ دے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ وہ عنقریب تمہیں اپنے نشانات دکھائے گا۔ پس تم انہیں پہچان لوگے اور تیرا ربّ ہرگز اس سے غافل نہیں جو تم لوگ کرتے ہو۔

فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَ مَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (المؤمنون:29)

پس جب تُو اور وہ جو تیرے ساتھ ہیں کشتی پر قرار پکڑ جائیں تو یہ کہہ کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات بخشی۔

وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ (فاطر:35)

اور وہ کہیں گے کہ تمام تر تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہم سے غم دور کیا۔ یقیناً ہمارا ربّ بہت ہی بخشنے والا (اور) قدر دان ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ (ابراہیم:40)

سب حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے مجھے بڑھاپے کے باوجود اسماعیل اور اسحاق عطا کئے۔ یقیناً میرا ربّ دعا کو بہت سننے والا ہے۔

وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ (الزمر:75)

اور وہ کہیں گے تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنا وعدہ ہم سے پورا کر دکھایا اور ہمیں (اس موعودہ) ارض کا وارث بنا دیا۔ جنت میں جہاں چاہیں ہم جگہ بنا سکتے ہیں۔ پس عمل کرنے والوں کا اجر کتنا عمدہ ہے۔

وَ تَرَی الۡمَلٰٓئِکَۃَ حَآفِّیۡنَ مِنۡ حَوۡلِ الۡعَرۡشِ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّہِمۡ ۚ وَ قُضِیَ بَیۡنَہُمۡ بِالۡحَقِّ وَ قِیۡلَ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

(الزمر:76)

اور تُو فرشتوں کو دیکھے گا کہ عرش کے ماحول کو گھیرے میں لئے ہوئے ہوں گے۔ وہ اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہے ہوں گے اور ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ سب حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡکِتٰبَ وَ لَمۡ یَجۡعَلۡ لَّہٗ عِوَجًا

(الکہف:2)

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب اُتاری اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی۔

ہُوَ الۡحَیُّ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ فَادۡعُوۡہُ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ؕ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

(المؤمن:66)

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اُسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اُسے پکارو۔ کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ

بمعنیٰ تم پر سلامتی ہو۔ اس کے بارے میں بیان ہوتا ہے:

وَ سِیۡقَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّہُمۡ اِلَی الۡجَنَّۃِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوۡہَا وَ فُتِحَتۡ اَبۡوَابُہَا وَ قَالَ لَہُمۡ خَزَنَتُہَا سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ طِبۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡہَا خٰلِدِیۡنَ (الزمر:74)

اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کیا وہ بھی گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جائے جائیں گے حتیٰ کہ جب وہ اس تک پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تب اس کے داروغے ان سے کہیں گے تم پر سلامتی ہو۔ تم بہت عمدہ حالت کو پہنچے۔ پس اس میں ہمیشہ رہنے والے بن کر داخل ہو جاؤ۔

قرآن کریم کی وہ آیات جن میں مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ ' یا' مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام مبارک آیا ہے:

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ

(آل عمران:145)

اور محمد نہیں ہے مگر ایک رسول۔ یقیناً اس سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ پس کیا اگر یہ بھی وفات پا جائے یا قتل ہو جائے تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو بھی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا تو وہ ہر گز اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور اللہ یقیناً شکر گزاروں کو جزا دے گا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

(الاحزاب:41)

محمد تمہارے (جیسے) مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں کا خاتَم ہے۔ اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ

(محمد:3)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر اتارا گیا، اور وہی ان کے رب کی طرف سے کامل سچائی ہے، اُن کے عیوب کو وہ دور کر دے گا اور ان کا حال درست کر دے گا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا

(الفتح:30)

محمد رسول اللہ اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں کفار کے مقابل پر بہت سخت ہیں (اور) آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے۔ تُو انہیں رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا۔ وہ اللہ ہی سے فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر ان کی نشانی ہے۔ یہ اُن کی مثال

ہے جو تورات میں ہے۔ اور انجیل میں ان کی مثال ایک کھیتی کی طرح ہے جو اپنی کونپل نکالے پھر اُسے مضبوط کرے پھر وہ موٹی ہو جائے اور اپنے ڈنٹھل پر کھڑی ہو جائے، کاشتکاروں کو خوش کردے تاکہ ان کی وجہ سے کفار کو غیظ دلائے۔ اللہ نے ان میں سے اُن سے، جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے، مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ کیا ہوا ہے۔

درود شریف پڑھنے کا حکم

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

(الاحزاب:57)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

بمعنٰی میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔ یہ الفاظ اس وقت بولے جاتے ہیں جب ہم میں سے کوئی گناہ سے بچنا چاہے۔ (نیشنل سلیبس سٹیج III صفحہ 97-100)

اسلامی اصطلاحات میں سے ایک اصطلاح اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ہے جس کو استغفار اور توبہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد بار مومنوں کو اپنی سابقہ غلطیوں پر توبہ واستغفار کرنے اور آئندہ ایسی غلطیوں کو دہرانے سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔ جیسے

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (البقرہ:200)

پھر تم (بھی) وہاں سے لوٹو جہاں سے لوگ لَوٹتے ہیں۔ اور اللہ سے بخشش مانگو۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ

(آل عمران:160)

پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تُو ان کے لئے نرم ہو گیا۔ اور اگر تُو تند خو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دُور بھاگ جاتے۔ پس ان سے دَر گزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کر۔ پس جب تُو (کوئی) فیصلہ کر لے تو پھر اللہ ہی پر توکل کر۔ یقیناً اللہ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰكُمْ (محمد:20)

پس جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی لغزش کی بخشش طلب کر، نیز مومنوں اور مومنات کیلئے بھی۔ اور اللہ تمہارے سفری ٹھکانوں کو بھی خوب جانتا ہے اور مستقل ٹھکانوں کو بھی۔

وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الذّاریات:19)

اور صبحوں کے وقت بھی وہ استغفار میں لگے رہتے تھے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ

بمعنٰی اللہ سب سے بڑا ہے۔ ارشاد نبویؐ کے مطابق جب آپ پہاڑی یا اونچائی (Stairs) چڑھ رہے ہوں تو پڑھنا چاہیے۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ (العنکبوت:46)

تُو کتاب میں سے، جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے، پڑھ کر سنا اور نماز کو قائم کر۔ یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے۔ اور اللہ کا ذکر یقیناً سب (ذکروں) سے بڑا ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ

بمعنٰی اللہ پاک ہے۔ جب پہاڑی یا اونچائی (Stairs) سے اُتر رہے ہوں تو پڑھا جاتا ہے۔

(نیشنل سلیبس صفحہ 113۔114)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہِ

بمعنٰی اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’توحید تبھی پوری ہوتی ہے کہ کُل مرادوں کا مُعطی اور تمام امراض کا چارہ اور مداوا وہی ذاتِ واحد ہو۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنٰی یہی ہیں۔ صوفیوں نے اِلٰہٌ کے لفظ سے محبوب، مقصود، معبود مراد لی ہے۔ بے شک اصل اور سچ یونہی ہے جب تک انسان کامل طور پر کاربند نہیں ہوتا۔ اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی‘‘۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 32 ایڈیشن 1988ء)

توحید باری تعالیٰ کا اظہار قرآن کریم کی متعدد آیات میں ہوا ہے جن میں سے چند ایک نمونے کے طور پر پیش کی جارہی ہیں:

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ (الانبیاء:26)

اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم اُس کی طرف وحی کرتے تھے کہ یقیناً میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو۔

اِنَّهُمۡ كَانُوۡۤا اِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ (الصافات:36)

یقیناً وہ ایسے تھے کہ جب انہیں کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ استکبار کرتے تھے۔

فَاعۡلَمۡ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِكَ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ مُتَقَلَّبَكُمۡ وَمَثۡوٰٮكُمۡ (محمد:20)

پس جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی لغزش کی بخشش طلب کر، نیز مومنوں اور مومنات کیلئے بھی۔ اور اللہ تمہارے سفری ٹھکانوں کو بھی خوب جانتا ہے اور مستقل ٹھکانوں کو بھی

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 اکتوبر 2021ء)

(مضمون نمبر2)

مسلمانوں میں رائج بعض بابرکت کلمات کا استعمال

(احادیث کی روشنی میں)

(مولانا فضل الرحمٰن ناصر۔ استاذ جامعہ احمدیہ برطانیہ)

موجودہ زمانہ میں اسلامی شعار کے استعمال کرنے کی خاص اہمیت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی بدتر حالت کو بیان کرتے ہوئے اس کی ایک مثال یہ بھی دی کہ اب مسلمانوں میں اسلامی اقدار اور اسلامی شعار کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اور مسلمان کی نئی نسل ان اسلامی شعار کو بھولتی چلی جارہی ہے۔ اس بات کی بہت ضرورت ہے کہ ان اسلامی اقدار کو رواج دیا جائے اور اگلی نسلوں کو یہ باتیں سکھلائی جائیں۔ تاکہ روزمرہ استعمال ہونے والے یہ بابرکت الفاظ جو ذکر الٰہی اور دراصل دعا سے بھرے ہوئے ہیں ان کی عام برکت دنیا میں پھیلے۔

اے معزز بزرگان اسلام! مجھے اس بات پر یقین کلی ہے کہ آپ سب صاحبان پہلے سے اپنے ذاتی تجربہ اور عام واقفیت سے ان خرابیوں موجودہ زمانہ پر کہ جن کا بیان کرنا ایک درد انگیز قصہ ہے بخوبی اطلاع رکھتے ہوں گے اور جو جو فساد طبائع میں واقعہ ہو رہے ہیں اور جس طرح پر لوگ بباعث اغوا اور اضلال وسوسہ اندازوں کے بگڑتے جاتے ہیں آپ پر پوشیدہ نہ ہوگا پس یہ سارے نتیجے اسی بات کے ہیں کہ اکثر لوگ دلائل حقیت اسلام سے بے خبر ہیں اور اگر کچھ پڑھے لکھے بھی ہیں تو ایسے مکاتب اور مدارس میں کہ جہاں علوم دینیہ بالکل سکھائے نہیں جاتے اور سارا عمدہ زمانہ ان کے فہم اور ادارک اور تفکر اور تدبر کا اور اور علوم اور فنون میں کھویا جاتا ہے اور کوچہ دین سے محض ناآشنا رہتے ہیں پس اگر ان کو دلائل حقیت اسلام سے جلد تر باخبر نہ کیا جائے تو آخر کار ایسے لوگ یا تو محض

دنیا کے کیڑے ہو جاتے ہیں کہ جن کو دین کی کچھ بھی پروا نہیں رہتی اور یا الحاد اور ارتداد کا لباس پہن لیتے ہیں یہ قول میرا محض قیاسی بات نہیں بڑے بڑے شرفا کے بیٹے میں نے اپنی آنکھ سے دیکھے ہیں جو بباعث بے خبری دینی کے اصطباغ پائے ہوئے گرجا گھروں میں بیٹھے ہیں اگر فضل عظیم پروردگار کا ناصر اور حامی اسلام کا نہ ہوتا اور وہ بذریعہ پرزور تقریرات اور تحریرات علماء اور فضلاء کے اپنے اس سچے دین کی نگہداشت نہ کرتا تو تھوڑا زمانہ نہ گزرنا پاتا جو دنیا پرست لوگوں کو اتنی خبر بھی نہ رہتی جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس ملک میں پیدا ہوئے تھے بالخصوص اس پر آشوب زمانہ میں کہ چاروں طرف خیالات فاسدہ کی کثرت پائی جاتی ہے اگر محققان دین اسلام جو بڑی مردی اور مضبوطی سے ہر یک منکر اور ملحد کے ساتھ مناظرہ اور مباحثہ کر رہے ہیں اپنی اس خدمت اور چاکری سے خاموش رہیں تو تھوڑی ہی مدت میں اس قدر شعار اسلام کا ناپدید ہو جائے کہ بجائے سلام مسنون کے گڈبائی اور گڈمارننگ کی آواز سنی جائے پس ایسے وقت میں دلائل حقیت اسلام کی اشاعت میں بدِل مشغول رہنا حقیقت میں اپنی ہی اولاد اور اپنی ہی نسل پر رحم کرنا ہے کیونکہ جب وبا کے ایام میں زہرناک ہوا چلتی ہے تو اس کی تاثیر سے ہر یک کو خطرہ ہوتا ہے۔

(براہینِ احمدیہ حصہ اول، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 8)

”اس زمانہ میں اسلام کے اکثر امراء کا حال سب سے بدتر ہے وہ گویا یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ صرف کھانے پینے اور فسق و فجور کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ دین سے وہ بالکل بے خبر اور تقویٰ سے خالی اور تکبر اور غرور سے بھرے ہوتے ہیں۔ اگر ایک غریب ان کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہے تو اس کے جواب میں وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ کہنا اپنے لئے عار سمجھتے ہیں۔ بلکہ غریب کے منہ سے اس کلمہ کو ایک گستاخی کا کلمہ اور بیباکی کی حرکت خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ پہلے زمانہ کے اسلام کے بڑے بڑے بادشاہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ میں کوئی اپنی کسر شان نہیں سمجھتے تھے مگر یہ لوگ تو بادشاہ بھی نہیں ہیں۔ پھر بھی بے جا تکبر نے ان کی نظر میں ایسا پیارا کلمہ جو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ہے جو سلامت رہنے کے لئے ایک دعا ہے حقیر کر کے دکھایا ہے۔ پس دیکھنا چاہئے کہ زمانہ کس قدر بدل گیا ہے کہ ہر ایک شعار اسلام کا تحقیر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔“

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 327)

رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ کو یاد کرتے

حضور ﷺ کے دل میں جو اللہ تعالیٰ کی محبت اور پیار تھا اس کی گہرائی اور وسعت اور حقیقت کو تو کوئی نہیں پا سکتا یہ محبت ایسی تھی کہ چھپائے نہیں چھپتی تھی اور آپ کی ہر حرکت و سکون اور اُٹھنے بیٹھنے سے بے اختیار ظاہر ہوتی، علاوہ فرض نمازوں اور نوافل کے آپ کی زبان سے کسی نہ کسی رنگ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر یوں جاری رہتا جیسے انسان اپنی زندگی کی بقا کے لئے ہر وقت سانس لیتا رہتا ہے ذرا سی اس میں روک پیدا ہو تو تکلیف محسوس کرتا ہے۔ ایسا ہی آپ کو دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ "كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهٖ" (ترمذی، کتاب الدعوات) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کو یاد کرتے تھے۔

ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر کا آپؐ کا عجیب انداز تھا سوتے جاگتے، چلتے پھرتے، قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے، نماز پڑھتے ہوئے، کھانا کھاتے ہوئے، پانی پیتے ہوئے، لباس پہنتے، جوتا پہنتے، گھر سے باہر جاتے، گھر کے اندر آتے، کسی نہ کسی انداز میں دعا کے رنگ میں اور برکت کے لئے اللہ تعالیٰ کا نام لیتے۔ اس کی چند مثالیں اس مضمون میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ... اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے

قرآن کریم کی ہر سورۃ کا آغاز سوائے سورۃ توبہ کے انہیں بابرکت کلمات سے ہوتا ہے۔ نیز سورۃ نمل میں یہ کلمات دو دفعہ استعمال ہوئے ہیں۔ ایک سورۃ کے آغاز میں اور ایک دفعہ اس سورۃ میں جہاں اس خط کا ذکر ہے جو حضرت سلمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو لکھا۔ اس خط کا آغاز بھی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے ہوا ہے۔ احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جن خطوط کا ذکر ملتا ہے ان کا آغاز بھی انہی بابرکت کلمات سے ہوتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مِنْ مُّحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ، سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى، أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّيْ أَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيْسِيِّيْنَ، وَيَآ أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا

وَبَيْنَكُمْ، أَنْ لَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ (صحیح بخاری، باب بدء الوحی)

یعنی اللہ کے نام کے ساتھ جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔ اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ خط ہے شاہ روم کے لئے۔ اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے اس کے بعد میں آپ کے سامنے دعوت اسلام پیش کرتا ہوں۔ اگر آپ اسلام لے آئیں گے تو دین و دنیا میں سلامتی نصیب ہو گی۔ اللہ آپ کو دوہرا ثواب دے گا اور اگر آپ میری دعوت سے روگردانی کریں گے تو آپ کی رعایا کا گناہ بھی آپ ہی پر ہو گا۔ اور اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا اپنا رب بنائے۔ پھر اگر وہ اہل کتاب اس بات سے منہ پھیر لیں تو مسلمانو! تم ان سے کہہ دو کہ تم مانو یا نہ مانو ہم تو ایک اللہ کے اطاعت گزار ہیں۔

کھانا کھاتے یا کوئی چیز پیتے ہوئے بِسْمِ اللهِ... پڑھنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھاتے یا کوئی مشروب پیتے ہوئے بھی بِسْمِ اللهِ پڑھنے کا ارشاد فرمایا جیسے کہ احادیث میں یہ ذکر ہے کہ

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ طَعَامًا فِيْ سِتَّةِ نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِهٖ، فَجَآءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَكَلَهٗ بِلُقْمَتَيْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''أَمَا أَنَّهٗ لَوْ كَانَ قَالَ: بِسْمِ اللهِ لَكَفَاكُمْ، فَإِذَآ أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا، فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللهِ، فَإِنْ نَّسِيَ أَنْ يَّقُوْلَ: بِسْمِ اللهِ فِيْٓ أَوَّلِهٖ، فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللهِ فِيْٓ أَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ (سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ)

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھ صحابہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا، اور اس نے اسے دو لقموں میں کھا لیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سنو، اگر یہ شخص بِسْمِ اللهِ کہہ لیتا، تو یہی کھانا تم سب کے لیے کافی ہوتا، لہٰذا

تم میں سے جب کوئی کھانا کھائے تو چاہیئے کہ وہ بِسۡمِ اللّٰہِ کہے، اگر وہ شروع میں بِسۡمِ اللّٰہِ کہنا بھول جائے تو یوں کہے: بِسۡمِ اللّٰہِ فِیۡٓ أَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ اسی طرح ایک حدیث میں یہ بھی ذکر ہے۔

عَنۡ عُمَرَبۡنِ أَبِیۡ سَلَمَۃَ، أَنَّہٗ دَخَلَ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَعِنۡدَہٗ طَعَامٌ قَالَ: أُدۡنُ یَا بُنَیَّ وَسَمِّ اللّٰہَ وَکُلۡ بِیَمِیۡنِكَ وَکُلۡ مِمَّا یَلِیۡكَ (سنن ترمذی، کتاب الاطعمہ)

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، آپ کے پاس کھانا رکھا تھا، آپ نے فرمایا: بیٹے! قریب ہو جاؤ، بسم اللہ پڑھو اور اپنے داہنے ہاتھ سے اور جو تمہارے قریب ہے اسے کھاؤ۔

وضو کرتے ہوئے بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرنے کے وقت بھی بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: لَا وُضُوۡءَ لِمَنۡ لَّمۡ یَذۡکُرِ اسۡمَ اللّٰہِ عَلَیۡہِ

(جامع ترمذی، کتاب الطہارہ)

جو بِسۡمِ اللّٰہِ کر کے وضو شروع نہ کرے اس کا وضو نہیں ہوتا۔

اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا

یعنی اگر اللہ نے چاہا اور اِسے ہر کام کے ارادہ کرنے پر پڑھا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

عَنۡ أَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ، قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: مَنۡ حَلَفَ، فَقَالَ: إِنۡ شَآءَ اللّٰہُ فَلَہٗ ثُنۡیَاہٗ (سنن ابن ماجہ، باب الکفارات)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قسم کھائی اور اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ کہا، تو اس کا اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ کہنا اسے فائدہ دے گا۔

اسی طرح حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کُنۡتُ أُصَلِّیۡ لِقَوۡمِیۡ بَنِیۡ سَالِمٍ، فَأَتَیۡتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ، فَقُلۡتُ: ''إِنِّیۡ أَنۡکَرۡتُ بَصَرِیۡ وَإِنَّ السُّیُوۡلَ تَحُوۡلُ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَ مَسۡجِدِ قَوۡمِیۡ، فَلَوَدِدۡتُّ أَنَّكَ جِئۡتَ فَصَلَّیۡتَ فِیۡ بَیۡتِیۡ مَکَانًا

حَتّٰی أَتَّخِذَهٗ مَسْجِدًا، فَقَالَ: أَفْعَلُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ، فَغَدَا عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ مَّعَهٗ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ، فَاسْتَأْذَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَذِنْتُ لَهٗ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰی، قَالَ: أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّیَ مِنْ بَيْتِكَ؟ فَأَشَارَ إِلَيْهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِیْ أَحَبَّ أَنْ يُّصَلِّیَ فِيْهِ، فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ، ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ''

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اپنی قوم بنی سالم کی امامت کیا کرتا تھا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ! میری آنکھ خراب ہو گئی ہے اور (برسات میں) پانی سے بھرے ہوئے نالے میرے اور میری قوم کی مسجد کے بیچ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے مکان پر تشریف لا کر کسی ایک جگہ نماز ادا فرمائیں تاکہ میں اسے اپنی نماز کے لیے مقرر کرلوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ میں تمہاری خواہش پوری کروں گا صبح کو جب دن چڑھ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت چاہی اور میں نے دے دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے نہیں بلکہ پوچھا کہ گھر کے کس حصہ میں نماز پڑھوانا چاہتے ہو۔ ایک جگہ کی طرف جسے میں نے نماز پڑھنے کے لیے پسند کیا تھا۔ اشارہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف بنائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی پھیرا۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ یعنی اللہ پاک ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ إِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِی الْمِيْزَانِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ (صحیح بخاری، کتاب التوحید)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور قیامت کے دن اعمال کے

ترازو میں بہت بھاری اور باوزن ہوں گے، وہ کلمات مبارکہ یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ''

اس کے علاوہ بھی متعدد مواقع پر سُبْحَانَ اللّٰہ بولا جاتا ہے۔ چند ایک کا حدیث میں اس طرح ذکر ہے۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: کُنَّآ إِذَا صَعِدْنَا کَبَّرْنَا وَإِذَا انْزَلْنَا سَبَّحْنَا (صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ہم کسی بلندی پر چڑھتے، تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے اور جب کسی نشیب میں اترتے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ کہتے تھے۔

اسی طرح باجماعت نماز کے دوران کوئی غیر معمولی بات ہو جائے تو امام الصلوٰۃ کو توجہ دلانے کے لئے سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلَغَہٗٓ أَنَّ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ کَانَ بَیْنَھُمْ شَیْءٌ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصْلِحُ بَیْنَھُمْ فِیْٓ أُنَاسٍ مَّعَہٗ، فَحُبِسَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ الصَّلَاۃُ، فَجَآءَ بِلَالٌ إِلٰی أَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَالَ: یَآ أَبَا بَکْرٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ حُبِسَ وَقَدْ حَانَتِ الصَّلَاۃُ، فَھَلْ لَّکَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنْ شِئْتَ، فَأَقَامَ بِلَالٌ وَّتَقَدَّمَ أَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَکَبَّرَ لِلنَّاسِ وَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْشِیْ فِی الصُّفُوْفِ حَتّٰی قَامَ فِی الصَّفِّ فَأَخَذَ النَّاسُ فِی التَّصْفِیْقِ، وَکَانَ أَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَا یَلْتَفِتُ فِیْ صَلَاتِہٖ، فَلَمَّآ أَکْثَرَ النَّاسُ الْتَفَتَ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَأْمُرُہٗٓ أَنْ یُّصَلِّیَ فَرَفَعَ أَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَدَیْہِ فَحَمِدَ اللّٰہَ، وَرَجَعَ الْقَھْقَرٰی وَرَآءَہٗ حَتّٰی قَامَ فِی الصَّفِّ، فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ , فَقَالَ: یَآ أَیُّھَا النَّاسُ مَا لَکُمْ حِیْنَ نَابَکُمْ شَیْءٌ فِی الصَّلَاۃِ أَخَذْتُمْ فِی التَّصْفِیْقِ إِنَّمَا التَّصْفِیْقُ لِلنِّسَآءِ، مَنْ نَّابَہٗ شَیْءٌ فِیْ صَلَاتِہٖ فَلْیَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰہِ فَإِنَّہٗ لَا یَسْمَعُہٗٓ أَحَدٌ حِیْنَ یَقُوْلُ سُبْحَانَ

اللّٰهِ، إِلَّا الْتَفَتَ يَآ أَبَا بَكْرٍ، مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ لِلنَّاسِ حِيْنَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ؟ , فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لِابْنِ أَبِيْ قُحَافَةَ أَنْ يُّصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
(صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ)

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ بنی عمرو بن عوف کے لوگوں میں باہم کوئی جھگڑا پیدا ہو گیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ صلح کروانے کے لئے وہاں تشریف لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مشغول ہی تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ اس لیے بلال رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک تشریف نہیں لائے۔ ادھر نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ کیا آپ لوگوں کی امامت کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اگر تم چاہو۔ چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر تکبیر تحریمہ کہی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی صفوں سے گزرتے ہوئے پہلی صف میں آکر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آگاہ کرنے کے لیے تالیاں بجانی شروع کر دیں۔ لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی طرف دھیان نہیں دیا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو آپ متوجہ ہوئے اور کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے انہیں نماز پڑھاتے رہنے کے لیے کہا، اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور الٹے پاؤں پیچھے کی طرف آکر صف میں کھڑے ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! نماز میں کوئی ایک امر پیش آنے پر تم تالیاں کیوں مارنے لگے تھے، یہ تالیاں مارنا تو عورتوں کا کام ہے۔ جس کو نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے تو سُبْحَانَ الله کہے کیونکہ جب بھی کوئی سُبْحَانَ الله سنے گا وہ ادھر خیال کرے گا اور اے ابو بکر! میرے اشارے کے باوجود تم لوگوں کو نماز کیوں نہیں پڑھاتے رہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بھلا ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا مجال تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نماز پڑھائے۔

اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي ذُكِرَ، وَمَا عَلِمْتُ بِهِ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا، فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ: أَشِيرُوا عَلَيَّ فِيْ أُنَاسٍ أَبَنُوْا أَهْلِيْ، وَايْمُ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِيْ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ، وَأَبَنُوْهُمْ بِمَنْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَلَا دَخَلَ بَيْتِيْ قَطُّ، إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ وَّلَا غِبْتُ فِيْ سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِيَ، وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِقِصَّتِهٖ وَفِيْهِ، وَلَقَدْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِيْ، فَسَأَلَ جَارِيَتِيْ، فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا إِلَّآ أَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتّٰى تَدْخُلَ الشَّاةُ، فَتَأْكُلَ عَجِيْنَهَا، أَوْ قَالَتْ: خَمِيْرَهَا، شَكَّ هِشَامٌ فَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهٖ، فَقَالَ اصْدُقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَسْقَطُوْا لَهَا بِهٖ، فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَآ إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّآئِغُ عَلٰى تِبْرِ الذَّهَبِ الْاَحْمَرِ، وَقَدْ بَلَغَ الْاَمْرُ ذَالِكَ الرَّجُلَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهٗ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كَشَفْتُ عَنْ كَنَفِ أُنْثٰى قَطُّ، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَقُتِلَ شَهِيْدًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَفِيْهِ أَيْضًا مِّنَ الزِّيَادَةِ، وَكَانَ الَّذِيْنَ تَكَلَّمُوْا بِهٖ مِسْطَحٌ وَّحَمْنَةُ وَحَسَّانُ، وَأَمَّا الْمُنَافِقُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ، فَهُوَ الَّذِيْ كَانَ يَسْتَوْشِيْهِ وَيَجْمَعُهٗ وَهُوَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ وَحَمْنَةُ

(صحیح مسلم، کتاب التوبہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ: جب لوگوں نے میری نسبت بیان کیا جو بیان کیا اور مجھے خبر نہ ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور تشہد پڑھا اللہ کی تعریف کی اور اس کی صفت بیان کی جیسی اس کے لائق ہے پھر کہا: امابعد! مشورہ دو مجھ کو ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے تہمت لگائی میرے گھر والوں کو، اللہ کی قسم! میں تو اپنی گھر والی پر کوئی برائی کبھی نہیں جانی اور جس شخص سے انہوں نے تہمت لگائی اس کی بھی کوئی برائی میں نے کبھی نہیں دیکھی اور نہ وہ کبھی میرے گھر میں آیا مگر اسی وقت جب میں موجود تھا اور جب میں سفر میں گیا وہ بھی میرے ساتھ گیا اور بیان کیا سارا قصہ حدیث کا اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں آئے اور میری خادمہ سے حال پوچھا: اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے عائشہ کا کوئی

عیب نہیں دیکھا البتہ یہ عیب تو ہے کہ وہ سو جاتی ہیں پھر بکری آتی ہے اور ان کا آٹا کھا لیتی ہے یا خمیر کھا لیتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب نے اسے جھڑکا اور کہا سچ کہہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہاں تک کہ صاف کہہ دیا اس سے یہ واقعہ تہمت کا یا سخت سست کہا اس کو وہ کہنے لگی: سُبۡحَانَ اللّٰه، اللہ کی قسم! میں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایسا جانتی ہوں جیسے سنار خالص سرخ سونے کی ڈلی کو جانتا ہے یعنی بے عیب یہ خبر اس مرد کو پہنچی جس سے تہمت کرتے تھے۔ وہ بولا: سُبۡحَانَ اللّٰه، اللہ کی قسم! میں نے کسی عورت کا کپڑا کبھی نہیں کھولا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ مرد اللہ کی راہ میں شہید ہوا۔ اس روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تہمت کرنے والوں میں مسطح تھا اور حمنہ تھی اور حسان تھا اور منافق عبد اللہ بن ابی وہ تو کھود کھود کر اس بات کو نکالتا پھر اس کو اکٹھا کرتا اور وہی بانی مبانی تھا اور حمنہ بنت جحش۔

اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کہنا

رسول اللہ ﷺ کسی اچھی اور پسندیدہ خبر ملنے پر اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کہتے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

عَنۡ غُضَیۡفِ بۡنِ الۡحَارِثِ، قَالَ: قُلۡتُ لِعَائِشَةَ: أَرَأَیۡتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَغۡتَسِلُ مِنَ الۡجَنَابَةِ فِي أَوَّلِ اللَّیۡلِ، أَوۡ فِي اٰخِرِهٖ؟ قَالَتۡ: رُبَّمَا اغۡتَسَلَ فِيۡ أَوَّلِ اللَّیۡلِ، وَرُبَّمَا اغۡتَسَلَ فِيۡ اٰخِرِهٖ، قُلۡتُ: اَللّٰهُ اَکۡبَرُ، اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِيۡ جَعَلَ فِي الۡاَمۡرِ سَعَةً، قُلۡتُ: أَرَأَیۡتِ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوۡتِرُ أَوَّلَ اللَّیۡلِ، أَمۡ فِيۡ اٰخِرِهٖ؟ قَالَتۡ: رُبَّمَآ أَوۡتَرَ فِيۡ أَوَّلِ اللَّیۡلِ، وَرُبَّمَآ أَوۡتَرَ فِيۡ اٰخِرِهٖ، قُلۡتُ: اَللّٰهُ اَکۡبَرُ، اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِيۡ جَعَلَ فِي الۡاَمۡرِ سَعَةً، قُلۡتُ: أَرَأَیۡتِ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَجۡهَرُ بِالۡقُرۡاٰنِ، أَمۡ یَخۡفُتُ بِهٖ؟ قَالَتۡ: رُبَّمَا جَهَرَ بِهٖ، وَرُبَّمَا خَفَتَ، قُلۡتُ: اَللّٰهُ اَکۡبَرُ، اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِيۡ جَعَلَ فِي الۡاَمۡرِ سَعَةً (سنن ابی داؤد، کتاب الطہارہ)

غضیف بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے پہلے حصہ میں غسل جنابت کرتے ہوئے دیکھا ہے یا آخری حصہ میں؟ کہا: کبھی آپ رات کے پہلے حصہ میں غسل فرماتے، کبھی آخری حصہ میں، میں نے کہا:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ شکر ہے اس اللہ کا جس نے اس معاملہ میں وسعت رکھی ہے۔ پھر میں نے کہا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے پہلے حصہ میں وتر پڑھتے دیکھا ہے یا آخری حصہ میں؟ کہا: کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے پہلے حصہ میں پڑھتے تھے اور کبھی آخری حصہ میں، میں نے کہا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اس اللہ کا شکر ہے جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی ہے۔ پھر میں نے پوچھا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن زور سے پڑھتے دیکھا ہے یا آہستہ سے؟ کہا: کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم زور سے پڑھتے اور کبھی آہستہ سے، میں نے کہا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اس اللہ کا شکر ہے جس نے اس امر میں وسعت رکھی ہے۔

أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: اِسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَآ أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَآئِنِ، وَمَاذَآ أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ، مَنْ يُّوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجَرِ يُرِيْدُ بِهٖ أَزْوَاجَهٗ حَتّٰى يُصَلِّيْنَ، رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْاٰخِرَةِ''، وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ ثَوْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ، قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَلَّقْتَ نِسَآءَكَ۔ قَالَ: لَا۔ قُلْتُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ۔ (بخاری، کتاب الادب)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ (رات میں) بیدار ہوئے اور فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہ! اللہ کی رحمت کے کتنے خزانے آج نازل کئے گئے ہیں اور کس طرح کے فتنے بھی اتارے گئے ہیں۔ کون ہے! جو ان حجرہ والیوں کو جگائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ازواج مطہرات سے تھی تاکہ وہ نماز پڑھ لیں کیونکہ بہت سی دنیا میں کپڑے پہننے والیاں آخرت میں ننگی ہوں گی۔ اور ابن ابی ثور نے بیان کیا، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، کیا آپ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ!۔

بلندی پر چڑھتے ہوئے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور اترتے ہوئے بھی سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ہم کسی بلندی پر چڑھتے، تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے اور جب کسی نشیب میں اترتے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ کہتے تھے۔

جَزَاکُمُ اللّٰہُ کہنا

بھلائی کرنے والے کے شکریہ کے طور پر جزاکم اللہ خیرا کہنا۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ (ترمذی، کتاب البر والصلہ)

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کی گئی اور اس نے بھلائی کرنے والے سے (جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا) اللہ تعالیٰ تم کو بہتر بدلا دے کہا، اس نے اس کی پوری پوری تعریف کر دی۔“

سہولت کا سبب بننے والے کو جَزَاکُمُ اللّٰہُ کہنا جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا، فَوَجَدَهَا، فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَصَلَّوْا، فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ لِعَائِشَةَ: جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا، فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ تَكْرَهِينَهُ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكِ لَكِ وَلِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ خَيْرًا۔

(صحیح بخاری، کتاب التیمم)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اسماء رضی اللہ عنہا سے ہار مانگ کر پہن لیا تھا، وہ گم ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اس کی تلاش کے لیے بھیجا، جسے وہ مل گیا۔ پھر نماز کا وقت آ پہنچا اور لوگوں کے پاس (جو ہار کی تلاش میں گئے تھے) پانی نہیں تھا۔ لوگوں نے نماز پڑھ لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق شکایت کی۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری جسے سن کر اسید بن حضیر نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا آپ کو اللہ بہترین بدلہ دے۔ واللہ جب بھی آپ کے ساتھ کوئی ایسی بات پیش آئی جس سے آپ کو تکلیف ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے اس میں خیر پیدا فرما دی۔

ذکر خیر کرنے والے کو جَزَاكُمُ اللّٰهُ کہنا

اسی طرح سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب میرے والد (خنجر سے) زخمی ہوئے، میں ان کے پاس گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف بیان کرنے لگے اور کہا:

''جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا'' اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''رَاغِبٌ وَّ رَاهِبٌ......'' مجھے اللہ تعالیٰ سے امید بھی ہے اور میں خوف زدہ بھی ہوں۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ باب الاستخلاف وترکہ)

فروخت کرنے والے کا قیمت کی پوری ادائیگی پر جَزَاكُمُ اللّٰهُ کہنا

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ایک طویل حدیث بیان کرتی ہیں جس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک اعرابی سے کھجوروں کے بدلے میں اونٹ خریدے۔ گھر میں کھجوریں دستیاب نہ ہوئیں، اعرابی کو بتایا تو وہ دھوکے کا واویلا کرنے لگا۔ اس پر آپ ﷺ نے سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے کھجوروں کا پوچھ کر اعرابی کو ان کے پاس بھیجا۔ بعد میں جب اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا تو کہنے لگا:

''جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ أَوْفَيْتَ وَ أَطْيَبْتَ۔'' اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دے، آپ نے پورا پورا اور خوب عمدہ ادا کر دیا۔ (مسند أحمد 6/ 268-269)

احسان کرنے والے کو جَزَاكُمُ اللّٰهُ کہنا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جَزَاكُمُ اللّٰهُ مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ خَيْرًا وَّ لَا سِيَّمَا آلَ عَمْرِوبْنِ حَرَامٍ وَّ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ۔

(السنن الکبریٰ للنسائی، 361/7 رقم الحدیث 8223)

یعنی اے انصار! اللہ تعالیٰ تمھیں جزائے خیر دے۔ خاص طور پر آل عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ کو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے کو سلام کہنے کی بہت تاکید فرمائی اور آپ کے صحابہ بھی اس کا بہت اہتمام کرتے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ (سنن ابوداؤد، ابواب السلام)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اسلام کا کون سا طریقہ بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کھانا کھلانا اور ہر ایک کو سلام کرنا، تم چاہے اسے پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو۔“

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا، أَفَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى أَمْرٍ إِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ، أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔ (سنن ابوداؤد، ابواب السلام)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ تم جنت میں نہ جاؤ گے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ، اور تم کامل مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ رکھنے لگو۔ کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرنے لگو گے تو تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے۔ آپس میں سلام کو عام کرو۔

پھر ایک حدیث میں ہے:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ: عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ: ثَلَاثُوْنَ (سنن ابوداؤد، ابواب السلام)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ'' کہا، آپ نے اسے سلام کا جواب دیا، پھر وہ بیٹھ گیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو دس نیکیاں ملیں'' پھر ایک اور شخص آیا، اس نے '' اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ'' کہا، آپ نے اسے جواب دیا، پھر وہ شخص بھی بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا: ''اس کو بیس نیکیاں ملیں'' پھر ایک اور شخص آیا اس نے ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ'' کہا، آپ نے اسے بھی جواب دیا، پھر وہ بھی بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا: ''اسے تیس نیکیاں ملیں''۔

تین دفعہ سلام کرنا

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا وَإِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا۔ (بخاری، کتاب الاستئذان)

انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی (مجمع میں زیادہ لوگوں) کو سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کرتے اور جب کوئی بات کرتے تو (سمجھانے کے لئے) تین دفعہ بات کرتے۔

مَرْحَبًا (خوش آمدید) کہنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنے والوں سے محبت کے اظہار کے لئے مَرْحَبًا فرماتے۔

قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ وَقَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ۔
(صحیح بخاری، کتاب الادب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا تھا ''مَرْحَبًا میری بیٹی'' اور ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مَرْحَبًا، ام ہانی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ الَّذِيْنَ جَاءُوْا غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّا حَيٌّ مِّنْ رَّبِيْعَةَ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مُضَرُ، وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ، فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ

نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْبِهِ مَنْ وَّرَآءَنَا فَقَالَ: أَرْبَعٌ وَّأَرْبَعٌ: أَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاٰتُوا الزَّكَاةَ وَصُوْمُوْا رَمَضَانَ وَأَعْطُوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ، وَلَا تَشْرَبُوْا فِي الدُّبَّآءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ

(صحیح بخاری، کتاب الادب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب قبیلہ عبد القیس کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرحبا ان لوگوں کو جو تشریف لائے۔ نہ ان کی تحقیر ہو گی اور نہ وہ شرمندہ ہوں گے ان کو یعنی ان کو ہمارے ہاں عزت ملے گی۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم قبیلہ ربیع کی شاخ سے تعلق رکھتے ہیں اور چونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے کافر لوگ حائل ہیں اس لیے ہم آپ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں ہی میں حاضر ہو سکتے ہیں۔ آپ ہم کو ایسی بات بتا دیں جس پر عمل کرنے سے ہم جنت میں داخل ہو جائیں اور جو لوگ نہیں آسکے ہیں انہیں بھی اس کی دعوت پہنچائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چار چیزیں ہیں۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال کو ادا کرو اور دباء، حنتم، نقیر اور مزفت میں نہ پیو۔ (یعنی شراب اور شراب بنانے کے لئے استعمال ہونے والے برتن استعمال نہ کرو)

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھنا

کسی مصیبت یا تکلیف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهَا، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُّصَابُ بِمُصِيْبَةٍ، فَيَفْزَعُ إِلٰى مَآ أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ مِنْ قَوْلِهِ: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيْبَتِيْ فَأْجُرْنِيْ فِيْهَا وَعُضْنِيْ مِنْهَآ إِلَّا اٰجَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهَا وَعَاضَهُ خَيْرًا مِّنْهَا، قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوْ سَلَمَةَ، ذَكَرْتُ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيْبَتِيْ هٰذِهٖ فَأْجُرْنِيْ عَلَيْهَا فَإِذَآ أَرَدْتُّ أَنْ

أَقُوْلَ: وَعِضْنِیْ خَیْرًا مِّنْهَا، قُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ: أُعَاضُ خَیْرًا مِّنْ أَبِیْ سَلَمَةَ، ثُمَّ قُلْتُهَا، فَعَاضَنِی اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاٰجَرَنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ (سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز)

حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جس مسلمان کو کوئی مصیبت پیش آئے، تو وہ گھبر اکر اللہ کے فرمان کے مطابق یہ دعا پڑھے:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِیْبَتِیْ فَأْجُرْنِیْ فِیْهَا وَعُضْنِیْ مِنْهَآ اِلَّا اٰجَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهَا وَعَاضَهٗ خَیْرًا مِّنْهَا

ہم اللہ ہی کی ملک ہیں اور اسی کی جانب لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! میں نے تجھی سے اپنی مصیبت کا ثواب طلب کیا، تو مجھے اس میں اجر دے، اور مجھے اس کا بدلہ دے“ جب یہ دعا پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر دے گا، اور اس سے بہتر اس کا بدلہ عنایت کرے گا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب میرے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا، تو مجھے وہ حدیث یاد آئی، جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر مجھ سے بیان کی تھی، چنانچہ میں نے کہا:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِیْبَتِیْ هٰذِهٖ فَأْجُرْنِیْ عَلَیْهَا فَإِذَآ أَرَدْتُّ أَنْ أَقُوْلَ: وَعِضْنِیْ خَیْرًا مِّنْهَا

’مجھے اس سے بہتر بدلا دے“ کہنے کا ارادہ کیا تو دل میں سوچا: کیا مجھے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر بدلہ دیا جا سکتا ہے؟ پھر میں نے یہ جملہ کہا، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بدلہ میں دے دیا اور میری مصیبت کا بہترین اجر مجھے عنایت فرمایا۔

اسی طرح جب مکہ والوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے ہجرت پر مجبور کر دیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس غمناک خبر سننے پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا۔

جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّآ أُخْرِجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّكَّةَ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ: أَخْرَجُوْا نَبِيَّهُمْ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ لَيَهْلِكُنَّ فَنَزَلَتْ: اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ فَعَرَفْتُ أَنَّهٗ سَيَكُوْنُ قِتَالٌ''، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَهِيَ أَوَّلُ اٰيَةٍ نُّزِّلَتْ فِي الْقِتَالِ

(سنن نسائی، کتاب الجہاد باب وجوب الجہاد)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے نکالے گئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: انہوں نے اپنے نبی کو نکال دیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ یہ لوگ ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ جن مسلمانوں سے کافر جنگ کر رہے ہیں، انہیں بھی مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ بھی مظلوم ہیں۔ بیشک ان کی مدد پر اللہ قادر ہے۔ تو میں نے سمجھ لیا کہ اب جنگ ہو گی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ''یہ پہلی آیت ہے جو جنگ کے بارے میں اتری ہے۔''

بعض مسلمانوں کی حالت بگڑنے پر اِنَّا لِلّٰهِ پڑھنا

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّهٗ مَرَّ عَلٰى قَاصٍّ يَّقْرَأُ، ثُمَّ سَأَلَ فَاسْتَرْجَعَ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ بِهٖ فَإِنَّهٗ سَيَجِيْءُ أَقْوَامٌ يَّقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ يَسْأَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ (سنن ترمذی، کتاب فضائل القرآن)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک قصہ گو کے پاس سے گزرے جو قرآن پڑھ رہا تھا قرآن پڑھ کر وہ مانگنے لگا۔ تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا، پھر کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے جو قرآن پڑھے تو اسے اللہ ہی سے مانگنا چاہیئے۔ کیونکہ عنقریب کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو قرآن پڑھ پڑھ کر لوگوں سے مانگیں گے۔

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَابِ بَيْتِهٖ أَوْ مِنْ بَابِ دَارِهٖ كَانَ مَعَهٗ مَلَكَانِ مُوَكَّلَانِ بِهٖ فَإِذَا قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ قَالَا: هُدِيْتَ وَإِذَا قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

إِلَّا بِاللّٰهِ قَالَا: وُقِيتَ وَإِذَا قَالَ: تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ قَالَا: كُفِيتَ قَالَ: فَيَلْقَاهُ قَرِينَاهُ فَيَقُولَانِ: مَاذَا تُرِيدَانِ مِنْ رَّجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ (سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی اپنے گھر یا اپنے مکان کے دروازے سے باہر نکلتا ہے، تو اس کے ساتھ دو فرشتے مقرر ہوتے ہیں، جب وہ بِسۡمِ اللّٰہِ کہتا ہے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں: تو نے سیدھی راہ اختیار کی، اور جب وہ آدمی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہتا ہے تو وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اب تُو ہر آفت سے محفوظ ہے اور جب آدمی تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ کہتا ہے، تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ اب تجھے کسی اور کی مدد کی حاجت نہیں، اس کے بعد اس شخص کے دونوں شیطان جو اس کے ساتھ رہتے ہیں وہ اس سے ملتے ہیں تو یہ فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ اب تم اس کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو جس نے سیدھا راستہ اختیار کیا، تمام آفات و مصائب سے محفوظ ہو گیا، اور اللہ کی مدد کے علاوہ دوسرے کی مدد سے بے نیاز ہو گیا اور ہر ایک آفت و مصیبت سے بچا لیا گیا۔

إِنْ شَآءَ اللّٰهُ کہنا

کسی کام کا ارادہ کرتے ہوئے إِنْ شَآءَ اللّٰهُ کہنا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ أَسْتَحْمِلُهٗ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَآ أَحْمِلُكُمْ مَّا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ''، ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَآءَ اللّٰهُ، فَأُتِيَ بِإِبِلٍ فَأَمَرَ لَنَا بِثَلَاثَةِ ذَوْدٍ، فَلَمَّا انْطَلَقْنَا، قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: لَا يُبَارِكُ اللّٰهُ لَنَا، أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهٗ، فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا فَحَمَلَنَا، فَقَالَ أَبُوْ مُوسٰى: فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْنَا ذَالِكَ لَهٗ، فَقَالَ: مَآ أَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمْ، إِنِّيْ وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَآ أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ، فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَآ إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَّمِيْنِيْ وَأَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ

(صحیح بخاری، کتاب الکفارات)

یعنی میں رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ اشعر کے چند لوگوں کے ساتھ حاضر ہوا اور آپ سے سواری کے لیے جانور مانگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں تمہیں سواری کے جانور نہیں دے سکتا۔ پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ہم ٹھہرے رہے اور جب کچھ اونٹ آئے تو تین اونٹ ہمیں دیئے جانے کا حکم فرمایا۔ جب ہم انہیں لے کر چلے تو ہم میں سے بعض نے اپنے ساتھیوں سے کہا ہمیں اللہ اس میں برکت نہیں دے گا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواری کے جانور مانگنے آئے تھے تو آپ نے قسم کھالی تھی کہ ہمیں سواری کے جانور نہیں دے سکتے اور آپ نے عنایت فرمائے ہیں۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہارے لیے جانور کا انتظام نہیں کیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ نے چاہا تو جب بھی میں کوئی قسم کھالوں گا اور پھر اس کے سوا اور چیز میں اچھائی ہو گی تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا اور وہی کام کروں گا جس میں اچھائی ہو گی۔

اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ کہنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت سے استغفار کرنے اور اس کی تلقین کرنے کا بے شمار دفعہ احادیث میں ذکر ہے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَرَاكَ تُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ؟ فَقَالَ: خَبَّرَنِيْ رَبِّيْ أَنِّيْ سَأَرٰى عَلَامَةً فِيْ أُمَّتِيْ، فَإِذَا رَأَيْتُهَا اَكْثَرْتُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ، فَقَدْ رَأَيْتُهَا اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ، فَتْحُ مَكَّةَ، وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا (صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ فرماتے تھے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ کہتی ہیں کہ پھر میں نے عرض کیا: یارسول

اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَأَتُوْبُ إِلَیْہِ زیادہ کہتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے میرے رب نے بیان کیا کہ تو اپنی امت میں ایک نشانی دیکھے گا۔ پھر جب اس نشانی کو دیکھتا ہوں تو تسبیح کہتا ہوں یعنی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَأَتُوْبُ إِلَیْہِ (کہتا ہوں۔ وہ نشانی یہ ہے) إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ۔ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَ اسْتَغْفِرْہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا۔ یعنی اللہ کی مدد آگئی اور مکہ فتح ہو گیا اور لوگ اللہ کے دین میں جوق در جوق شریک ہونے لگے، تو اللہ کی تعریف کر، پاکی بول اور بخشش مانگ اس سے، وہ بخشنے والا ہے۔

عَنْ أَبِیْ أُمَیَّۃَ الْمَخْزُوْمِیِّ، أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أُتِیَ بِلِصٍّ قَدِ اعْتَرَفَ اعْتِرَافًا وَّلَمْ یُوْجَدْ مَعَہٗ مَتَاعٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَآ إِخَالُکَ سَرَقْتَ، قَالَ: بَلٰی، فَأَعَادَ عَلَیْہِ مَرَّتَیْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَأَمَرَبِہٖ فَقُطِعَ وَجِیْٓءَ بِہٖ، فَقَالَ: اِسْتَغْفِرِ اللّٰہَ وَتُبْ إِلَیْہِ، فَقَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَأَتُوْبُ إِلَیْہِ، فَقَالَ: اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیْہِ ثَلَاثًا (ابو داؤد، کتاب الحدود)

حضرت ابوامیہ مخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا جس نے چوری کا اعتراف کر لیا تھا، لیکن اس کے پاس کوئی سامان نہیں پایا گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ تم نے چوری کی ہے اس نے کہا: کیوں نہیں، ضرور چرایا ہے، اسی طرح اس نے آپ سے دو یا تین بار دہرایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر حد جاری کرنے کا حکم فرمایا، تو اس کا ہاتھ کاٹ لیا گیا، اور اسے لایا گیا، تو آپ نے فرمایا: اللہ سے مغفرت طلب کرو، اور اس سے توبہ کرو اس نے کہا: میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، اور اس سے توبہ کرتا ہوں، تو آپ نے تین بار فرمایا: اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَۃَ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أَکْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ، فَإِنَّھَا کَنْزٌ مِّنْ کُنُوْزِ الْجَنَّۃِ (ترمذی، کتاب الدعوات)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ کثرت سے پڑھا کرو، کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، اَلتُّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ (سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، اَلتُّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ اللہ کے نام سے (میں نکل رہا ہوں) گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت، اللہ تعالیٰ کی مدد اور قوت کے بغیر ممکن نہیں، اللہ ہی پر بھروسہ ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 اکتوبر 2021ء)

جنت کا خزانہ

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں ؟“ میں نے عرض کیا۔ ”اے اللہ کے رسول ! مجھے ضرور بتایئے۔ آپ نے فرمایا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پڑھا کرو یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ مجھ میں برائیوں سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکیوں کو کرنے کی قوت“۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 81 صفحہ 132)

(مضمون نمبر 3)

اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال از روئے احادیث

(درنایاب ۔ جرمنی)

تَعَوُّذ

قارئین کے استفادہ کے لئے وہ روایات درج کی جارہی ہیں جن میں تَعَوُّذ پڑھنے کی ہدایت کی گئی یا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی سند ملتی ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر نماز شروع کرتے۔ پھر سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَ لَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ پڑھ کر تین مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتے۔ پھر فرماتے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ مِنْ ھَمْزِہٖ وَ نَفْثِہٖ وَ نَفْخِہٖ۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ھَمْزِہٖ کے معنٰی گلا گھوٹنے کے اور وَ نَفْخِہٖ کے معنٰی تکبر اور وَ نَفْثِہٖ کے معنٰی شعر گوئی کے ہیں۔

ابن ماجہ کی ایک روایت میں یہی معنٰی بیان کئے گئے ہیں اور اس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں داخل ہوتے ہی تین مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا، تین مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا اور تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا پڑھتے۔ پھر یہ پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ مِنْ ھَمْزِہٖ وَنَفْخِہٖ وَنَفْثِہٖ۔ ابن ماجہ میں اور سند کے ساتھ یہ روایت مختصر بھی آئی ہے۔ مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تین مرتبہ تکبیر کہتے۔ پھر تین مربتہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کہتے پھر اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ آخر تک پڑھتے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو شخص لڑنے جھگڑنے لگے۔ غصہ کے مارے ایک کے نتھنے پھول گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کہہ لے تو اس کا غصہ بھی جاتا رہے۔ نسائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں بھی اسے روایت کیا ہے۔ مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی میں بھی یہ حدیث ہے۔ اس کی ایک روایت میں اتنی زیادتی اور بھی ہے کہ سیدنا معاذ

رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے اس کے پڑھنے کو کہا لیکن اس نے نہ پڑھا اور اس کا غصہ بڑھتا ہی گیا۔ استعاذہ کے متعلق اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں، یہاں سب کو جمع کرنے سے طول ہو گا۔ ان کے بیان کے لئے اذکار و وظائف فضائل و اعمال کے بیان کی کتابیں ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام جب سب سے پہلے وحی لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے پہلے اَعُوْذُ پڑھنے کا کہا۔ تفسیر ابن جریر میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پہلے پہل جب جبرئیل علیہ السلام محمد ﷺ پر وحی لے کر آئے تو فرمایا اَعُوْذُ پڑھیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِسْتَعِذْ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا: کہیے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پھر کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر آن لائن اردو ترجمہ)

حضرت سلیمان بن صردؓ بیان کرتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور دو آدمی قریب جھگڑ رہے تھے۔ ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ تھا، رگیں پھولی ہوئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں ایسی بات جانتا ہوں کہ اگر وہ اس بات کو کہے تو اس کی یہ کیفیت جاتی رہے یعنی اگر وہ کہے کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں دھتکارے ہوئے شیطان سے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ اس پر لوگوں نے اس جھگڑنے والے شخص کو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 846 صفحہ 798)

بِسْمِ اللّٰہِ

بمعنٰی اللہ کے نام کے ساتھ۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر قابل قدر اور سنجیدہ کام اگر خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بغیر شروع کیا جائے تو وہ بے برکت اور ناقص رہتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ہر قابل قدر گفتگو (اور تقریر وغیرہ) اگر خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بغیر شروع کی جائے تو وہ برکت سے خالی اور بے اثر ہوتی ہے۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 20 صفحہ 43)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہر وہ کام جو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے بغیر شروع کیا جائے وہ ناقص اور برکت سے خالی ہوتا ہے۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 21 صفحہ 43)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں نے عید الاضحی کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد حضورؐ کے پاس ایک مینڈھا لایا گیا جسے آپؐ نے ذبح کیا۔ ذبح کرتے وقت آپؐ

نے یہ الفاظ کہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ، اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ اے میرے خدا! یہ قربانی میری طرف سے اور میری امّت کے لوگوں کی طرف سے، جو قربانی نہیں کر سکتے، قبول فرما۔
(حدیقۃ الصالحین حدیث 297 صفحہ 337)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ حضور کچھ لوگ جو کفر سے نئے نئے نکلے ہیں ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں اور ہمیں علم نہیں کہ انہوں نے جانور کو ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ پڑھی بھی یا نہیں۔ کیا ہم گوشت کھا سکتے ہیں؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم خود اس پر بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ لو اور بخوشی کھاؤ۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 537 صفحہ 517)

حضرت عروہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ گاؤں والے ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ جانور کو ذبح کرتے وقت انہوں نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا تھا یا نہیں تو ایسے گوشت کو ہم کیا کریں؟ حضورؐ نے فرمایا اس پر بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ لو پھر اس گوشت کو کھا لو۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 538 صفحہ 518)

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنگ میں آنحضرت ﷺ کے سامنے پنیر لایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا یہ کہاں کا تیار شدہ ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ فارس کا یعنی مجوسیوں کا بنایا ہوا ہے اور ہمارا خیال ہے کہ اس میں حرام چیز ملائی جاتی ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا زیادہ کرید کی ضرورت نہیں بِسْمِ اللّٰہِ پڑھو اور کاٹ کر کھاؤ۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 539 صفحہ 518-519)

امام ابو داؤدؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ غزوہ تبوک کے سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عیسائیوں کا بنایا ہوا پنیر پیش کیا گیا۔ اس کے متعلق یہ بھی خیال تھا کہ یہ مجوسیوں کا بنایا ہوا تھا۔ آپؐ نے کسی چھان بین کے بغیر چُھری منگوائی اور بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر اُسے کاٹا اور استعمال فرمایا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ فتح مکّہ کے موقع پر پنیر پیش کیا گیا تو آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اہلِ عجم اس کو تیار کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا۔ چُھری سے کاٹ کر اسے استعمال کر سکتے ہو (یعنی کسی چھان بین کی ضرورت نہیں)

ایک اور روایت میں ہے کہ لوگوں نے یہ بھی بتایا کہ سنتے ہیں کہ اس کے بنانے میں مردار کی چربی استعمال ہوتی ہے آپؐ نے فرمایا زیادہ چھان بین کی ضرورت نہیں چُھری سے کاٹو اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھالو۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 540 صفحہ 520)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی شخص کھانا کھانے لگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لے یعنی بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھے۔ اگر شروع میں بھول جائے تو یاد آنے پر بِسۡمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ پڑھ لے۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 541 صفحہ 521)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ

بمعنیٰ اللہ کا شکر ہے۔ حضرت ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی شرم دل میں ہو جیسا کہ اس سے شرم کرنے کا حق ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں شرم بخشی۔ حضورؐ نے فرمایا۔ یوں نہیں بلکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی شرم رکھتا ہے وہ اپنے سر میں سمائے ہوئے خیالات کی حفاظت کرے۔ پیٹ اور اس میں جو خوراک وہ بھرتا ہے اس کی حفاظت کرے موت اور ابتلاء کو یاد رکھنا چاہیئے، جو شخص آخرت پر نظر رکھتا ہے۔ وہ دنیاوی زندگی کی زینت کے خیال کو چھوڑ دیتا ہے پس جس نے یہ طرز زندگی اختیار کیا اس نے واقعی اللہ تعالیٰ کی شرم رکھی۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 819 صفحہ 769)

اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ

بمعنیٰ خدا نے چاہا تو۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افطار کرنے کے بعد یہ فرماتے تھے ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابۡتَلَّتِ الۡعُرُوۡقُ وَثَبَتَ الۡاَجۡرُ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ۔ پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہو گئیں اور اجر ثابت ہوا یعنی اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ اس کا ثواب ضرور ملے گا۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث 276 صفحہ 316)

لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

بمعنیٰ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ مجھ میں برائیوں سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکیوں کو کرنے کی قوت۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! مجھے ضرور بتایئے۔ آپ نے فرمایا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھا کرو یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ مجھ میں برائیوں سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکیوں کو کرنے کی قوت۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 81 صفحہ 132)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

توحید باری تعالیٰ اسلام کی بنیاد ہے اور یہ اسلام کی کنجی اور پہلا رکن ہے۔ اس بارے میں ایک لمبی روایت میں یوں بیان ہوا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آگ اس شخص پر حرام کر دی ہے جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کیا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتا ہو۔ حضرت محمود بن ربیع کہتے تھے کہ مَیں نے یہ بات کچھ اَور لوگوں سے بیان کی جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی حضرت ابو ایوب انصاریؓ بھی تھے۔ وہ اس جنگ میں تھے جس میں وہ ملکِ روم میں فوت ہوئے اور یزید بن معاویہ ان کے سردار تھے۔ تو حضرت ابو ایوب نے میری بات کا انکار کیا اور کہا کہ بخدا مَیں نہیں سمجھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسا کہا ہو جو تم نے بیان کیا ہے۔ یعنی کہ آگ اس پہ حرام ہوئی جو صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے۔ بہر حال کہتے ہیں کہ یہ بات مجھ پر بہت گراں گزری۔ مَیں اس بات سے بڑا پریشان تھا۔ مَیں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے اوپر ایک منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے سلامت رکھا اور اس جنگ سے واپس لوٹا تو یہ بات مَیں حضرت عِتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھوں گا بشرطیکہ مَیں نے ان کی قوم کی مسجد میں ان کو زندہ پایا۔ چنانچہ مَیں لوٹا اور حج یا عمرہ کا احرام باندھا۔ پھر مَیں چل پڑا یہاں تک کہ مدینہ آیا اور بنو سالم کے محلے میں گیا تو مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عتبانؓ بوڑھے ہو گئے ہیں اور آپ کی بینائی جاتی رہی ہے۔ آپ اپنی قوم کو نماز پڑھا رہے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہو کر انہوں نے سلام پھیرا تو مَیں نے انہیں سلام کیا اور انہیں بتایا کہ مَیں کون ہوں۔ پھر مَیں نے ان سے وہ بات پوچھی تو انہوں نے اس کو اسی طرح بیان کیا جس طرح کہ پہلی دفعہ مجھ سے بیان کیا تھا۔

(صحیح بخاری، کتاب التہجد بَابُ صَلَاةِ النَّوَافِلِ جَمَاعَة روایت نمبر 1186) (لغات الحدیث جلد اول صفحہ 580)

کہ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ مَیں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا اس پہ آگ حرام ہو گئی لیکن حضرت ابو ایوب اس کو نہیں مانتے تھے۔ اس پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی اپنی رائے لکھی ہے کہ حدیث میں یہی آتا ہے کہ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ وَجْہَ اللّٰہِ۔ (بحوالہ خطبہ جمعہ 20 نومبر 2020ء)

جَزَاکُمُ اللّٰہُ

بمعنٰی اللہ آپ کو اس کی جزاء دے اور شکریہ کہنے کے وقت اِسے استعمال کرتے ہیں۔ جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا کے بارے میں جو روایات ملتی ہیں ان میں سے چند ایک ذیل میں درج ہیں:

مَنْ صُنِعَ إِلَیْہِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِہٖ جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ فِی الثَّنَآءِ

حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس پر کوئی احسان کیا گیا ہو اور وہ احسان کرنے والے کو کہے اللہ تعالیٰ تجھے اس کی جزائے خیر دے اور اس کا بہتر بدلہ دے تو اس نے ثنا کا حق ادا کر دیا یعنی ایک حد تک شکریہ کا فرض پورا کر دیا۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 756 صفحہ 714)

بعض لوگ جَزَاکَ اللّٰہُ کے ساتھ اَحْسَنَ الْجَزَآء، اَطْیَبُ الْجَزَآء، اَجْزَءَ الْجَزَآء، اَخْیَرَ الْجَزَآء کے الفاظ استعمال کرنا مستحب سمجھتے ہیں جیسے کہ ایک دفعہ آنحضور ﷺ صحابہ کرام میں کھجوریں تقسیم کر رہے تھے۔ اس وقت حضرت اسید بن حضیرؓ نے آپؐ کا شکریہ جَزَاکَ اللّٰہُ اَطْیَبُ الْجَزَآءِ کے الفاظ میں ادا کیا جس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا:

فَجَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا اَجْزَءَ الْجَزَآءِ وَاَطْیَبُ الْجَزَآءِ۔ (المستدرک)

اگر کسی عورت کو یہ دُعا دینی ہو تو اسے "کاف" پر زیر کے ساتھ جزاکِ اللّٰہ کہیں گے۔ اس مسنون طریق کو رواج دینا چاہئے۔ معمولی سے معمولی احسان پر چھوٹا بڑا جَزَاکَ اللّٰہُ یا جَزَاکُمُ اللّٰہُ کے الفاظ استعمال کرتا ہے جو بہت خوش آئند بات ہے۔ ذیل میں مزید روایات درج کی جاتیں ہیں جن سے اس کلمے کی اہمیت مزید واضح ہو جاتی ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے عاریتاً ہار لیا جو گم ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو اس کی تلاش کے لیے بھیجا جسے وہ مل گیا۔

پھر نماز کا وقت ہو گیا اور لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا، انہوں نے (بغیر وضو) نماز پڑھ لی۔ آپ ﷺ سے شکایت کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری۔ (اس موقع پر) سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین بدلہ دے۔ واللہ! جب بھی آپ کے ساتھ کوئی ایسا معاملہ ہوا جو آپ کے لیے تکلیف کا باعث ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس میں آپ کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے خیر پیدا فرما دی۔

(صحیح البخاری، کتاب التیمم باب إذا لم یجد ماءً ولا ترابًا، رقم الحدیث 336 اور صحیح مسلم، کتاب الحیض باب التیمم رقم الحدیث 367 /109)

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ ان کلمات کے ساتھ دعا دینا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں عہدِ نبوت میں بھی معروف تھا۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ایک طویل حدیث بیان کرتی ہیں جس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک اعرابی سے کھجوروں کے بدلے میں اونٹ خریدے۔ گھر میں کھجوریں دستیاب نہ ہوئیں، اعرابی کو بتایا تو وہ دھوکے کا واویلا کرنے لگا۔

اس پر آپ ﷺ نے سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے کھجوروں کا پوچھ کر اعرابی کو ان کے پاس بھیجا۔ بعد میں جب اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا تو کہنے لگا: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ أَوْفَيْتَ وَأَطْيَبْتَ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دے، آپ نے پورا پورا اور خوب عمدہ ادا کر دیا۔

(مسند أحمد 6/ 268۔269 وفی نسخۃ 43/ 337۔339 رقم الحدیث 26312، وسندہ حسن، محمد بن إسحاق صرح بالسماع عندہ)

تعامل صحابہ اور تقریری حدیث سے مذکورہ مسئلہ صراحتاً ثابت ہو جاتا ہے۔

آمین

ایک قدیم سامی الاصل لفظ ہے جو عبرانی سے عربی زبان میں آیا ہے۔ آمین کے معنیٰ علمائے تفسیر نے یوں بیان کیے ہیں:

1۔ اے خدا ہماری دعا قبول فرما

2۔ ایسا ہی ہو

3۔ درست

یہ کلمہ ابراہیمی ادیان یہودیت، مسیحیت اور اسلام میں مخصوص عبادتوں اور ہر دعا کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ انگریزی میں اس کا تلفظ آمِن (Amen) ہے۔ نیز یہ کلمہ مذاہب ثلاثہ کے تمام قدیم وجدید مخطوطات میں پایا جاتا ہے۔

1۔یہودی شریعت کا پیروکار ایک یہودی اس کلمے کو مختلف عبادات اور تناظر میں ادا کرتا ہے۔

2۔عیسائیت میں عبادت اور مناجات کے بعد ادا کیا جاتا ہے۔

3۔اور دعائے ربانی کے بعد کہا جاتا ہے۔

4۔ اہل سنت مسلمان، یہودی اور عیسائی چاہے کسی بھی زبان کے ہوں آج تک اپنی عبادات اور نمازوں میں اور قراءت سورہ فاتحہ کے بعد پڑھتے ہیں لیکن اہل تشیع نماز میں بعد فاتحہ نہیں پڑھتے بلکہ اسے نقص نماز سمجھتے ہیں۔

• Amen. Catholic Encyclopedia. 2007-09-05 میں اصل سے آرکائیو شدہ. اخذ شدہ بتاریخ 20 اگست 2007ء۔

•Orach Chaim 56 (amen in kaddish); O.C. 124 (amen in response to blessings recited by the prayer reader); O.C. 215 (amen in response to blessings made by any individual outside of the liturgy.)

• Harper, Douglas. Amen قاموس علم اشتقاق الألفاظ. اطلع علیہ بتاریخ 20 أغسطس 2007ء۔

• •Wycliffe. "Matthew 6:9–15". Wycliffe Bible.

• "قول آمین فی الصلاۃ" ھل قول آمین مبطل للصلاۃ؟ مرکز الابحاث العقائدیۃ 03 اگست 2017 میں اصل سے آرکائیو شدہ. اخذ شدہ بتاریخ 26 اکتوبر 2018

(شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، جلد اوّل)

فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ

بمعنیٰ اللہ کی حفاظت میں۔ الوداع ہوتے یا کسی کو الوداع کرتے وقت یہ دعائیہ فقرہ استعمال ہوتا ہے۔

ہمیں اس بارے میں کوئی واضح حدیث یا آیت نہیں مل سکی مگر ذیل میں بیان دو روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ رخصت کے وقت سلام کیا جائے اور اس کے لئے یہ کلمات بھی ادا کیے جاسکتے ہیں جن کا لغوی مفہوم ہے 'اللہ کی حفاظت یا امان میں۔'

اسلام کی تعلیم ہے کہ جب مسلمان آپس میں ملیں تو سلام کریں، اسی طرح جدا ہوتے وقت بھی سلام کے ذریعہ جدا ہوں یہ سب سے اچھا اور مبارک عمل ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْأُولَى بِأَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ (ابوداؤد حدیث 5208)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو چاہیئے کہ سلام کہے اور جب وہاں سے اٹھنا چاہے تو بھی سلام کہے، پہلی دفعہ سلام کہنا دوسری دفعہ کے مقابلے میں کوئی زیادہ اہم نہیں ہے۔ اگر کسی کو سفر پہ رخصت کر رہے ہیں تو ان کو اس طرح سے دعا دینا مسنون ہے جیسا کہ:

عبداللہ بن عمر ؓ جب کسی شخص کو سفر کی لئے رخصت کرتے تو فرماتے۔ آؤ میں تمہیں ویسے ہی رخصت کروں جس طرح رسول اللہ ﷺ ہم کو رخصت کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے۔

أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ (الترمذی، حدیث 3443)

ترجمہ: میں تمہارے دین اور تمہاری امانت اور تمہارے آخری عمل کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سنت پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

يَرْحَمُكَ اللّٰهُ

بمعنیٰ اللہ تم پر رحم فرمائے۔ یہ الفاظ چھینک کی آواز سننے پر چھینک آنیوالے شخص کو کہے جاتے ہیں۔

حضرت معاویہ بن حکم السُلمی ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو مَیں نے حضور ﷺ سے اسلام کے بارے میں باتیں سیکھیں۔ ان میں سے ایک بات جو مجھے بتائی گئی وہ یہ تھی کہ جب تجھے چھینک آئے تو تُو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہہ۔ اور جب چھینک مارنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو، تُو يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نماز میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ کھڑا تھا کہ اسی اثناء میں ایک شخص نے چھینک ماری اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا تو میں نے جواباً بلند آواز سے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ دیا۔ اس پر لوگ مجھے گھورنے لگے جو کہ

مجھے بہت برا محسوس ہوا۔ مَیں نے کہا تم مجھے کیوں تیز نظروں سے گھورتے ہو۔ اس پر لوگوں نے سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا۔ جب رسول کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ بولنے والا کون تھا۔ اشارہ کرکے بتایا گیا کہ یہ بدوی باتیں کر رہا تھا۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ نماز، قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے ہوتی ہے۔ پس جب تو نماز پڑھ رہا ہو تو تُو یہی کام کیا کر۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے زیادہ نرمی سے بات کرنے والا مُعلّم اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔

(ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ باب تشمیت العاطس فی الصلوٰۃ)

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ

بمعنٰی تم پر سلامتی ہو۔ حضرت عبد اللہ بن سلامؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا۔ اے لوگو! سلام کو رواج دو، ضرورت مند کو کھانا کھلاؤ۔ صلہ رحمی کرو اور اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ اگر تم ایسا کرو گے تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 493 صفحہ 482)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور پوچھا کون سا اسلام افضل اور بہتر ہے۔ آپؐ نے فرمایا کھانا کھلانا اور ہر ملنے والے کو خواہ جان پہچان ہو یا نہ ہو سلام کرنا۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 494 صفحہ 482)

حضرت عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا آپؐ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو دس گنا ثواب ملا ہے۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہا۔ حضورؐ نے سلام کا جواب دیا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آپؐ نے فرمایا اس کو بیس گناہ ثواب ملا ہے۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہا۔ آپؐ نے انہی الفاظ میں اس کو جواب دیا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آپؐ نے فرمایا اس شخص کو تیس گنا ثواب ملا ہے۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 495 صفحہ 483)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے میرے بیٹے! جب تم گھر جاؤ تو سلام کہو اس طرح تجھے بھی برکت ملے گی اور تیری خاندان کو بھی۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث 496 صفحہ 483)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوار پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے زیادہ آدمیوں کو سلام کریں (یعنی سلام میں پہل کریں۔) (بخاری، کتاب الاستئذان باب سلام الراکب علی الماشی بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث 497 صفحہ 484)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کہے پھر جب کوئی درخت یا دیوار یا پتھر درمیان میں حائل ہو جائے یعنی وہ ایک دوسرے سے اوجھل ہو جائیں اور دوبارہ آپس میں ملیں تو پھر ایک دوسرے کو سلام کہیں۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث 498 صفحہ 484)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب اہلِ یمن آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا۔ تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مصافحہ کو رواج دیا۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 499 صفحہ 485)

حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عیادت کا ایک عمدہ طریقہ یہ ہے کہ آدمی مریض کے پاس جائے اس کی پیشانی یا نبض کی جگہ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اس کا حال احوال پوچھے اور آپس میں ملنے کا عمدہ طریق یہ ہے کہ ایک دوسرے سے ملتے وقت مصافحہ کرو۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 500 صفحہ 485)

حضرت ایّوب بن بشیر قبیلہ عنزہ کے ایک شخص کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ اس شخص نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوقت ملاقات آپ لوگوں سے مصافحہ کیا کرتے تھے۔ اس پر حضرت ابوذرؓ نے بتایا کہ میں جب کبھی بھی حضورؐ سے ملا مصافحہ کیا ہے۔ بلکہ ایک مرتبہ حضورؐ نے مجھے بلا بھیجا۔ میں اس وقت گھر پر نہیں تھا۔ جب میں گھر آیا اور مجھے بتایا گیا تو میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ اس وقت بستر پر تھے۔ حضورؐ نے مجھے اپنے گلے کے ساتھ لگا لیا اور معانقہ کیا۔ اس خوش نصیبی کے کیا کہنے۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 501 صفحہ 486)

حضرت شعبیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا زاد بھائی جعفر بن ابی طالبؓ سے ملے تو حضور نے بوقتِ ملاقات ان سے معانقہ کیا اور ان کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث 502 صفحہ 486)

حضرت اُمیمہ بنت رقیہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوئی تو حضورؐ نے فرمایا۔ میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا یا عورتوں کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر بیعت نہیں لیتا۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث 503 صفحہ 487)

حضرت اسماء بنت یزیدؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں سے گزرے۔ وہاں عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی تھی آپؐ نے ہاتھ کے اشارہ سے ان کو سلام کیا۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث 504 صفحہ 487)

حضرت محمد بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو امامہ باہلیؓ کا ہاتھ مسجد میں پکڑے ہوئے تھا اور وہ گھر کی طرف واپس آرہے تھے کہ راستہ میں چھوٹا بڑا مسلمان عیسائی جو کوئی بھی ملتا آپ اسے سلام کہتے یہاں تک کہ وہ اپنے گھر کے دروازے پر پہنچ گئے۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے کہا اے بھتیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح سے سلام پھیلانے کا حکم فرمایا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث 505 صفحہ 488)

حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان، مشرکین، بت پرست، یہود سب ملے جُلے بیٹھے تھے۔ آپؐ نے ان کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 506 صفحہ 488)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کو یہود و نصاریٰ سلام کریں تو اس کے جواب میں وَعَلَیْکُمْ کہو۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 507 صفحہ 489)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جب تک ایمان نہیں لاؤ گے جنت میں داخل نہیں ہو گے، اور تمہارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب

تک کہ تم آپس میں محبت قائم نہ کرو۔ نیز آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسا طریقہ نہ بتاؤں جس سے آپس میں محبت پیدا ہو؟(اور وہ ذریعہ یہ ہے کہ) تم آپس میں سلام کرنے میں پہل کرو۔

(صحیح مسلم،کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ أَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا کہ کونسا اِسلام بہتر ہے؟ تو آپ نے فرمایا: تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ یعنی تم کھانا کھلاؤ اور سلام کہو ہر اُس شخص کو جسے تم جانتے ہو یا نہیں جانتے۔

(بخاری، کتاب الایمان باب اطعام الطعام من الاسلام حدیث نمبر 12)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور پوچھا کون سا اسلام افضل اور بہتر ہے۔ آپؐ نے فرمایا کھانا کھلانا اور ہر ملنے والے کو خواہ جان پہچان ہو یا نہ ہو سلام کرنا۔ (بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث 494 صفحہ 482)

حضرت سہیل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اپنی غربت کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو اگر کوئی گھر میں ہو تو اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا کرو۔ اور اگر کوئی نہ ہو تو پھر بھی اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہہ دیا کرو۔ اپنے اوپر ہی سلامتی بھیجا کرو۔ والسلام تمہیں مل جائے گا اور ایک دفعہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا کرو۔ تو اس آدمی نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا رزق عطا کیا کہ اس کے ہمسائے بھی اس سے فیضیاب ہونے لگے۔ (روح البیان لاسماعیل حقی بن مصطفیٰ زیر آیت سورۃ الاخلاص جلد 10 صفحہ 558۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔2003ء)

درود شریف پڑھنے کا حکم

حضرت کعب بن عجرہؓ بیان فرماتے ہیں :

ہم لوگوں نے (ایک دفعہ) حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ لوگوں یعنی آپ کے گھر کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام لوگوں پر درود کس طرح بھیجا کریں۔ سلام بھیجنے کا طریق تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے (مگر درود بھیجنے کا طریق ہم نہیں جانتے)۔

آپؐ نے فرمایا یوں کہا کرو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء حدیث نمبر 3370)

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ پر عمدگی سے ایک دفعہ درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر بار درود بھیجیں گے۔ (مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 6754)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے احباب سے کہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تو بہت اچھی طرح سے بھیجا کرو۔ تمہیں کیا معلوم کہ ہو سکتا ہے وہ آنحضرت ﷺ کے حضور پیش کیا جاتا ہو۔ راوی کہتا ہے کہ سامعین نے ان سے کہا آپ ہمیں اس کا طریقہ بتائیں۔ انہوں نے کہا یوں کہا کرو۔ اے اللہ! اپنی جناب سے درود بھیج، رحمت اور برکات نازل فرما، سید المرسلین اور متقیوں کے امام اور خاتم النبیین، محمد اپنے بندے اور اپنے رسول پر جو ہر نیکی کے میدان کے پیشوا اور ہر نیکی کی طرف لے جانے والے ہیں اور رسول رحمت ہیں۔ اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ کو ایسے مقام پر فائز فرما جس پر پہلے اور پچھلے سب رشک کریں۔ (پھر اس کے بعد مسنون درود پڑھا) (سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا باب الصلوٰۃ علی النبی)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ

کتب احادیث میں بھی استغفار کی بہت زیادہ فضیلت اور تاکید بیان ہوئی ہے۔ بلکہ اس توبہ و استغفار کو اللہ تعالیٰ کے بارہ میں حسنِ ظن کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا کوئی آدمی جنگل بیابان میں (کھانے پینے سے لدا) گمشدہ اونٹ کے مل جانے پر خوش ہوتا ہے۔ (بخاری، کتاب الدعوات)

اَللّٰہُ اَکْبَرُ

بمعنیٰ اللہ سب سے بڑا ہے۔ ارشاد نبویؐ کے مطابق جب آپ پہاڑی یا اونچائی (Stairs) چڑھ رہے ہوں، تو پڑھا جاتا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ

بمعنیٰ اللہ پاک ہے۔ جب پہاڑی یا اونچائی (Stairs) سے اُتر رہے ہوں تو پڑھا جاتا ہے۔

(نیشنل سلیبس صفحہ 113۔114)

آنحضور ﷺ کی یہ سنت مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ کسی ٹیلہ یا بلندی پر چڑھتے تکبیر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) اور اُترتے تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰہِ) پڑھا کرتے تھے۔ جیسے صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوہ یا حج و عمرہ سے واپس ہوتے تو جب بھی کسی بلند جگہ کا چڑھاؤ ہوتا تو تین مرتبہ ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہتے اور یہ دعا پڑھتے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَ هُوَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (صحیح بخاری، باب مایقول اذا رجع من الحج او العُمرۃِ اَوِالغزو)

یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اُسی کا ہے اور حمد اُسی کے لئے ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی طرح حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے:

کُنَّآ اِذَا صَعِدْنَا کَبَّرْنَا وَاِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا۔

(صحیح بخاری، کِتَاب الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا عَلَا شَرَفًا حدیث نمبر 3299)

کہ ہم جب چڑھائی چڑھتے تو تکبیر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) کہتے اور جب بلندی سے نیچے آتے تو تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰہِ) کہتے۔

بَارَکَ اللّٰہُ

بمعنٰی اللہ مبارک کرے۔ یہ تب کہا جاتا ہے جب پسندیدہ بات ظہور پذیر ہو یا کوئی شخص انعام سے نوازا جائے۔ کتاب المعانی میں اسکا مفہوم بَارَکَ اللّٰہُ الشَّیْءَ وَفِیْہِ وَعَلَیْہِ خیر و برکت والا کرنا، برکت دینا بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوفؓ پر زرد رنگ کا نشان دیکھا تو آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ گٹھلی بھر سونا مہر میں رکھ کر میں نے ایک عورت سے شادی کی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ اَوْلِمْ وَلَوْبِشَاۃٍ یعنی اللہ تعالیٰ مبارک کرے، ولیمہ بھی کرو چاہے ایک بکری ذبح کر لو۔

(بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث 364 صفحہ 399-400)

یَا اَللّٰہُ

بمعنٰی اے اللہ! اللہ خدا تعالیٰ کا ذاتی نام ہے۔ اسے ایسے وقت میں بولا جاتا ہے جب کسی کو کوئی درد اور تکلیف پہنچے نیز دعا کے وقت بھی یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے لئے کہا جا سکتا ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

بمعنٰی ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ کسی کی وفات یا کسی چیز کے گم جانے پر پڑھا جاتا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے بچہ کو وفات دیتا ہے تو اپنے ملائکہ سے کہتا ہے کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی رُوح قبض کی، اس پر فرشتے جواب دیتے ہیں ہاں ہمارے اللہ! پھر فرماتا ہے تم نے اس کے دل کی کلی توڑلی۔ فرشتے جواب دیتے ہیں ہاں، ہمارے اللہ! پھر وہ پوچھتا ہے۔ اس پر میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے کہتے ہیں اس نے تیری حمد کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے تم میرے اس صابر و شاکر بندے کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کرو اور اس کا نام بَیْتُ الْحَمْد رکھو۔ (بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث 589 صفحہ 555)

اَیَّدَہٗ بِرُوْحِ الْقُدُسِ

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یومِ قریظہ کے دن حسان بن ثابت سے فرمایا۔ مشرکین کی ہجو کرو جبرئیل تمہارے ساتھ ہے۔ حضرت حسانؓ جب کفار کے جواب میں ہجویہ اشعار پڑھتے تو حضورؐ ساتھ ساتھ فرماتے جاتے۔ میری طرف سے جواب دیتے جاؤ اللہ روح القدس کے ذریعہ تمہاری مدد فرمائے۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 334 صفحہ 375)

استقبال اور الوداع

حضرت سائبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس آئے تو مدینہ کے لوگ ثنیۃ الوداع تک آپؐ کے استقبال کے لئے پہنچے۔ سائب کہتے ہیں کہ میں بھی لوگوں کے ساتھ گیا تھا۔ اس وقت میں چھوٹی عمر کا لڑکا تھا۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 488 صفحہ 479)

حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو اہلِ بیعت کے بچے بھی آپؐ کے استقبال کے لئے جاتے ایک دفعہ آپؐ سفر سے آئے تو سب سے پہلے مجھے آپؐ تک پہنچایا گیا۔ آپؐ نے مجھے گود میں اٹھالیا۔ پھر حضرت فاطمہؓ کے دو بیٹوں امام حسنؓ اور امام حسینؓ میں سے کسی ایک کو لایا گیا۔ تو آپؐ نے اسے اپنے پیچھے بٹھالیا۔ اس طرح مدینہ منورہ میں اس شان سے داخل ہوئے کہ ایک اونٹ پر ہم تین سوار تھے۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 489 صفحہ 479)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک فوجی مہم میں بھیجے جانے والے صحابہ کو الوداع کہنے کے لئے ان کے ساتھ بقیع الغرقد تک گئے۔ ان کو رخصت کیا اور ان کے لئے یوں دعا کی۔ اللہ کے نام پر یعنی اس کی رضا اور اس کے دین کی خدمت کے لیے جانا نصیب ہو۔ اے میرے اللہ !تو ان کی مدد کر۔ یہ مہم کعب بن اشرف کی شرارتوں کے قلع قمع کرنے کے لیے آپ نے بھیجی تھی۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 490 صفحہ 480)

گھر کے اندر جانے اور اس کے لئے اجازت لینے کے آداب

حضرت ربعی بن حراشؓ بیان کرتے ہیں کہ بنی عامر کے ایک آدمی نے ہمیں بتایا کہ ایک دفعہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی جب کہ آپؐ گھر میں تشریف فرما تھے کہ اندر آجاؤں؟ آپؐ نے اپنے خادم کو کہا۔ جاؤ اور اس سے کہو کہ اندر آنے کی اجازت اس طرح مانگتے ہیں۔ پہلے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہیں، پھر پوچھیں کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ جب اس آدمی نے یہ بات سنی تو ایسا ہی کیا۔ سلام کہا۔ پھر عرض کیا۔ اندر آسکتا ہوں؟ حضورؐ نے فرمایا۔ اجازت ہے آجاؤ۔ چنانچہ وہ اندر حاضر ہو گیا۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 508 صفحہ 490)

حضرت عطاء بن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا میں گھر میں داخل ہوتے وقت اپنی ماں سے بھی اندر آنے کی اجازت لوں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ہاں اجازت لے کر گھر میں داخل ہونا چاہیے۔ اس شخص نے کہا میں تو ماں کے ساتھ ہی اس گھر میں رہتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا اجازت لے کر اندر داخل ہوا کرو۔ اس شخص نے کہا میں تو اس کا خادم ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا گھر میں اطلاع دے کر داخل ہوا کرو۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اپنی ماں کو ننگی حالت میں دیکھو یعنی وہ بے خیالی میں اس حالت میں بیٹھی ہو کہ اس کے جسم کے کسی حصہ پر کپڑا نہ ہو۔ اس شخص نے عرض کیا میں تو اسے پسند نہیں کرتا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا پھر اجازت لے کر اندر جایا کرو۔ یعنی بغیر اجازت خواہ اپنی ماں کا ہی گھر ہو اندر نہیں جانا چاہیے کیونکہ اکیلے ہونے کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ وہ کپڑے وغیرہ بدل رہی ہو یا گرمی کی وجہ سے کپڑے اتار کر لیٹی ہوں۔ کئی احتمالات ہیں۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث 509 صفحہ 490-491)

قبرستان جانا اور وفات یافتہ عزیزوں کے لئے دعا کرنا

حضرت بُرَیدہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سکھایا کہ ان میں سے جب کوئی قبرستان جائے تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہے یعنی اے ان گھروں میں رہنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو۔ ہم بھی ان شاء اللہ تعالی تم سے جلد ملنے والے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت اور سلامتی چاہتا ہوں۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 618 صفحہ 578)

آداب ملاقات

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار یا معزز آدمی آئے تو (اس کی حیثیت کے مطابق) اس کی عزّت و تکریم کرو۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث 491 صفحہ 481)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وقفہ دے کر اور کبھی کبھی ملنے سے محبت زیادہ ہوتی ہے۔ (روز روز ملنے چلے آنے سے چاہت کم ہو جاتی ہے۔)

(حدیقۃ الصالحین حدیث 492 صفحہ 481)

شکر کا انداز

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی طرف دیکھو جو تم سے کم درجہ کا ہے کم وسائل والا ہے۔ لیکن اس شخص کی طرف نہ دیکھو جو تم سے اوپر اور اچھی حالت میں ہے۔ یہ بھی شکر کا ایک انداز ہے۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث 755 صفحہ 714)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 اکتوبر 2021ء)

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(مضمون نمبر 4)

اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال

از ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ

(عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام تحریرات ایک ایسی مالا کی طرح ہیں جس کا ہر موتی انتہائی قیمتی اور انمول ہے۔ ادارہ الفضل آن لائن نے 12 ربیع الاوّل کے موقع پر بعنوان ”اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال“ کے عنوان سے ایک خصوصی شمارہ کے اجراء کا ارادہ کیا ہے۔ تو اس سلسلہ میں خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملفوظات میں سے کچھ ایسے انمول موتی چُن کر آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ اسلامی اصطلاحات ہمارے لئے راہ ہدایت ہیں اور خدا تعالیٰ ہمیں ان ارشادات کو اپنی روز مرہ زندگی میں لاگو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اسم اعظم اللہ

فرمایا۔ اللہ جو خدا تعالیٰ کا ایک ذاتی اسم ہے اور جو تمام جمیع صفاتِ کاملہ کا مستجمع ہے...... کہتے ہیں کہ اسم اعظم یہی ہے۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 101 ایڈیشن 1984ء)

* ایک شخص کا سوال حضرت اقدس کی خدمت میں پیش ہوا کہ قرآن شریف میں اسم اعظم کون سا لفظ ہے؟ فرمایا۔ اسم اعظم اللہ ہے۔ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 250 ایڈیشن 1984ء)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات پیش آمدہ کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ملے کہ اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپؐ نے آکر کیا کیا تو انسان وجد میں

آکر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ اٹھتا ہے۔.........پوری کامیابی، پوری تعریف کے ساتھ یہی ایک انسان دنیا میں آیا جو محمد کہلایا صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ملفوظات جلد2 صفحہ59 ایڈیشن2016ء)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

فرمایا۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں مختلف طبقات کے انسان پائے جاتے ہیں مگر مسلمان تو انسان اسی صورت میں رہ سکتا ہے جب سچے دل سے کلمہ طیّبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان لاوے اور پورے طور سے اس پر کاربند ہو جاوے۔ (ملفوظات جلد10 صفحہ10 ایڈیشن1984ء)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

فرمایا۔ نرا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہی کہہ دینا کافی نہیں۔ یہ تو شیطان بھی کہہ دیتا ہے۔ جب تک عملی طور پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی حقیقت انسان کے وجود میں متحقق نہ ہو کچھ نہیں۔

(ملفوظات جلد8 صفحہ114 ایڈیشن1984ء)

اِنْ شَآءَ اللّٰہُ

فرمایا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ کہنا نہایت ضروری ہے کیونکہ انسان کے تمام معاملات اس کے اپنے اختیار میں نہیں۔ وہ طرح طرح کے مصائب اور مکارہ و موانع میں گھرا ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ جو کچھ ارادہ اس نے کیا ہے وہ پُورا نہ ہو۔ پس اِنْ شَآءَ اللّٰہُ کہہ کر اللہ تعالیٰ سے جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے مدد طلب کی جاتی ہے۔ آجکل کے ناعاقبت اندیش و نادان لوگ اس پر ہنسی اڑاتے ہیں۔

(ملفوظات جلد10 صفحہ370 ایڈیشن1984ء)

فرمایا۔ لفظ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تعالیٰ کہنے میں انسان اپنی کمزوری کا اظہار کرتا ہے کہ میں تو چاہتا ہوں کہ یہ کام کروں لیکن خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو امید ہے کہ کر سکوں گا۔

(ملفوظات جلد7 صفحہ378 ایڈیشن1984ء)

فرمایا۔ آج کل کے تعلیم یافتوں کا یہ حال ہے کہ اپنی گفتگو میں لفظ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بھی بولنا خلاف تہذیب سمجھتے ہیں۔ کتابوں کی کتابیں پڑھ جاؤ کہیں خدا تعالیٰ کا نام تک نہیں آتا لیکن اب وقت آگیا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی ہستی کو منوانا چاہتا ہے. (ملفوظات جلد صفحہ95 ایڈیشن1984ء)

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ

فرمایا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابلہ میں حواریوں کو پیش کرتے ہوئے بھی شرم آجاتی ہے۔ حواریوں کی تعریف میں ساری انجیل میں ایک بھی ایسا فقرہ نظر نہ آئیگا۔ کہ انہوں نے میری راہ میں جان دے دی...... صحابہ کرام نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی راہ میں وہ صدق دکھلایا کہ انہیں رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ کی آواز آگئی۔ یہ اعلیٰ درجے کا مقام ہے جو صحابہؓ کو حاصل ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔

(ملفوظات جلد8 صفحہ 139 ایڈیشن1984ء)

* فرمایا۔ اگر مسلمانوں کا نمونہ دیکھنا چاہو تو صحابہ کرامؓ کی جماعت کو دیکھو۔ جنہوں نے اپنے جان و مال کے کسی قسم کے نقصان کی پرواہ نہیں کی۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی رضا کو مقدم کر لیا۔ خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جانا ہی ایک فعل تھا جو سارا قرآن شریف ان کی تعریف سے بھرا ہوا ہے اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ کا تمغہ ان کو مل گیا۔ پس جب تک تم اپنے اندر وہ امتیاز وہ جوش حمیّت اسلام کے لئے محسوس نہ کر لو۔ ہر گز اپنے آپ کو کامل نہ سمجھو۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ 218 ایڈیشن1984ء)

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ

فرمایا۔ سلام تو وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ خدا تعالیٰ کا سلام وہ ہے جس نے ابراہیمؑ کو آگ سے سلامت رکھا۔ جس کو خدا کی طرف سے سلام نہ ہو بندے اس پر ہزار سلام کریں اس کے واسطے کسی کام نہیں آسکتے۔ قرآن شریف میں آیا ہے سَلٰمٌ ۟ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ (یٰسین:59)۔ ایک دفعہ ہم کو کثرت پیشاب کے باعث بہت تکلیف تھی۔ ہم نے دعا کی۔ الہام ہوا اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ اسی وقت تمام بیماری جاتی رہی۔ سلام وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ باقی سب رسمی سلام ہیں۔ (ملفوظات جلد نمبر9 صفحہ 318 ایڈیشن1984ء)

فرمایا۔ میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ کی خصوصیت سے وصیت فرمائی۔ یا اویسؓ کو یا مسیحؑ کو۔ (ملفوظات جلد1 صفحہ 270 ایڈیشن2016ء)

مخالفوں کو سلام کہنا

ایک صاحب نے سوال کیا کہ حضور مخالفوں سے جو ہمیں اور حضور کو گلی گلوچ نکالتے ہیں اور سخت سست کہتے ہیں السلام علیکم جائز ہے یا نہیں۔

فرمایا۔ مومن بڑا غیرت مند ہوتا ہے کیا غیرت اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ تو گالیاں دیں اور تم ان سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کرو؟ ہاں البتہ خرید و فروخت جائز ہے۔ اس میں حرج نہیں کیونکہ قیمت دینی اور مال لینا کسی کا اس میں احسان نہیں۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 291 ایڈیشن 1984ء)

فرمایا۔ بیماری کی شدت سے موت اور موت سے خدا یاد آتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا۔ انسان چند روز کے لئے زندہ ہے۔ ذرہ ذرہ کا وہی مالک ہے جو حیّ و قیّوم ہے۔ جب وقت موعود آتا ہے تو ہر ایک چیز اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہتی ہے اور سارے قویٰ رخصت کر کے الگ ہو جاتے ہیں اور جہاں سے یہ آیا ہے وہیں چلا جاتا ہے۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 331 ایڈیشن 1984ء)

فرمایا۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسیح موعود کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا ہے اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ باوجود لوگوں کی سخت مخالفتوں کے اور ان کے طرح طرح کے بد اور جانستاں منصوبوں کے وہ سلامتی میں رہے گا اور کامیاب ہو گا۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 172 ایڈیشن 2016ء)

جَزَاكَ اللّٰهُ فِي الدَّارَيْنِ خَيْرًا

فرمایا۔ دنیا کی دولت اور سلطنت رشک کا مقام نہیں۔ مگر رشک کا مقام دعا ہے۔ میں نے اپنے احباب اور غیر حاضرین میں سے جن کے نام یاد آئے یا شکل یاد آئی۔ آج بہت دعا کی اور اتنی دعا کی کہ اگر خشک لکڑی پر کی جاتی تو سر سبز ہو جاتی۔ ہمارے احباب کے لئے یہ بڑی نشانی ہے۔ جَزَاكَ اللّٰهُ فِي الدَّارَيْنِ خَيْرًا۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 220 ایڈیشن 2016ء)

هُوَالشَّافِيْ

فرمایا۔ بعض ادویہ کو بعض طبائع کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے۔ اسی بیماری میں ایک کے واسطے ایک دوا مفید پڑتی ہے اور دوسرے کے واسطے ضرر رساں ہوتی ہے۔ جب بُرے دن ہوں تو مرض

سمجھ میں نہیں آتا۔ اور اگر مرض سمجھ میں آجائے تو پھر علاج نہیں سُوجھتا۔ اسی واسطے مسلمان جب ان علوم کے وارث ہوئے تو انہوں نے ہر امر میں ایک بات بڑھائی۔ نبض دیکھنے کے وقت سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا کہنا شروع کیا اور نسخہ لکھنے کے وقت ھُوَالشَّافِیۡ لکھنا شروع کیا۔
(ملفوظات جلد 7 صفحہ 383 ایڈیشن 1984ء)

فرمایا۔ علم طب یونانیوں سے مسلمانوں کے ہاتھ آیا مگر مسلمان چونکہ مؤحد اور خدا پرست قوم تھی۔ انہوں نے اسی واسطے اپنے نسخوں پر ھُوَالشَّافِیۡ لکھنا شروع کر دیا۔
(ملفوظات جلد 10 صفحہ 345 ایڈیشن 1984ء)

استغفار

فرمایا۔ بعض گناہ تو محسوس ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ انسان ان کو محسوس بھی نہیں کرتا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہر وقت انسان خدا تعالیٰ سے استغفار کرتا رہے۔
(ملفوظات جلد دوم صفحہ 326 ایڈیشن 1984ء)

فرمایا۔ استغفار سے بڑھ کر کوئی تعویذ و حرز اور کوئی احتیاط و دوا نہیں۔
(ملفوظات جلد 1 صفحہ 305 ایڈیشن 1984ء)

سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡمِ، سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ولی اللہ اور صاحب برکات وہی شخص ہے جس کو یہ جوش حاصل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ نماز میں جو سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡمِ اور سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی کہا جاتا ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کے جلال کے ظاہر ہونے کی تمنّا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عظمت ہو۔ جس کی نظیر نہ ہو۔ نماز میں تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے یہی حالت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ترغیب دی ہے کہ طبعاً جوش کے ساتھ اپنے کاموں سے اور اپنی کوششوں سے دکھاوے کہ اس کی عظمت کے بر خلاف کوئی شے مجھ پر غالب نہیں آسکتی۔ یہ بڑی عبادت ہے۔ جو لوگ اس کی مرضی کے مطابق جوش رکھتے ہیں۔ وہی مؤیّد کہلاتے ہیں اور وہی برکتیں پاتے ہیں۔
(ملفوظات جلد 1 صفحہ 395 ایڈیشن 1984ء)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

فرمایا۔ غرض مختلف قسم کے ابتلاء اور عوارض انسان پر آتے ہیں اور یہ خدا تعالیٰ کی آزمائش ہے۔ ایسی صورت میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی اور اس کی تقدیر کے لئے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ وہ بڑی شرح صدر سے کہتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ (البقرہ:157) کسی قسم کا شکوہ اور شکایت یہ لوگ نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ۔ الخ یعنی یہی وہ لوگ ہیں جن کے حصہ میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کو مشکلات میں راہ دکھا دیتا ہے۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ بڑا ہی کریم و رحیم اور با مروّت ہے۔ جب کوئی اس کی رضا کو مقدم کر لیتا ہے اور اُس کی مرضی پر راضی ہو جاتا ہے تو وہ اُس کا بدلہ دیئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ غرض یہ تو وہ مقام اور مرحلہ ہے جہاں وہ اپنی بات منوانی چاہتا ہے۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 348-349 ایڈیشن 2016ء)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

فرمایا۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ ہر ایک امر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس واسطے مسلمان خوشی کے وقت اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اور غمی اور ماتم کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہہ کر ثابت کرتا ہے کہ واقع میں اس کا ہر کام میں مرجع صرف خدا ہی ہے جو لوگ خدا تعالیٰ سے الگ ہو کر زندگی کا کوئی حظ اٹھانا چاہتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ ان کی زندگی بہت ہی تلخ ہے کیونکہ حقیقی تسلی اور اطمینان بجز خدا میں محو ہونے اور خدا کو ہی ہر کام کا مرجع ہونے کے حاصل ہو سکتا ہی نہیں۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 345 ایڈیشن 1984ء)

یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ اَسۡتَغِیۡثُ بِرَحۡمَتِکَ

ایک شخص نے اپنی مشکلات کے لئے عرض کی۔ فرمایا: استغفار کثرت سے پڑھا کرو۔ اور نمازوں میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ اَسۡتَغِیۡثُ بِرَحۡمَتِکَ یَآ اَرۡحَمَ الرّٰحِمِیۡنَ پڑھو۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 326-327 ایڈیشن 1984ء)

اسم اعظم۔ رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ

فرمایا۔ ہیضہ کے لئے ہم تو نہ کوئی دوا بتلاتے ہیں نہ نسخہ۔ صرف یہ بتلاتے ہیں کہ راتوں کو اٹھ کر دُعا کریں اور اسمِ اعظم رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ کی تکرار نماز کے رکوع سجود وغیرہ میں اور دوسرے وقتوں میں کریں۔ یہ خدا نے اسمِ اعظم بتلایا ہے۔

(ملفوظات جلد6 صفحہ 134-135 ایڈیشن 1984ء)

یَا حَفِیۡظُ۔ یَا عَزِیۡزُ۔ یَا رَفِیۡقُ

فرمایا۔ مجھے الہام ہوا سَلَامٌ عَلَیۡکُمۡ طِبۡتُمۡ۔ پھر چونکہ بیماری وبائی کا بھی خیال تھا۔ اس کا علاج خدا تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ اس کے ناموں کا ورد کیا جاوے۔

یَا حَفِیۡظُ۔ یَا عَزِیۡزُ۔ یَا رَفِیۡقُ۔ رفیق خدا تعالیٰ کا نیا نام ہے جو کہ اس سے بیشتر اسماء باری تعالیٰ میں کبھی نہیں آیا۔ (ملفوظات جلد6 صفحہ 135 ایڈیشن 1984)

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جو اخلاص اور توجہ عطا کی ہے یہ اُس کا فضل ہے شکر کرو اور بڑھا دے گا۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کا تکرار کرو۔ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کا خدا کے فضل اور گمشدہ متاع کو واپس لاتا ہے۔ (ملفوظات جلد4 صفحہ 147-148 ایڈیشن 1984ء)

اُمُّ الۡمُؤۡمِنِیۡن

فرمایا۔ اعتراض کرنے والے بہت ہی کم غور کرتے اور اس قسم کے اعتراض صاف بتاتے ہیں کہ وہ محض کینہ اور حسد کی بنا پر کئے جاتے ہیں۔ ورنہ نبیوں یا ان کے اظلال کی بیویاں اگر اُمّہات المؤمِنِین نہیں ہوتی ہیں تو کیا ہوتی ہیں؟ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور قانون قدرت کے اس تعامل سے بھی پتہ لگتا ہے کہ کبھی کسی نبی کی بیوی سے کسی نے شادی نہیں کی...... مُسلم میں تو مسیح موعود کو نبی ہی کہا گیا ہے۔ اور قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام کی بیویوں کو مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 363 ایڈیشن 1984ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

جناب مولانا مولوی نور الدین صاحبؓ کی طبیعت 31 جولائی 1898ء سے بعارضہ دردِ شکم علیل تھی۔ تو حضرت اقدسؑ نے آدمی بھیج کر خبر منگوائی۔ اور افاقہ کی خبر سُن کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فرمایا۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 270 ایڈیشن 1984ء)

کلمہ طیبہ شجاعت پیدا کرتا ہے

فرمایا۔ لوگ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے قائل نہیں ہوتے اور سچے دل سے اس کلمہ کو زبان سے نکالنے والے نہیں ہوتے۔ فرمایا: جب زید و بکر کا خوف درمیان میں ہے تب تک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا نقش دل میں نہیں جم سکتا۔

فرمایا۔ یہ جو دن رات مسلمانوں کو کلمہ طیبہ کہنے کے واسطے تائید اور تاکید ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ بغیر اس کے کوئی شجاعت پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب آدمی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے تو تمام انسانوں اور چیزوں اور حاکموں اور افسروں اور دشمنوں اور دوستوں کی قوت اور طاقت ہیچ ہو کر انسان صرف اللہ کو دیکھتا ہے اور اس کے سوائے سب اُس کی نظروں میں ہیچ ہو جاتے ہیں۔ پس وہ شجاعت اور بہادری کے ساتھ کام کرتا ہے اور کوئی ڈرانے والا اس کو ڈرا نہیں سکتا۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 353-354 ایڈیشن 2016ء)

کلمہ کے معنٰی

فرمایا۔ کلمہ کے یہ معنے ہیں کہ انسان زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق کہ میرا معبود محبوب اور مقصود خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ اِلٰہٌ کا لفظ محبوب اور اصل مقصود اور معبود کے لئے آتا ہے۔ یہ کلمہ قرآن شریف کی ساری تعلیم کا خلاصہ ہے جو مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے۔ چونکہ ایک بڑی اور مبسوط کتاب کا یاد کرنا آسان نہیں۔ اس لئے یہ کلمہ سکھا دیا گیا تا کہ ہر وقت انسان اسلامی تعلیم کے مغز کو مد نظر رکھے اور جب تک یہ حقیقت انسان کے اندر پیدا نہ ہو جاوے۔ سچ یہی ہے کہ نجات نہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ

یعنی جس نے صدق دل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو مان لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 103 ایڈیشن 1984ء)

لڑکے کی بِسْمِ اللّٰہِ

ایک شخص نے بذریعہ تحریر عرض کی کہ ہمارے ہاں رسم ہے کہ جب بچے کو بِسْمِ اللّٰہِ کرائی جاوے تو بچے کو تعلیم دینے والے مولوی کو ایک عدد تختی چاندی یا سونے کی اور قلم و دوات چاندی یا سونے کی دی جاتی ہے۔ اگرچہ میں ایک غریب آدمی ہوں مگر چاہتا ہوں کہ یہ اشیاء اپنے بچے کی بِسْمِ اللّٰہِ پر آپ کی خدمت میں ارسال کروں۔

حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا۔

تختی اور قلم و دوات سونے یا چاندی کی دینا یہ سب بدعتیں ہیں ان سے پرہیز کرنا چاہئے اور باوجود غربت کے اور کم جائیداد ہونے کے اس قدر اسراف اختیار کرنا سخت گناہ ہے۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 348-349 ایڈیشن 1984ء)

مسجد

فرمایا۔ اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو وہاں ایک مسجد بنا دینی چاہئے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 119 ایڈیشن 1984ء)

(الفضل آن لائن لندن 19 اکتوبر 2021ء)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ
مکمل کہنا یا لکھنا حصول ثواب کا ذریعہ

ایڈیٹر کے نام خطوط اور وٹس ایپ میسجز میں بعض احباب و خواتین اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ لکھتے وقت اسلام علیکم (بغیر الف لام کے) لکھ دیتے ہیں جو درست نہیں اسے درست لکھنے کا طریق الف لام کے ساتھ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کے ساتھ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہنے سے 10 نیکیاں جبکہ وَبَرَکَاتُہٗ ساتھ لگانے کے مزید 10 نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔

(ایڈیٹر الفضل آن لائن لندن)

(الفضل آن لائن لندن 24 نومبر، 2021)

(مضمون نمبر 5)

اسلامی اصطلاحات از تفسیر قرآن حضرت مسیح موعودؑ

(شیخ آدم سعید۔ کینیڈا)

بِسۡمِ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"......ہر یک ذیشان کام کے ابتداء میں تبرک اور استمداد چاہنا یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی صداقت ہے جس سے انسان کو حقیقت توحید کی حاصل ہوتی ہے اور اپنے جہل اور بے خبری اور نادانی اور گمراہی اور عاجزی اور خواری پر یقین کامل ہو کر مبدء فیض کی عظمت اور جلال پر نظر جا ٹھہرتی ہے اور اپنے تیئں بکلّی مفلس اور مسکین اور ہیچ اور ناچیز سمجھ کر خداوند قادر مطلق سے اس کی رحمانیت اور رحیمیت کی برکتیں طلب کرتا ہے۔ اور اگرچہ خدائے تعالیٰ کی یہ صفتیں خودبخود اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں مگر اس حکیم مطلق نے قدیم سے انسان کے لئے یہ قانون قدرت مقرر کر دیا ہے کہ اس کی دعا اور استمداد کو کامیابی میں بہت سادخل ہے جو لوگ اپنی مہمات میں دلی صدق سے دعا مانگتے ہیں اور ان کی دعا پورے پورے اخلاص تک پہنچ جاتی ہے تو ضرور فیضان الٰہی ان کی مشکل کشائی کی طرف توجہ کرتا ہے۔" (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول، صفحہ 38-39)

"اس جگہ ان خشک فلسفیوں کے اس مقولہ کو بھی کچھ چیز نہیں سمجھنا چاہیے کہ جو کہتے ہیں کہ کسی کام کے شروع کرنے میں استمداد الٰہی کی کیا حاجت ہے۔ خدا نے ہماری فطرت میں پہلے سے طاقتیں ڈال رکھی ہیں۔ پس ان طاقتوں کے ہوتے ہوئے پھر دوبارہ خدا سے طاقت مانگنا تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ بے شک یہ بات سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بعض افعال کے بجالانے کے لیے کچھ کچھ ہم کو طاقتیں بھی دی ہیں مگر پھر بھی اس قیوم عالم کی حکومت ہمارے سر پر سے دور نہیں ہوئی اور وہ ہم سے الگ نہیں ہوا اور اپنے سہارے سے ہم کو جدا نہیں کرنا چاہا اور اپنے فیوض غیر

متناہی سے ہم کو محروم کرنا روا نہیں رکھا۔ جو کچھ ہم کو اس نے دیا ہے وہ ایک امر محدود ہے اور جو کچھ اس سے مانگا جاتا ہے اس کی نہایت نہیں۔ علاوہ اس کے جو کام ہماری طاقت سے باہر ہیں ان کے حاصل کرنے کے لئے کچھ بھی ہم کو طاقت نہیں دی گئی۔“ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 41)

”یہودی بھی تو ایسے ہی کام کرتے تھے کہ اپنی رائے سے اپنی تفسیروں میں بعض آیات کے معنے کرنے کے وقت بعض الفاظ کو مقدم اور بعض کو مؤخر کر دیتے تھے جن کی نسبت قرآن مجید میں یہ آیت موجود ہے کہ: يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (المآئدہ:14) ان کی تحریف ہمیشہ لفظی نہیں تھی بلکہ معنوی بھی تھی۔ سو ایسی تحریفوں سے ہر یک مسلمان کو ڈرنا چاہیے۔ اگر کسی حدیث صحیح میں ایسی تحریف کی اجازت ہے تو بِسْمِ اللّٰهِ وہ دکھلایئے!“ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ 102)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

”...... تمام محامد اللہ ہی کے لیے ہیں اس میں یہ تعلیم ہے کہ تمام منافع اور تمدنی زندگی کی ساری بہبودگیاں اللہ ہی کی طرف سے آتی ہیں کیونکہ ہر قسم کی ستائش کا سزاوار جب کہ وہی ہے تو معطی حقیقی بھی وہی ہو سکتا ہے۔ ورنہ لازم آئیگا کہ کسی قسم کی تعریف وستائش کا مستحق وہ نہیں بھی ہے جو کفر کی بات ہے پس اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ میں کیسی توحید کی جامع تعلیم پائی جاتی ہے جو انسان کو دنیا کی تمام چیزوں کی عبودیت اور بالذّات نفع رساں نہ ہونے کی طرف لے جاتی ہے اور واضح اور بیّن طور پر یہ ذہن نشین کرتی ہے کہ ہر نفع اور سُود حقیقی اور ذاتی طور پر خدا تعالیٰ کی ہی طرف سے آتا ہے کیونکہ تمام محامد اسی کے لئے سزاوار ہیں۔ پس ہر نفع اور سُود میں خدا تعالیٰ ہی کو مقدم کرو۔ اس کے سوا کوئی کام آنے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے اگر خلاف ہو تو اولاد بھی دشمن ہو سکتی ہے اور ہو جاتی ہے۔“ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 95)

”اصل یہ ہے کہ سب بھلائیاں اسی کی طرف سے ہیں اور وہی ہے کہ جو تمام بدیوں کو دور کرتا ہے پھر فرماتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور تمام پرورشیں تمام جہان پر اسی کی ہیں۔“ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 111)

ترجمہ از عربی۔”اور اس کی جماعت نے میرے دل کو خوش کیا سو میں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چہارم صفحہ 154)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

ترجمہ از عربی: ”اور تم ہر شخص کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہو خواہ تم اسے پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو۔ اور (لوگوں کی) غم خواری کے لئے ہر دم تیار کھڑے رہو۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 223)

”بیماری کی شدت سے موت اور موت سے خدا یاد آتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ خُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيْفًا انسان چند روز کے لئے زندہ ہے ذرہ ذرہ کا وہی مالک ہے جو حی و قیوم ہے جب وقت موعود آجاتا ہے تو ہر ایک چیز اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہتی اور سارے قویٰ رخصت کر کے الگ ہو جاتے ہیں اور جہاں سے یہ آیا ہے وہیں چلا جاتا ہے۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 306-307)

”اور جب تم دوسروں کے گھروں میں جاؤ تو داخل ہوتے ہی اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہو اور اگر ان گھروں میں کوئی نہ ہو تو جب تک کوئی مالک خانہ تمہیں اجازت نہ دے ان گھروں میں مت جاؤ اور اگر مالک خانہ یہ کہے کہ واپس چلے جاؤ تو تم واپس چلے جاؤ۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 336)

”ایک رات مجھے خدا نے اطلاع دی کہ اس نے مجھے اپنے لئے اختیار کر لیا ہے۔ تب یہ عجیب اتفاق ہوا کہ اسی رات ایک بڑھیا کو خواب آئی جس کی عمر قریباً اسی برس کی تھی اور اس نے صبح مجھ کو آکر کہا کہ میں نے رات سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا ہے اور ساتھ ان کے ایک اور بزرگ تھے اور دونوں سبز پوش تھے اور رات کے پچھلے حصہ کا وقت تھا۔ دوسرا بزرگ عمر میں ان سے کچھ چھوٹا تھا۔ پہلے انہوں نے ہماری جامع مسجد میں نماز پڑھی اور پھر مسجد کے باہر کے صحن میں نکل آئے اور میں ان کے پاس کھڑی تھی اتنے میں مشرق کی طرف سے ایک چمکتا ہوا ستارہ نکلا تب اس ستارہ کو دیکھ کر سید عبد القادر بہت خوش ہوئے اور ستارہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اور ایسا ہی ان کے رفیق نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا۔ اور وہ ستارہ میں تھا۔ اَلْمُؤْمِنُ یَرٰی وَ یُرٰی لَہٗ۔ منہ۔“ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ششم صفحہ 32)

یَااللّٰہ!

یا اللہ ہم کو سیدھی راہ دکھا ان لوگوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہوا۔
(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 266)

نَعُوْذُبِاللّٰہِ

''وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (الحجر: 28) ایک قوم جانّ بھی آدم سے پہلے موجود تھی۔ بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ سے خالق ہے۔ اور یہی حق ہے کیونکہ اگر خدا کو ہمیشہ سے خالق نہ مانیں تو اسکی ذات پر (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) حرف آتا ہے اور ماننا پڑے گا کہ آدم سے پیشتر خدا تعالیٰ معطل تھا لیکن چونکہ قرآن شریف خدا تعالیٰ کی صفات کو قدیمی بیان کرتا ہے اسی لئے اس حدیث کا مضمون راست ہے...'' (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ 145)

''یہود نالائق نَعُوْذُ بِاللّٰہِ! حضرت مسیح کو کافر اور کاذب اور مفتری ٹھہراتے تھے اور کہتے تھے کہ موسیٰ اور تمام راستبازوں کی طرح اُن کو رُوحانی رفع نصیب نہیں ہوا اور کسی حد تک نصاریٰ بھی ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگے تھے۔ سو خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ یہ دونوں فریق جھوٹے ہیں۔''
(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 117)

''عرش الٰہی ایک وراء الوراء مخلوق ہے جو زمین سے اور آسمان سے بلکہ تمام جہات سے برابر ہے۔ یہ نہیں کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ عرش الٰہی آسمان سے قریب اور زمین سے دور ہے۔ لعنتی ہے وہ شخص جو ایسا اعتقاد رکھتا ہے عرش مقام تنزیہہ ہے اور اسی لئے خدا ہر جگہ حاضر ناظر ہے جیسا کہ فرمایا وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ (الحدید: 5) اور مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ (المجادلہ: 8) اور فرماتا ہے کہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ق:17)۔''
(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 433-434)

''ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ ہمارے مخالف اسی صحبت کے نہ ہونے کی وجہ سے محروم رہ گئے۔ اگر وہ ہمارے پاس آکر رہتے۔ ہماری باتیں سنتے تو ایک وقت آجاتا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کر دیتا اور وہ حق کو پا لیتے لیکن اب چونکہ اس صحبت سے محروم ہیں اور انہوں نے ہماری باتیں

سننے کا موقع کھو دیا ہے اس لئے کبھی کہتے ہیں کہ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ یہ دہریے ہیں۔ شراب پیتے ہیں، زانی ہیں اور کبھی یہ اتہام لگاتے ہیں کہ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ! پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں۔ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ صحبت نہیں اور یہ قہر الٰہی ہے کہ صحبت نہ ہو۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چہارم صفحہ 323-324)

"سو دیکھنا چاہیے کہ اگر مسیح دوبارہ دنیا میں آوے گا تو کیا اس کا یہ جواب جو قرآن شریف میں درج ہے سچا ہو گا اور اگر ان ملانوں کی بات درست مان لی جاوے تو روزِ قیامت حضرت عیسیٰ کو ایسا جواب دینے سے کیا انعام ملے گا؟ نادان یہ بھی نہیں جانتے کی ایسی باتیں بنا کر وہ ایک خدا کے نبی کو نَعُوْذُ بِاللّٰهِ جھوٹ بولنے والا قرار دے رہے ہیں اور پھر جھوٹ بھی قیامت کے دن اور پھر وہ بھی خدا تعالیٰ کے دربار میں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چہارم صفحہ 121)

"......خدا تعالیٰ نے جس جگہ انسان کی اعلیٰ درجہ کہ مدح بیان کی ہے اور اس کو فرشتوں پر بھی ترجیح دی ہے اس مقام میں اس کی یہی فضیلت پیش کی ہے کہ وہ ظلوم اور جہول ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔ یعنی اُس امانت کو جو ربوبیت کا کامل ابتلاء ہے جس کو فقط عبودیت کاملہ اُٹھا سکتی ہے انسان نے اٹھا لیا کیونکہ وہ ظلوم اور جہول تھا یعنی خدا تعالیٰ کے لئے اپنے نفس پر سختی کر سکتا تھا اور غیر اللہ سے اس قدر دور ہو سکتا تھا کہ اس کی صورت علمی سے بھی اس کا ذہن خالی ہو جاتا تھا۔ واضح ہو کہ ہم سخت غلطی کریں گے اگر اس جگہ ظلوم کے لفظ سے کافر اور سرکش اور مشرک اور عدل کو چھوڑنے والا مراد لیں گے کیونکہ یہ ظلوم جھول کا لفظ اس جگہ اللہ جلّ شانہ نے انسان کے لئے مقام مدح میں استعمال کیا ہے نہ مقام ذم میں اور اگر نَعُوْذُ بِاللّٰهِ یہ مقام ذم میں ہو تو اس کے یہ معنیٰ ہوں گے کہ سب سے بدتر انسان ہی تھا جس نے خدا تعالیٰ کی پاک امانت کو اپنے سر پر اٹھا لیا اور اس کے حکم کو مان لیا۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ششم صفحہ 401-402)

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جسمانی طور سے آپ ﷺ کی اولاد کی نفی بھی کی ہے اور ساتھ ہی روحانی طور سے اثبات

بھی کیا ہے کہ روحانی طور سے آپ باپ بھی ہیں اور روحانی نبوت اور فیض کا سلسلہ آپ کے بعد جاری رہے گا اور وہ آپ میں سے ہو کر جاری ہو گا نہ الگ طور سے۔ وہ نبوت چل سکے گی جس پر آپ ﷺ کی مہر ہو گی۔ ورنہ اگر نبوت کا دروازہ بالکل بند سمجھا جاوے تو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ اس سے تو انقطاع فیض لازم آتا ہے اور اس میں تو نحوست ہے اور نبی ﷺ کی ہتکِ شان ہوتی ہے۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ششم صفحہ 387)

"کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اگر تقول علی اللہ کریں تو ان کو تو گرفت کی جاوے اور اگر کوئی اور کرے تو اس کی پرواہ نہ کی جاوے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ اس طرح سے تو امان اُٹھ جاتی ہے۔ صادق اور مفتری میں مابہ الامتیاز ہی نہیں رہتا۔" (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ہشتم صفحہ 336)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

"ثمرات میں اولاد بھی داخل ہے اور محنتوں کے بعد آخر کی کامیابیاں بھی مراد ہیں ان کے ضائع ہونے سے بھی سخت صدمہ ہوتا ہے۔ امتحان دینے والے اگر کبھی فیل ہو جاتے ہیں تو بارہا دیکھا گیا ہے کہ وہ خودکشیاں کر لیتے ہیں...... غرض اس قسم کے ابتلاء جن پر آئیں پھر اللہ تعالیٰ ان کو بشارت دیتا ہے وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ یعنی ایسے موقع پر جہد کے ساتھ برداشت کرنے والوں کو خوشخبری اور بشارت ہے کہ جب ان کو کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ یاد رکھو کہ خدا کا خاص بندہ اور مقرّب تب ہی ہوتا ہے کہ ہر مصیبت پر خدا ہی کو مقدّم رکھے۔ غرض ایک وہ حصہ ہوتا ہے جس میں خدا اپنی منوانا چاہتا ہے۔ دعا کے معنٰی تو یہی ہیں کہ انسان خواہش ظاہر کرتا ہے کہ یوں ہو، پس کبھی مولیٰ کریم کی خواہش مقدّم ہونی چاہیے اور کبھی اللہ کریم اپنے بندہ کی خواہش کو پورا کرتا ہے۔" (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 273)

"مصیبتوں کو برا نہیں ماننا چاہیے کیونکہ مصیبتوں کو بُرا سمجھنے والا مومن نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَ الۡجُوۡعِ وَ نَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَنۡفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ۔ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ یہی تکالیف جب رسولوں پر آتی ہیں تو ان کو انعام کی خوشخبری دیتی ہیں اور جب یہی تکالیف بدوں پر آتی ہیں۔ ان کو

تباہ کر دیتی ہیں غرض مصیبت کے وقت قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھنا چاہیے کہ تکالیف کے وقت خدا تعالیٰ کی رضا طلب کرے۔" (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 264)

استغفار

"استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کے واسطے غموں سے سبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہیں۔"

(الحکم جلد 5 نمبر 3 مؤرخہ 24 جنوری 1901ء صفحہ 11)

"استغفار کلید ترقیات روحانی ہے۔" (الحکم جلد 5 نمبر 4 مؤرخہ 31 جنوری 1901ء صفحہ 11)

"استغفار بہت کرو۔ اس سے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اولاد بھی دے دیتا ہے۔ یاد رکھو! یقین بڑی چیز ہے جو شخص یقین میں کامل ہوتا ہے خدا تعالیٰ خود اس کی دستگیری کرتا ہے۔"

(الحکم جلد 5 نمبر 4 مؤرخہ 31 جنوری 1901ء صفحہ 11)

"جو لوگ قبل از نزول بلا دعا کرتے ہیں اور استغفار کرتے اور صدقات دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے اور عذاب الٰہی سے ان کو بچالیتا ہے۔ میری ان باتوں کو قصہ کے طور پر نہ سنو، میں نُصحاً للہ کہتا ہوں اپنے حالات پر غور کرو اور آپ بھی اور اپنے دوستوں کو بھی دُعا میں لگ جانے کے لئے کہو۔ استغفار عذاب الٰہی اور مصائب شدیدہ کے لئے سپر کا کام دیتا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا كَانَ اللّٰہُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الانفال: 34) اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ اس عذاب الٰہی سے تم محفوظ رہو تو استغفار کثرت سے پڑھو۔" (الحکم جلد 5 نمبر 27 مؤرخہ 24 جولائی 1901ء صفحہ 1)

"استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کی دو ہی حالتیں ہیں یا تو وہ گناہ نہ کرے اور یا اللہ تعالیٰ اس گناہ کے بد انجام سے بچالے۔ سو استغفار پڑھنے کے وقت دونوں معنوں کا لحاظ رکھنا چاہیے ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ سے گذشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہے اور دوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہے کہ آئندہ گناہوں سے بچالے۔ مگر استغفار صرف زبان سے پورا نہیں ہوتا بلکہ دل چاہے۔ نماز میں اپنی زبان میں بھی دعا مانگو یہ ضروری ہے۔" (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 362)

”جو شخص کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا اور پھر ہمیشہ کے لئے استغفار اپنی عادت نہیں پکڑتا وہ کیڑا ہے نہ انسان اور اندھا ہے نہ سوجاکھا اور ناپاک ہے نہ طیّب۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد10 صفحہ 413)

”خوب یاد رکھو! کہ دل اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے اس کا فضل نہ ہو تو دوسرے دن جا کر عیسائی ہو جاوے یا کسی اور بے دینی میں مبتلا ہو جاوے۔ اس لئے ہر وقت اس کے فضل کے لیے دعا کرتے رہو۔ اور اس کی استعانت چاہو تا کہ صراط مستقیم پر تمہیں قائم رکھے۔ جو شخص خدا تعالی سے بے نیاز ہوتا ہے وہ شیطان ہو جاتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان استغفار کرتا رہے تا کہ وہ زہر اور جوش پیدا نہ ہو جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔“ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 365)

”توبہ استغفار کرتے رہو کیونکہ یہ اللہ تعالی کا وعدہ ہے کہ جو استغفار کرتا ہے اسے رزق میں کشائش دیتا ہے۔“ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 365)

”ایک آسمانی فرشتوں کے لئے قضاء وقدر کا قانون ہے کہ وہ بدی کر ہی نہیں سکتے اور ایک زمین پر انسانوں کے لئے خدا کے قضاء وقدر کے متعلق ہے اور وہ یہ کہ آسمان سے ان کو بدی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے مگر جب خدا سے طاقت طلب کریں یعنی استغفار کریں تو روح القدس کی تائید سے ان کی کمزوری دور ہو سکتی ہے اور وہ گناہ کے ارتکاب سے بچ سکتے ہیں جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے ہیں۔ اور اگر ایسے لوگ ہیں کہ گناہگار ہو چکے ہیں تو استغفار ان کو یہ فائدہ پہنچاتا ہے کہ گناہ کے نتائج سے یعنی عذاب سے بچائے جاتے ہیں کیونکہ نور کے آنے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی۔ اور جرائم پیشہ جو استغفار نہیں کرتے یعنی خدا سے طاقت نہیں مانگے وہ اپنے جرائم کی سزا پاتے رہتے ہیں۔“ (کشتیٔ نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ 34)

”توبہ واستغفار کا ایسا مجرب نسخہ ہے کہ خطا نہیں جاتا“(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 361)

”میرے نزدیک تو استغفار سے بڑھ کر کوئی تعویذ و حرز اور کوئی احتیاط و دوا نہیں۔ میں تو اپنے دوستوں کو کہتا ہوں کہ خدا سے صلح و موافقت پیدا کرو اور دعاؤں میں مصروف رہو۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 361)

سُبْحَانَ اللّٰہِ

”.......بلکہ صحابہ کرام نے جو مذاق قرآن سے واقف تھے آیت کو سن کر اور لفظ خَلَتْ کی تشریح فقرہ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ میں پاکر فی الفور اپنے پہلے خیال کو چھوڑ دیا۔ ہاں! ان کے دل آنحضرت ﷺ کی موت کی وجہ سے سخت غمناک اور چور ہوگئے اور ان کی جان گھٹ گئی اور حضرت عمر نے فرمایا کی اس آیت کے سننے کے بعد میری یہ حالت ہوگئی کہ میرے جسم کو میرے پیر اٹھا نہیں سکتے اور میں زمین پر گرا جاتا ہوں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ کیسے سعید اور وقّاف عند القرآن تھے کہ جب آیت میں غور کرکے سمجھ آگیا کہ تمام گزشتہ نبی فوت ہو چکے ہیں تب بجز اس کے کہ رونا شروع کر دیا اور غم سے بھر گئے اور کچھ نہ کہا۔“ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ 230)

غور سے دیکھنا چاہیے کہ جس حالت میں اللہ جلّ شانہ آنحضرت ﷺ کا نام اول المسلمین رکھتا ہے اور تمام مطیعوں اور فرمانبرداروں کا سردار ٹھہراتا ہے اور سب سے پہلے امانت کو واپس دینے والا آنحضرت ﷺ کو قرار دیتا ہے تو پھر کیا بعد اس کے کسی قرآن کریم کے ماننے والے کو گنجائش ہے کہ آنحضرت ﷺ کی شان اعلیٰ میں کسی طرح کی جرح کر سکے۔ خدا تعالیٰ نے آیت موصوفہ بالا میں اسلام کے لئے کئی مراتب رکھ کر سب مدارج سے اعلیٰ درجہ وہی ٹھہرایا ہے جو آنحضرت ﷺ کی فطرت کو عنایت فرمایا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَعْظَمَ شَاْنُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

؎ موسیٰ و عیسیٰ ہمہ خیلِ تو اند   جملہ درین راہ طفیل تو اند

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 163-164)

”اسی طرح انسان کامل کے نفس کا حال ہے کہ احکام الٰہی کی تخم ریزی سے عجیب سرسبزی لے کر اس کے اعمال صالحہ کے پودے نکلتے ہیں اور ایسے عمدہ اور غایت درجہ کے لذیذ اس کے پھل ہوتے ہیں کہ ہر یک دیکھنے والے کو خدا تعالیٰ کی پاک قدرت یاد آکر سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا پڑتا ہے۔“ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ہشتم صفحہ 263)

”.....خدا نے قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نسبت جو مسیح موعود اور یاجوج ماجوج اور دجال کا زمانہ ہے یہ خبر دی ہے کہ اس زمانہ میں یہ رفیق قدیم عرب کا یعنی اونٹ جس پر وہ مکہ سے

مدینہ کی طرف جاتے تھے اور بلاد شام کی طرف تجارت کرتے تھے ہمیشہ کے لئے ان سے الگ ہوجائے گا۔ سُبۡحَانَ اللّٰہِ! کس قدر روشن پیشگوئی ہے یہاں تک کہ دل چاہتا ہے کہ خوشی سے نعرے ماریں۔“ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ہشتم صفحہ 170)

”مسلم نے...... آخری زمانہ کے علامات کا ذکر کرتے ہوئے ایک نئی سواری کا ذکر کر کے یہ کہا کہ لَیُتۡرَکَنَّ الۡقِلَاصُ فَلَا یُسۡعٰی عَلَیۡھَا اور قرآن شریف نے اسی مضمون کو عبارتِ ذیل میں بیان فرما کر اور بھی صراحت کردی کہ اِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ۔ قرآن و حدیث کا تطابق اور پھر عملی رنگ میں اس دور دراز زمانہ میں جبکہ ان پیشگوئیوں کو 13 سو برس سے بھی زائد عرصہ گزر چکا ہے ان کا پورا ہونا ایمان کو کیسا تازہ اور مضبوط کرتا ہے۔ چنانچہ ایک اخبار میں ہم نے دیکھا ہے کہ شاہ روم نے تاکیدی حکم دیا ہے کہ ایک سال کے اندر حجاز ریلوے تیار ہوجاوے۔ سبحان اللہ کیسا عجیب نظارہ ہوگا اور ایمان کیسے تازہ ہوں گے کہ جب پیشگوئی کے بالکل مطابق بجائے اونٹوں کی لمبی لمبی قطاروں کے ریل کی لمبی قطاریں دوڑتی ہوئی نظر آویں گی۔“ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ہشتم صفحہ 184)

اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ

میں نے اس آیت پر بڑی غور کی ہے۔ اس کے یہی معنیٰ ہیں کہ ہر ایک بلندی سے دوڑیں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو صورتیں ہیں اول یہ کہ ہر ایک سلطنت پر غالب آجاویں گے دوم یہ کہ بلندی کی طرف انسان قوت اور جرأت کے بغیر دوڑ اور چڑھ نہیں سکتا اور مذہب پر غالب آجانا بھی ایک بلندی ہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان پر وہ زمانہ بھی آوے گا کہ مذہب کے اوپر سے بھی گزر جاویں گے یعنی اپنے اس تثلیثی مذہب سے بھی عبور کر جاویں گے اور اس کو پاؤں کے نیچے مسل دیویں گے اور اسی سے ہمیں ان کے اسلام میں داخل ہوجانے کی بو آتی ہے۔ اب پہلی بات تو پوری ہوچکی ہے اب اِنۡ شَآءَ اللّٰہ دوسری بات پوری ہوگی اور یہ باتیں خدا کے ارادہ کے ساتھ ہوا کرتی ہیں جب خدا کی مشیت ہوتی تو ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور دلوں کو حسب استعداد صاف کرتے ہیں تب یہ کام ہوا کرتے ہیں۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد پنجم صفحہ 357-358)

آمین

اے قادر خدا! تو جلد وہ دن لا کہ جس فیصلہ کا تو نے ارادہ کیا ہے وہ ظاہر ہو جائے اور دنیا میں تیرا اجلال چمکے اور تیرے دین اور تیرے رسول کی فتح ہو۔ آمین ثم آمین

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 95)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 اکتوبر 2021ء)

سلام کرنے کی عادت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”یہ عادت ایسی ہے جس کو بہت پختہ کر لینا چاہیئے۔ ہر چھوٹے بڑے کو سلام کہیں۔ مجھے یاد ہے قادیان میں تو یہ ایسا رواج تھا کہ ہمارے استاد حافظ صاحب دور سے بھینس کے قدموں کی آواز بھی سنتے تھے تو سلام کہہ دیا کرتے تھے۔ نظر تو آتا نہیں تھا کون ہے مگر چاپ سن کر اس لئے سلام کرنے میں جلدی کرتے تھے کہ پہلے مجھے ثواب مل جائے۔ پس آپ بھی سلام کرنے میں جلدی کیا کریں اور اس کا ثواب حاصل کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے عظیم عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ مورخہ 23 جولائی 1999ء)

(الفضل آن لائن لندن 18 نومبر 2021ء)

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(مضمون نمبر 6)

اسلامی اصطلاحات اور علمی نکات

حضرت خلیفۃ المسیح الأولؓ کی پُر معارف تحریرات کی روشنی میں

(ابو سدید)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا علم کلام بہت سی کتب، درس القرآن ،مکتوبات اور متفرق تحریرات وارشادات وغیرہ میں پھیلا ہوا ہے۔ اسلامی اصطلاحات کے حوالے سے اس عظیم اور ضخیم علمی خزانے میں سے گوہر ہائے نایاب کی دریافت کے لئے جب مطالعہ کا آغاز کیا تو اسلامی اصطلاحات کے ساتھ ساتھ بہت سے نادر و بیش قیمت علمی نکات پر بھی نظر پڑتی چلی گئی۔ اس لئے اسلامی اصطلاحات کے ساتھ ساتھ ان کو بھی اس مضمون میں شامل کیا گیا ہے تا کہ ہمارے قارئین کرام اپنے علم میں اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ذہن کو جلا بھی بخشیں اور حظ اٹھائیں۔

اَلْحَمْد شریف

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔

”آپ اَلْحَمْد شریف بکثرت پڑھیں اور درود شریف کو بہت پڑھا کریں۔ اور پھر قرآن شریف کو بغرض عملدرآمد پڑھا کریں اور دعا مانگنے کی عادت ڈالیں۔ دعاؤں میں اَلْحَمْد شریف بے نظیر دعا ہے.....“ (ارشادات نور جلد اول صفحہ 7)

ایک پبلک تقریر میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

”یہ چند آیات جو میں نے پڑھی ہیں۔ یہ قرآن کریم کے ابتداء میں لکھی ہیں۔ غالباً ہر ایک مسلمان یا یوں کہو کہ ہر ایک مسلمان جو کبھی نماز پڑھتا ہو ان کو یاد رکھتا ہے......اس سورۃ میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی دعا واقعہ ہوئی ہے اور اس سورۃ پر غور اور تدبر کرنے سے مجھے ایک اور ایک دو کی طرح۔۔۔ کامل یقین ہے کہ اسی آیت نے دنیا پر احسان عام کرنا چاہا ہے۔ یہ آیت ایک مسلمان کو نوع انسان کے تمام راستبازوں اور برگزیدوں کی اتباع کی تعلیم دیتی ہے۔“ (خطابات نور صفحہ 481-482)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے معنیٰ

”ہر عمل صالح کی تکمیل کے دو پہلو ہیں جب تک وہ دونوں پہلو پورے نہ ہوں کچھ نہیں ہوتا بلکہ اگر کوئی ایک پہلو رہ جاوے تو وہ عمل فاسد ہو جاتا ہے۔ ایک ان میں سے اخلاص ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہو۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کے موافق ہو جو صواب کہلاتا ہے یہی معنے ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اخلاص کی تعلیم دیتا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صواب کے۔“ (ارشادات نور جلد اول صفحہ 142۔143)

”..... میری یہ آخری وصیت ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ دعا کا ہتھیار تیز کرو۔“

(خطابات نور صفحہ 403)

”دنیا نے درختوں کو، پانی کو، سورج و چاند کو، جانوروں کو، پتھروں اور آدمیوں کو معبود بنایا لیکن اسلام نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ کر تمام شرکوں کی جڑ کاٹ دی کہ ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی پرستش کے لائق نہیں ہے۔“ (خطابات نور صفحہ 561)

”..... حضرت مسیحؑ کو بھی خدا کا بیٹا بنایا گیا ہے حالانکہ حضرت مسیح نے کہا بھی تھا کہ مجھے اچھا نہ کہو بلکہ اچھا ایک ہی ہے جس کو خدا کہتے ہیں۔ اس لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نکتہ تجویز فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ مجھے بھی ان کی ہی طرح بنایا جاوے تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ اپنا عبد اور رسول ہونا بھی رکھ دیا اور اسی امر کو مد نظر رکھا اور اس کی وجہ یہی ہے کہ توحید یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ محمد رسول اللہ رکھا تا کہ توحید ہمیشہ مد نظر رہے اور کسی زمانہ میں مجھے خدا نہ بنایا جاوے۔“

(خطابات نور صفحہ 562)

”اس کلمہ کے تین عظیم الشان فائدے ہیں۔ جب انسان منہ سے بولتا ہے تو مسلمان کہلاتا ہے۔ وہ معاملات جو ہم مسلمانوں سے کرسکتے ہیں اس شخص سے کرتے ہیں جس کی زبان سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سنتے ہیں۔ اسلام ایک عجیب نعمت ہے۔ اسلام کے معنے اصل میں صلح کے ہیں اور آشتی کے اور نیک نمونے کے سَلم اور سِلم دونوں لفظ صلح کو چاہتے ہیں۔“ (خطابات نور صفحہ 394)

استغفار

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے دو امان نازل ہوئے تھے ایک تو ان میں سے اٹھ گیا یعنی رسول اللہ ﷺ کا وجود باجود مگر دوسری امان قیامت تک باقی ہے اور وہ استغفار ہے۔ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الانفال:34) پس استغفار کرتے رہا کرو کہ پچھلی برائیوں کے بد نتائج سے بچے رہو اور آئندہ بدیوں کے ارتکاب سے۔'' (ارشادات نور جلد اول صفحہ 69)

درود شریف کے پڑھنے کے فائدے

''درود شریف کے پڑھنے سے مومن کو چار فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔

1۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجائے گا کیونکہ وہ ایک ایسی بلند شان والی قادر اور توانا ہستی ہے کہ سب کے سب انبیاء رسول اور دیگر اولوالعزم ہر وقت اس کے محتاج ہیں۔

2۔ خدا تعالیٰ کا کمال غناء ظاہر ہو گا کہ سارا جہان اس سے سوال کرتا رہے مگر اس کے خزانے ختم نہیں ہو سکتے اور جتنا ہے اس سے بھی بدرجہا بڑھ کر دینے کے لئے اس کے پاس موجود ہے۔

3۔ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ اعتقاد پختہ ہو جائے گا کہ وہ خدا کا محتاج ہے اور ہر آن میں محتاج ہے۔ خدائی کے مرتبہ پر نہیں پہنچا اور نہ پہنچے گا بلکہ عبد کا عبد ہی ہے اور عبد ہی رہے گا اور خدا تعالیٰ کا فیضان ان پر ہمیشہ ہوتا رہتا ہے اور ہوتا رہے گا۔

4۔ درود شریف کے پڑھنے والا اس ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس ترقی میں شریک رہے گا۔'' (ارشادات نور جلد اول صفحہ 347-348)

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ کہنے کی نصیحت

برادرم عبد الحیٔ کے استاد سید محمد شفیع صاحب نے کہیں سبق پڑھاتے ہوئے عبد الحیٔ صاحب سے کہہ دیا کہ میں ایک مہینہ میں...... سورۃ بقرہ تم کو ضرور حفظ یاد کرا دوں گا۔ یہ الفاظ جب حضور نے سنے تو فرمایا۔

''جو لوگ دعوے سے کہا کرتے ہیں کہ ہم فلاں کام ضرور کر لیں گے اور پھر اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تعالیٰ بھی نہیں کہتے ہم نے دیکھا ہے کہ وہ ناکام ہی رہتے ہیں۔ ہم نے بھی عبد الحیٔ سے کہا ہے کہ اگر تم

سورۃ بقرہ ہم کو حفظ سنادو گے تو ہم اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ ایک بہت بڑی ضیافت کریں گے۔ لیکن دیکھو ہم نے لفظ اگر بھی ساتھ لگا دیا ہے اور اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ بھی کہہ دیا ہے۔" (ارشادات نور جلد دوم صفحہ 88)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کا رواج

"آٹھویں صدی ہجری میں ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ہند میں آیا تو مسلمانوں میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کا رواج نہیں تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ اب بالکل تباہ ہو جائیں گے کیونکہ ان میں سلامتی کی دعا نہیں رہی۔ ہند میں یہ رواج بہت ہی کم ہے۔ رامپور کی طرف میں نے دیکھا ہے یوں ہوتا ہے کہ ایک کہتا ہے خان صاحب دوسرا کہتا ہے میاں۔ بس سلام ہو گیا۔ گھروں میں تو بالکل ہی اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ نہیں کہتے۔ حتیٰ کہ میاں بی بی کو اور بی بی میاں کو نہیں کہتی حالانکہ سورہ نور میں صریحاً لکھا ہے۔ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِکُمْ (النور: 62)۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے اکثر گھر دکھ اور مصیبت کے گھر بن گئے ہیں۔" (ارشادات نور جلد دوم صفحہ 119-120)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کو رواج دیں۔ اس کی یہاں تک تاکید ہے کہ اگر خالی مکان میں بھی کبھی جانا ہو تو اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِہِ الصَّالِحِیْنَ کہیں۔ (ارشادات نور جلد دوم صفحہ 491)

اَللّٰہُ اَکْبَرُ

فرمایا۔ "اللہ کی بڑائیاں بیان کریں۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ یہ تمام برائیوں سے نکلنے کی راہ ہے۔ آج کل شیطان بڑے زور سے تمہارا مقابلہ کر رہا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اضطراب سے اس کے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔" (ارشادات نور جلد سوم صفحہ 394)

"جب اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی آواز کان میں آتی ہے۔ اس وقت کوئی چیز ایسی نظر نہیں آتی۔ جس کا جوڑ میں خدا کے مقابلہ میں ٹھہراؤں۔ کوئی پیاری سے پیاری چیز بھی مجھ کو اَللّٰہُ اَکْبَرُ سے نہیں ہٹا سکتی۔"

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 418)

استغفار اور لَاحَوْل کا مطلب

"...لاف زنی وغیرہ کی غلطیاں انسان میں جو ہوتی ہیں ان کا علاج اور نیز ہر ایک مرض کا علاج کثرت سے استغفار اور لَاحَوْل پڑھنا ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہئے کہ وہ سابقہ گناہوں کے بد نتائج سے محفوظ رکھے اور آئندہ بدی کے ارتکاب سے حفاظت بخشے۔

استغفار اور لَا حَوْل کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تیری قوت کے بغیر میں کوئی بدی نہیں چھوڑ سکتا اور نہ تیری قوت کے بغیر کوئی نیکی کا کام کر سکتا ہوں۔ تب خدا نیکی کی توفیق بخشے گا۔"
(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 36)

احسان کی تعریف

"بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ضرور ہوتا ہے جو متقی ہوتے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو محسنین ہوتے ہیں۔ احسان کی تعریف رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمائی ہے کہ وہ خدا کو دیکھتا ہو اگر یہ نہ ہو تو کم از کم یہ کہ وہ اس پر ایمان رکھتا ہو کہ اللہ اس کو دیکھتا ہے پھر یہ بھی تقویٰ ہی کے نتائج اور ثمرات میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر تنگی سے متقی کو نجات دیتا ہے اور اس کو مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق:4) رزق دیتا ہے۔" (خطابات نور صفحہ 100)

اَلْحَمْد میں شفاء ہے

صحابہؓ کے زمانہ میں ایک شخص کو جو کسی گاؤں کا نمبر دار تھا سانپ نے ڈسا تھا صحابہؓ نے اَلْحَمْد شریف پڑھ کر اس کا علاج کیا تھا اور اسے شفاء ہو گئی تھی۔ ایسا ہی ابن قیم نے لکھا ہے کہ جب میں مکہ معظمہ میں تھا اور طبیب کی تلاش میرے واسطے مشکل تھی تو میں اکثر اَلْحَمْد کے ذریعہ اپنی بیماریوں کا علاج کر لیا کرتا تھا۔ ابن قیم کا میں بہ سبب اس کے علم کے معتقد ہوں اور اسے ایسا آدمی جانتا ہوں جو لاکھوں میں ایک ہوتا ہے۔ میرا اپنا بھی تجربہ ہے کہ میں نے بہت سے بیماروں پر اَلْحَمْد کو پڑھا اور انہیں شفا ہوئی۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگ سوچ سوچ کر اَلْحَمْد کو نماز میں پڑھا کریں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ (حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 8)

اذان کی حقیقت

"اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس کا بیان اہلِ اسلام کے واسطے کسی حالت میں بھی قابل شرم ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام اپنے عقائد کو ہمیشہ اونچے سے اونچے مکانوں پر چڑھ کر اور بلند میناروں پر کھڑے ہو کر دن میں پانچ دفعہ پکار کر سب کو سنا دیتا ہے، موذن کانوں میں انگلی دے کر تا کہ اس کے کان کے پردوں کی حفاظت ہو، نہایت بلند آواز سے ایسے کلمات بول

دیتا ہے جو دین اسلام کے تمام اصول اور فروع کے لئے جامع ہیں یہی اصلی اور حقیقی اور سچا مذہب ہے...... افسوس ہے کہ موجودہ صدی کے مسلمان اذان کی حقیقت سے آشنا نہیں رہے اور اس کی خوبیوں سے بے خبر ہو گئے ہیں ورنہ بطور فخر کے اسے دیگر مذاہب کے سامنے پیش کرتے اور صرف اس کے ذریعہ سے سب کو جیت لیتے اس میں عقائد اصول فرائض، مواجب، ضروریات، نتیجہ اسلام اعمال سب باتیں شامل ہیں۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللہ سے کون بڑا ہے اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔ اللہ وہ ذات ہے جو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ اور عبادت کے لائق ہے اس سے پرے مدح کا کوئی کلمہ نہیں اور عبادت کے واسطے بلانے کے لئے کسی قوم نے اس سے بہتر کوئی تجویز نہیں کی۔" (خطابات نور صفحہ 390-391)

اَللّٰہُ اَکْبَرُ میں خدا کی اعلیٰ درجہ کی تعظیم ہے

"توحید اصل ہے اسلام کا اور اس امر کو پورا کرنے کے لئے یہ آواز بلند اذان میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ رکھا ہے اور اَکْبَرُ ایسا کلمہ ہے کہ اس میں خدا کی اعلیٰ درجہ کی تعظیم ہے۔ اَکْبَرُ سے بڑھ کر اور کیا لفظ ہو سکتا ہے۔" (خطابات نور صفحہ 562)

سَبْعٌ مَّثَانِي

"اس کے معنیٰ سات آیتیں یعنی اَلْحَمْد شریف۔ یہ ان سات آیتوں میں سے ہیں جو کئی بار نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ چنانچہ دن رات میں بالعموم چالیس رکعتوں میں یہ سورۃ دہرائی جاتی ہے۔" (حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 469)

اسلام کیا چیز ہے؟

"اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اس میں بھول بھلیاں نہیں ہیں۔ اسلام کا خدا وہی خدا ہے جس کے متعلق حضرت مسیح نے کہا کہ مجھے نیک نہ کہو، نیک وہی ایک ہے یعنی خدا...... اسلام اسی کو دنیا میں لایا ہے اور اس کو اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے رنگ میں پیش کیا جس کے معنے ہیں کہ اللہ کے سوائے پرستش کے لائق کوئی چیز نہیں۔" (خطابات نور صفحہ 561)

اَلْحَمْد شریف، درود شریف اور استغفار

"تم میں سے بعض کمزور ہیں قوت فیصلہ نہیں رکھتے اور تاب مقابلہ ان میں نہیں۔ انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور گر جائیں اور بہت دعائیں کریں اَلْحَمْد شریف پڑھ کر دعا کریں۔ اَلْحَمْد شریف، درود شریف، استغفار اور لَا حَوْل کثرت سے پڑھا کرو۔ میرا اعتقاد ہے لیکچر دینے میں، کلام کرنے میں مسائل کا جواب دینے میں دعاؤں سے کام لو اور اَلْحَمْد شریف کو ضرور پڑھو تم اس کی عادت ڈالو نامردی اور ناکامی کو دیکھو گے ہی نہیں۔ تمہارا کام دعا کرنا ہو اور سب سے ضروری مسئلہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر ایمان رکھو۔ بندہ کمزور ہے وہ اللہ ہر آن میں تمہیں کروڑوں نعمتیں عطا فرماتا ہے۔"

(خطابات نور صفحہ 449)

روحانی امراض کا مجرب نسخہ

"جس طرح پر جسمانی امراض بے شمار ہیں۔ اسی طرح روحانی امراض بھی کثرت سے ہوتی ہیں اور ہر عضو اور قوت کی جدا جدا بیماریاں ہوتی ہیں... محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے باریک در باریک روحانی امراض کا علم بھی مجھے دیا گیا ہے اور میں مولیٰ کریم کی حمد کرتا ہوں اور اس کا شکر گزار ہوں کہ اس نے جیسے مجھے امراض کا علم عطا کیا۔ اس کے علاج کی طرف بھی توجہ دلائی اور تمام قسم کے روحانی امراض کا مجرب نسخہ میں نے پالیا۔ وہ مجرب نسخہ خدا تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن شریف ہے۔ جس کا نام رحمت، ہدایت، شفا، نور، فرقان، کتاب منیر وغیرہ وغیرہ ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی احسان کیا کہ اس نسخہ کا عشق اور محبت میرے دل میں ڈال دی اور اس رحمت اور شفا کتاب کو میرے لئے روحانی غذا بنا دیا جس کے بغیر میں سچ کہتا ہوں کہ زندہ نہیں رہ سکتا۔"

(خطابات نور صفحہ 36-37)

اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ رَبُّکَ

"اس کی بابت بہت بحث ہے کہ مَاشَآءَ اللّٰہُ رَبُّکَ سے کیا مراد ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ دنیا کی زندگی میں جو آسائش پہنچ جاتی ہے اس کا استثناء مراد ہے۔ بعض نے اس خاص کو اور وسیع کیا ہے کہ قبر سے حشر تک۔ بعض نے اور وسیع کیا ہے اور کہا ہے حشر کے فیصلہ تک۔ بعض نے کہا ہے کہ

آخر دوزخ سے سب نکالے جاویں گے۔ میرے نزدیک اس سے اظہار عظمت و جبروت مراد ہے۔ کہ جو کچھ ہوتا ہے۔ مشیت الٰہی کے ماتحت ہوتا ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 376)

ختم نبوت کا راز

"میں اللہ کے انبیاء علیہم السلام میں سے ہر ایک کو محبوب سمجھتا ہوں ان میں جامع کمالات انسانیہ، مکانیہ، زمانیہ اور جامع کمالات نبوت خاتم الرسل اور خاتم الانبیاء بلکہ خاتم کمالات انسانی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہمارے بادشاہ مرزا صاحب کو جو کچھ ملا ہے یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور کامل محبت سے ملا ہے اور یہی ختم نبوت کا راز ہے کہ آئندہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں گم اور فنا ہونے کے بغیر کوئی نبوت نہیں مل سکتی۔ الٰہی فضل کی کوئی بھی راہ نہیں ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور راہ کے خلاف مل سکے۔ حضرت مرزا صاحب اسی امر کا ایک نشان اور ثبوت تھے۔ انہوں نے خود ظاہر کیا کہ جو کچھ انہیں ملا ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل محبت اور آپ پر درود شریف پڑھنے سے ملا ہے خدا تعالیٰ نے قبل اس کے کہ وہ دعویٰ کرتا اس کا نام ہی غلام احمد رکھا (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آپؑ کو اس نام سے ایسی محبت تھی کہ آپؑ نے احمد کے سوا کسی اور نام سے بیعت نہیں لی۔ اس واسطے مرزا صاحب کی نبوت نبوت محمدی سے الگ کوئی مستقل چیز نہیں۔ بلکہ نبوۃ محمدیہ کا ایک پھل اور نتیجہ ہے اور خود آنحضرت ﷺ نے بخاری میں اس کا نام نبی اللہ رکھا۔" (خطابات نور صفحہ 500-501)

کلمہ شہادت کی غرض

کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد ایک تقریر میں آپ نے فرمایا:

"یہ وہ کلمہ ہے جس کو ہماری زبان میں کلمہ شہادت کہتے ہیں۔ اس کے دو حصے ہیں ایک حصہ میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک اکیلا معبود ہے کوئی اس کا شریک نہیں نہ اس کی ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں۔ دوسرے حصہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اسی کے رسول ہیں۔ اس کلمہ شہادت کے پہلے حصہ کے اظہار اور تعلیم کے لئے سلسلہ کائنات میں انبیاء و رسل آتے رہے اور ان کے خلفاء و جانشین ہوتے رہے اور وہ یہی ہدایت

اور تعلیم دیتے رہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ان سب کی ایک ہی غرض رہی اور ہمیشہ یہی غرض رہی کہ لوگ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہیں اور سمجھیں اور یقین کریں۔ ایسا ہی ہوتا رہا اور ہوتا آیا مگر ایک زمانہ گزرنے کے بعد ان ہادیوں کو جو یہ تعلیم لے کر آئے تھے ان کے ماننے والوں نے غلطی سے ہادیوں کو معبود بنالیا اور اس طرح پر وہ غرض جو ان کی تعلیم اور بعثت کی تھی فوت ہو گئی اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی بجائے شرک پھیل گیا۔ اس غلطی اور مصیبت سے نجات دینے کے لئے اور توحید الٰہیہ کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور آپ نے اس غلطی کو جو مختلف ہادیوں کو معبود بنانے کے متعلق دنیا نے کھائی اس طرح پر ہمیشہ کے لئے دور کر دیا کیونکہ کلمہ شہادت کا دوسرا جزو اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ قائم کر دیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص فضیلت ہے کہ آپ نے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تکمیل کر دی اور وہی اس کے مستحق تھے۔“ (خطابات نور صفحہ 275)

حَبْلُ اللّٰہِ قرآن مجید کو محکم پکڑو

”میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تفرقہ ڈالنے اور تفرقہ بڑھانے والی باتیں چھوڑ دیں۔ ایسی لغو بحثوں سے جن میں نہ دین کا فائدہ نہ دنیا کا، مونہہ موڑ لو اور سب مل کر وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا کہ حبل اللہ قرآن مجید کو محکم پکڑو۔ دیکھو لڑکوں میں ایک رسے کا کھیل ہے۔ اگر ایک طرف کے لوگ اور باتوں میں لگ جائیں تو وہ رسے میں کس طرح جیت سکتے۔ اسی طرح اگر تم اور بحثوں میں لگ جاؤ گے تو قرآن مجید تمہارے ہاتھوں سے جاتا رہے گا۔“ (حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 515)

حمد اور ثناء کے الفاظ کا مطلب

”حمد کا لفظ قرآن شریف میں بھی آیا ہے اور حدیث میں بھی۔ لیکن ثناء کا لفظ قرآن شریف میں نہیں آیا البتہ حدیث میں آیا ہے۔ اور یہ غلط ہے کہ حمد کا لفظ صرف خدا کے لئے مخصوص ہے اور اوروں کے لئے جائز نہیں۔ دیکھو خود نام محمد ﷺ ہی اس بات کو ثابت کر رہا ہے کہ حمد کا لفظ اوروں کے واسطے آسکتا ہے۔ محمد کے معنے ہیں حمد کیا گیا۔ ایسا ہی مقام محمود، جگہ حمد کی گئی۔ غرض کہ قرآن شریف میں محمد رسول اللہ اور مقام محمود، دو جگہ اس بات کے ثبوت میں کافی ہیں کہ حمد کا لفظ غیر خدا پر بھی استعمال ہوا ہے۔“ (ارشادات نور جلد دوم صفحہ 473-474)

صفات الٰہی پر ایمان

"صفات الٰہی پر ایمان لانے کی کوشش کرو۔ انسان اگر خدا کے علیم، خبیر اور اَحۡکَمُ الۡحَاکِمِیۡن ہونے پر ہی ایمان لاوے اور یقین جانے کہ میں اس کی نظر سے کسی وقت اور کسی جگہ بھی غائب نہیں ہو سکتا تو پھر بدی کہاں اور کیسے ممکن ہے کہ سرزد ہو۔ غفلت کو چھوڑ دو کیونکہ غفلت گناہوں کی جڑھ ہے۔" (حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 294)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 اکتوبر 2021ء)

اَلۡحَمۡد شریف، درود شریف اور استغفار

"تم میں سے بعض کمزور ہیں قوت فیصلہ نہیں رکھتے اور تاب مقابلہ ان میں نہیں۔ انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور گر جائیں اور بہت دعائیں کریں اَلۡحَمۡد شریف پڑھ کر دعا کریں۔ اَلۡحَمۡد شریف، درود شریف، استغفار اور لَاحَوۡل کثرت سے پڑھا کرو۔ میرا اعتقاد ہے لیکچر دینے میں، کلام کرنے میں مسائل کا جواب دینے میں دعاؤں سے کام لو اور اَلۡحَمۡد شریف کو ضرور پڑھو تم اس کی عادت ڈالو نامردی اور ناکامی کو دیکھو گے ہی نہیں۔ تمہارا کام دعا کرنا ہو اور سب سے ضروری مسئلہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر ایمان رکھو۔ بندہ کمزور ہے وہ اللہ ہر آن میں تمہیں کروڑوں نعمتیں عطا فرماتا ہے۔" (خطابات نور صفحہ 449)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(مضمون نمبر 7)

اسلامی اصطلاحات و آداب کی پر حکمت تعلیمات

از افاضات حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعودؓ

(ایم۔ایم۔طاہر)

ہمارے آقا ہادی عالم، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی امت کے لئے روزمرہ کے آداب سکھانے میں ایک روشن نمونہ چھوڑا ہے۔ آپؐ کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا اور کھانا پینا محض اللہ کی خاطر تھا۔ ہر موقع محل کے لئے آپؐ نے اللہ کی یاد کو مقدم رکھا اور اپنے اسوۂ حسنہ سے اپنی امت کو یہی درس دیا کہ ہر لمحہ اللہ کو یاد رکھیں جس کی عبادت کی خاطر ہماری تخلیق ہوئی ہے۔

اسلامی اصطلاحات یا آداب جو آنحضرت ﷺ نے قرآنی تعلیم اور اپنے اسوہ سے ہمیں سکھائے ان کا خوبصورت بیان سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ نے اپنے فرمودات و تحریرات میں کیا ہے اور ان کی پر معارف حکمتیں بھی بیان فرمائی ہیں۔ ذیل میں حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں ہی مختلف اسلامی آداب کا تذکرہ ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے۔

ہر کام سے پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ نے ہم کو سکھایا کہ قرآن شریف پڑھنے سے پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھنی چاہئے اور ہر ایک سورۃ کے شروع میں یہ آیت نازل فرما کر انسان پر یہ لازم کر دیا کہ ابتدا اسی آیت سے ہو۔ پھر حدیث کے ذریعہ ہر ایک بڑے کام سے پہلے اس کا پڑھنا سنت ہوا۔ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ میں یہ کام اپنے نفس کے لئے نہیں کرتا اور کوئی گندی اور ناپاک ناجائز خواہشات کو دل میں چھپائے ہوئے شروع نہیں کرتا بلکہ میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اور اسی پر بھروسہ کر کے اور اسی

سے اس بات کی مدد مانگتے ہوئے کہ وہ مجھے ہر ایک قسم کی بد نیتوں اور شرارتوں سے بچائے، شروع کرتا ہوں۔" (انوارالعلوم جلد 13 صفحہ 120)

بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر کھانا

آنحضورؐ کے سفر طائف کا حال بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں۔

"آپؐ کا دل ان زخموں کی وجہ سے بھی بوجھل تھا جو طائف کے اوباشوں کے پتھراؤ کی وجہ سے آپ کے جسم پر پڑ گئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے انہی کفارِ مکہ کے دلوں کو آپ کے لئے نرم کر دیا جو ہمیشہ آپ کو تکلیفیں دیا کرتے تھے۔ عتبہ اور شیبہ اُس وقت اپنے باغ میں موجود تھے اور انہوں نے دور سے آپ کی ساری حالت دیکھ لی تھی جب انہوں نے یہ دیکھا کہ آپ سخت زخمی حالت میں ایک درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھے ہیں تو ان کے دلوں میں دور ونزدیک کی رشتہ داری کا یا کچھ قومی احساس پیدا ہوا اور انہوں نے انگور کے کچھ خوشے توڑ کر ایک طشت میں رکھے اور اپنے ایک عیسائی غلام کے ہاتھ آپ کے لئے بھیجے۔ وہ غلام مذہباً عیسائی تھا اس نے طشت لا کر آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر انگور کھانے شروع کئے یہ دیکھ کر عیسائی غلام سخت حیران ہوا اور آپ سے کہنے لگا آپ مکہ کے رہنے والے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! وہ کہنے لگا آپ نے پھر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہاں سے سیکھی ہے؟ آپ نے فرمایا میں بے شک مکہ کا رہنے والا ہوں مگر میں خدائے واحد کو ماننے والا ہوں۔" (انوارالعلوم جلد 19 صفحہ 154-155)

بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر پینا

حضرت مصلح موعودؓ حضرت ابو ہریرہ اور اصحاب الصفہ کو دودھ پلانے والی روایت یوں بیان فرماتے ہیں۔

"رسول کریم ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حاضر ہوں۔ فرمایا یہ پیالہ لو اور ان کو پلاؤ۔ میں نے پیالہ لیا اور اس طرح تقسیم کرنا شروع کیا کہ پہلے ایک آدمی کو دیتا جب وہ پی لیتا اور سیر ہو جاتا تو مجھے پیالہ واپس کر دیتا پھر میں دوسرے کو دیتا جب وہ سیر ہو جاتا تو مجھے پیالہ واپس کر دیتا۔ اسی طرح باری باری سب کو پلانا شروع کیا یہاں تک کہ سب پی چکے اور سب سے آخر

میں میں نے نبی کریم ﷺ کو پیالہ دیا آپ نے پیالہ لے لیا اور اپنے ہاتھ پر رکھا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا ابوہریرہ! عرض کیا یارسول اللہ! حاضر ہوں۔ حکم فرمایا اب تو تم اور میں رہ گئے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! درست ہے۔ فرمایا اچھا تو بیٹھ جاؤ اور پیو پس میں بیٹھ گیا اور میں نے دودھ پیا جب پی چکا تو فرمایا کہ اور پیو۔ میں نے اور پیا۔ پھر فرمایا اور پیو۔ اور اسی طرح فرماتے رہے یہاں تک کہ آخر مجھے کہنا پڑا کہ خدا کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اب تو اس دودھ کے لئے کوئی راستہ نہیں ملتا۔ اس پر فرمایا کہ اچھا تو مجھے دے دو۔ میں نے وہ پیالہ آپ کو پکڑا دیا آپ نے خدا تعالیٰ کی تعریف کی اور بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھی اور باقی بچا ہوا دودھ پی لیا۔“

(انوار العلوم جلد 1 صفحہ 617)

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ پڑھنا

”لوگ مذاہب بناتے ہیں کوئی کہتا ہے گدی بن جائے، کسی کو حکومت کا شوق ہوتا ہے، کسی کو دولت جمع کرنے کا خیال۔ غرض مختلف وجوہات ہیں جن سے لوگ دین اختیار کرتے ہوں گے۔ کوئی عیسائی بنتا ہے تو اسے یہ بھی خیال آتا ہو گا کہ میرے ضلع کے ڈپٹی یا میرے صوبہ کے لیفٹیننٹ گورنر یا میرے ملک کے وائسرائے خوش ہو جائیں گے۔ مگر محمد رسول اللہ ﷺ وہی تعلیم دیتا ہے جس سے خدا کا قرب خدا کی خوشنودی حاصل ہو۔ وہ اپنے پیروؤں کو تعلیم دیتے وقت ارشاد فرماتا ہے کہ شاید تمہارے دل میں کوئی وسوسہ آجائے۔ اس لئے اَعُوۡذُ اور بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھ لینی چاہئے۔ جن کو محض اپنا مذہب پھیلانے کا شوق ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں داخل ہو خواہ کسی طرح۔ مگر یہاں ارشاد ہے کہ یہ دروازہ عشق الٰہی کا ہے اس میں شیطانی ملونی سے نہ آؤ۔ بلکہ شیطان پر لعنت بھیج کر اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ کر، پھر یہ اَعُوۡذُ نہ صرف ابتداء میں ہے بلکہ انتہا میں بھی یہی ارشاد ہوتا ہے کہ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ لو۔ جس سے یہ مراد ہے کہ الٰہی میں نے تیری کتاب کو پڑھا ہے۔ ممکن ہے کہ کئی قسم کے قصور سرزد ہوئے ہوں۔ اپنی عظمت کا خیال آگیا ہو کہ میں صوفی بن جاؤں۔ لوگ مجھے بزرگ کہیں، میرے پاؤں چومیں، پس اپنے رب کی پناہ میں آکر عرض کرتا ہوں کہ محض اسی کی محبت ہو جس کی خاطر میں لوگوں کو اس کی تلقین کروں۔“ (انوار العلوم جلد اول صفحہ 370)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کی عادت

”رسول کریم ﷺ کا ایمان حقیقی ایمان تھا۔ سب مسلمان اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتے ہیں اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے معنٰی یہ ہیں کہ سب سچی تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جو ہر قسم کے نقصوں سے پاک اور تمام خوبیوں کا جامع ہے۔ پس جس کے لئے سب تعریفیں ہوں گی وہی سب سے زیادہ حسین ہو گا اور جو سب سے زیادہ حسین ہو گا وہی زیادہ محبوب اور مطلوب ہو گا۔ اس لئے جو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی حسین نہیں۔ لیکن اگر وہ اور چیزوں کی بھی پرستش کرتا ہے تو وہ حقیقت میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے ثمرات سے بے خبر ہے۔

یوں تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اپنے رنگ میں ہر ایک مذہب کا آدمی کہے گا مگر عمل اس کے مخالف ہو گا لیکن جن کو واقعی اس پر یقین ہو گا ان کا عمل ان کے ایمان پر گواہی دے گا۔ ان لوگوں کے مقابلہ میں جو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تو کہتے ہیں مگر ان کے اعمال اس پر گواہی نہیں دیتے۔ رسول کریم ﷺ کو دیکھو۔ آپؐ نے بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا کہ خدا کے لئے سب خوبیاں ہیں۔ پھر آپؐ نے اس قول کو زندگی کے ہر ایک شعبے میں نبھایا۔ فرانس کا ایک مشہور مصنف لکھتا ہے کہ ہم کچھ بھی (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) محمد (ﷺ) کے متعلق کہیں۔ ہم کہیں کہ وہ پاگل تھا، مجنون تھا، اس نے دنیا میں ظلم کئے، اس نے سوسائٹی میں تفرقہ ڈالا مگر ہم اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ اس کو خدا کے نام کا سخت جنون تھا۔ ہم اور کچھ بھی کہہ دیں مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کو خدا سے تعلق نہیں تھا۔

وہ جو کچھ بھی کرتا اور وہ جس حالت میں بھی نظر آتا، خدا کا نام ضرور اس کی زبان پر ہوتا۔ اگر وہ کھانا کھاتا تو خدا کا نام لیتا، اگر کپڑا پہنتا تو خدا کا نام لیتا، اگر پاخانہ جاتا تو خدا کا نام لیتا، پاخانہ سے فراغت پاتا تو خدا کا نام لیتا، شادی کرتا تو خدا کا نام لیتا، غم میں مبتلا ہوتا تو خدا کا نام اس کی زبان پر ہوتا، کوئی پیدا ہوتا تو خدا کا نام لیتا، کوئی مرتا تو خدا کا نام لیتا، اگر اٹھتا تو خدا کا نام لیتا، اگر بیٹھتا تو خدا کا نام لیتا، سونے لگتا تو خدا کا نام لیتا، جاگتا تو خدا کا نام لیتا، صبح ہوتی تو خدا کا نام لیتا، شام ہوتی تو خدا کا نام لیتا۔ بہر حال محمد (ﷺ) کو کچھ بھی کہو مگر اللہ کے لفظ کا اس کو ضرور جنون تھا۔ یہ نمونہ ہے آپؐ

کے اعمال کا کہ دشمن سے دشمن بھی مجبور ہے اس بات کا اقرار کرنے پر کہ آپؑ کے لب پر ہر وقت اور ہر حال میں اور آپؑ کی ہر ایک حرکت و سکون میں خدا ہی نظر آتا تھا۔“

(الفضل 14 دسمبر 1918ء)

مقدمہ ہارنے پر بھی اللہ کی حمد

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد مرحوم بہت مدبّر اور لائق آدمی تھے مگر دنیادارانہ رنگ رکھتے تھے جب آپ جوان تھے تو آپ کے والد صاحب مرحوم کو ہمیشہ آپ کے متعلق یہ فکر رہتی تھی کہ یہ لڑکا سارا دن مسجد میں بیٹھا رہتا ہے اور کتابیں پڑھتا رہتا ہے یہ بڑا ہو کر کیا کرے گا اور کس طرح اپنی روزی کما سکے گا؟ آپ کے والد صاحب مرحوم آپ کو کئی کاموں کی انجام دہی کے لئے بھیجتے مگر آپ چھوڑ کر چلے آتے یہاں تک کہ زمین کے مقدمات کے بارہ میں ان کو آپ کے خلاف شکایت رہتی تھی کہ وقت پر نہیں پہنچتے۔ ایک دفعہ آپ کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے گئے تو عین پیشی کے وقت آپ نے نماز شروع کر دی۔ جب آپ نماز ختم کر چکے تو کسی نے آکر کہا آپ کا مقدمہ تو آپ کی غیر حاضری کی وجہ سے خارج ہو گیا ہے آپ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اِس سے بھی جان چھوٹی۔ جب آپ گھر پہنچے تو والد صاحب مرحوم نے ڈانٹا اور کہا تم اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ مقدمہ کی پیشی کے وقت عدالت میں حاضر رہو۔ آپ نے فرمایا نماز مقدمہ سے زیادہ ضروری تھی (گو مقدمہ کے متعلق میں نے سنا ہے کہ بعد میں معلوم ہوا کہ مقدمہ آپ کے حق میں ہی ہو گیا تھا)“ (انوار العلوم جلد 18 صفحہ 603)

تسبیحات کا ورد

”صحابہؓ ذکرِ الٰہی میں ترقی کرنے کی اتنی کوشش کیا کرتے تھے کہ ان کی یہ جدوجہد وارفتگی کی حد تک پہنچی ہوئی تھی، احادیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ غرباء رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ جس طرح ہم نمازیں پڑھتے ہیں، اسی طرح امراء نمازیں پڑھتے ہیں، جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں اسی طرح امراء روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم حج کرتے ہیں اسی طرح امراء حج کرتے ہیں مگر یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! ہم زکوٰۃ اور صدقہ و خیرات

اور چندے وغیرہ نہیں دے سکتے اس وجہ سے وہ نیکی کے میدان میں ہم سے آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ کوئی ایسی ترکیب بتائیں کہ امراء ہم سے آگے نہ بڑھ سکیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا، میں تمہیں ایک ایسی ترکیب بتاتا ہوں کہ اگر تم اس پر عمل کرو تو تم پانچ سَو سال پہلے جنت میں داخل ہوسکتے ہو، انہوں نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ترکیب یہ ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ لیا کرو، وہ وہاں سے بڑی خوشی سے اُٹھے اور انہوں نے سمجھا کہ ہم نے میدان مار لیا مگر کچھ دنوں کے بعد پھر وہی وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہؤا اور عرض کیا کہ ہم پر بڑا ظلم ہؤا ہے۔ آپ نے فرمایا کس طرح؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ نے ہمیں جو بات اُس روز بتائی تھی وہ کسی طرح امیروں کو بھی پہنچ گئی اور اب انہوں نے بھی یہ ذکر شروع کر دیا ہے ہم اب کیا کریں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نیکی حاصل کرنے کا اُن کے دلوں میں اس قدر جوش پایا جاتا ہے تو میں انہیں روک کس طرح سکتا ہوں؟ یہ وہ فضیلت تھی جس نے صحابہؓ کو جیتی جاگتی مسجد بنا دیا تھا۔" (انوارالعلوم جلد16 سیر روحانی صفحہ 49)

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھنے کی نصیحت

"حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی کہ چکی پیسنے سے انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ اسی عرصہ میں آنحضرت ﷺ کے پاس کچھ غلام آئے۔ پس آپ آنحضرت ﷺ کے پاس تشریف لے گئیں لیکن آپ کو گھر پر نہ پایا اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی آمد کی وجہ سے اطلاع دے کر گھر لوٹ آئیں۔

جب آنحضرت ﷺ گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے جناب کو حضرت فاطمہؓ کی آمد کی اطلاع دی جس پر آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے۔ میں نے آپ کو آتے دیکھ کر چاہا کہ اٹھوں مگر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر لیٹے رہو۔ پھر ہم دونوں کے درمیان میں آکر بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپ کے قدموں کی خنکی میرے سینہ پر محسوس ہونے لگی۔

جب آپ بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں تمھیں کوئی ایسی بات نہ بتا دوں جو اُس چیز سے جس کا تم نے سوال کیا ہے بہتر ہے اور وہ یہ کہ جب تم اپنے بستروں پر لیٹ جاؤ تو چونتیس دفعہ تکبیر کہو اور تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہو اور تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو پس یہ تمہارے لیے خادم سے اچھا ہو گا۔" (الفضل 24 دسمبر 1913ء)

بلند آواز اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا

"..... ہمیں جو اسم اعظم دیا گیا ہے وہ اتنا ظاہر ہے کہ اسے کوئی چھپا ہی نہیں سکتا وہ نام ہے اللہ۔ یہ چھپانے والا نام نہیں بلکہ ظاہر کرنے والا نام ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ بلند آواز سے اذان میں اور نمازوں میں "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہو۔ غرض اسلام میں ہی اللہ تعالیٰ کا اسم ذات پایا جاتا ہے اور وہ اللہ کا لفظ ہے۔" (انوار العلوم جلد 6 صفحہ 344)

بِسْمِ اللّٰہِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

"جنگ احزاب کے موقع کے متعلق روایت آتی ہے کہ ایک پتھر نہیں ٹوٹتا تھا۔ صحابہؓ رسول کریم ﷺ کے پاس آئے اور آکر عرض کیا کہ ایک پتھر نہیں ٹوٹتا۔ آپؐ تشریف لائے......رسول کریم ﷺ نے بِسْمِ اللّٰہِ کہہ کر کدال اپنے ہاتھ میں لی اور اُسے زور سے پتھر پر مارا تو اس میں سے آگ کا ایک شعلہ نکلا اور پتھر کا تیسرا حصہ ٹوٹ گیا۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ مجھے حکومت شام کی کنجیاں دے دی گئی ہیں اور خدا کی قسم! میں اس کے سرخ محلات اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر دوسری دفعہ رسول کریم ﷺ نے اس کدال کو پتھر پر مارا تو پھر اس میں سے شعلہ نکلا اور پتھر کا ایک اور حصہ ٹوٹ گیا۔ اس پر پھر آپؐ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ مجھے ایران کی کنجیاں بھی دے دی گئی ہیں اور خدا کی قسم! میں مدائن کے سفید محلات اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپؐ نے تیسری دفعہ کدال ماری جس سے پھر اس میں سے ایک شعلہ نکلا اور باقی پتھر بھی ٹوٹ گیا۔ اس پر آپؐ نے پھر نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ مجھے یمن کی کنجیاں بھی دے دی گئی ہیں۔"

(الفضل 21 فروری 1933ء)

سُبْحَانَ اللّٰہِ

"رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ فرماتے ہیں دو کلمے ایسے ہیں کہ رحمان کو بہت پیارے ہیں خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ زبان پر بڑے ہلکے ہیں۔ عالم، جاہل، عورت، مرد، بوڑھا، بچہ ہر شخص ان کلمات کو آسانی سے ادا کر سکتا ہے۔ اگر تم دو سال کے بچہ کو وہ کلمات سکھانا چاہو تو وہ بھی ان کو سیکھ جائے گا۔ اگر ایک بڈھے کھوسٹ کو وہ کلمات سکھانے لگو تو وہ بھی ان کو سیکھ لے گا۔ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ لیکن قیامت کے دن جب اعمال کا وزن ہو گا تو جس شخص کی نیکیوں کے پلڑے میں وہ ہوں گے وہ اسے بہت بھاری بنا دیں گے اور اُسے دوسرے پلڑے سے نیچا کر دیں گے۔ وہ کلمے یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ یہ کتنا چھوٹا سا کلمہ ہے۔ اگر تم اپنے دو سالہ بچے کو یاد کرانا چاہو تو وہ بھی اسے آسانی سے یاد کرے گا۔"

(خطبات محمود جلد 25 صفحہ 343)

نماز میں سہو کے وقت سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنے کی حکمت

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف میں گئے تا کہ ان میں صلح کروائیں پس نماز کا وقت آ گیا اور مؤذن حضرت ابو بکرؓ کے پاس آیا اور کہا کہ کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے؟ میں اقامت کہوں؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ اتنے میں رسول کریم ﷺ تشریف لے آئے اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ صف چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور پہلی صف میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ جب آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو لوگ تالیاں پیٹنے لگے (تا حضرت ابو بکرؓ کو معلوم ہو جائے) لیکن حضرت ابو بکرؓ نماز میں کسی دوسری طرف کچھ توجہ نہ فرماتے۔ جب تالیاں پیٹنا تطویل پکڑ گیا تو آپ متوجہ ہوئے اور معلوم کیا کہ رسول کریم ﷺ تشریف لائے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے آپ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور اس عزت افزائی پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور حمد کی۔ پھر آپ پیچھے ہٹ گئے اور صف میں مل گئے اور رسول کریم ﷺ آگے بڑھے اور نماز

پڑھائی۔ سلام پھیرنے کے بعد فرمایا کہ اے ابو بکر! جب میں نے حکم دیا تھا تو پھر آپ کو کونسی چیز مانع ہوئی کہ نماز پڑھاتے رہتے۔ حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ ابن ابی قحافہ کی کیا حیثیت تھی کہ رسول کریم ﷺ کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا۔ پھر آپ نے (لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر) فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ تم لوگوں نے اس قدر تالیاں پیٹیں۔ جسے نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے اسے چاہیے کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے کیونکہ جب وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے گا تو خود ہی اس کی طرف توجہ ہو گی اور تالیاں پیٹنا تو عورتوں کا کام ہے۔

اس حدیث سے اگرچہ اور بہت سے سبق ملتے ہیں لیکن اس جگہ مجھے صرف ایک امر کی طرف متوجہ کرنا ہے اور وہ یہ کہ آنحضرت ﷺ کی تمام عمر کی کوشش یہی تھی کہ جس جس طرح سے ہو سکے لوگوں کی زبان پر خدا کا نام جاری کیا جائے۔ خود تو جس طرح آپ ذکر میں مشغول رہتے اس کا حال میں بیان کر چکا ہوں مگر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہر ایک کی زبان پر یہی لفظ دیکھنا چاہتے تھے۔

آپؐ کی آمد کی اطلاع دینے کے لیے اگر صحابہؓ نے تالیاں بجائیں تو یہ اُن کا ایک رواج تھا اور ہر ایک ملک میں اطلاعِ عام کے لیے یا متوجہ کرنے کے لیے لوگ تالیاں بجاتے ہیں۔ آج کل بھی جلسوں میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب کسی لیکچرار کی کوئی بات زیادہ پسند آئے تو اس پر تالیاں پیٹتے ہیں تا کہ لوگوں کو توجہ پیدا ہو کہ یہ حصہ لیکچر خاص توجہ کے قابل ہے۔ پس تالیاں بجانا اس کام کے لیے رائج ہے لیکن رسول کریم ﷺ کی یادِ الٰہی سے محبت دیکھو کہ آپؐ نے دیکھا کہ بعض دفعہ ضرورت تو ہوتی ہے کہ لوگوں کو کسی کام کی طرف متوجہ کیا جائے پھر کیوں نہ اسی ضرورت کے موقع پر بجائے اس بے معنی حرکت کے لوگوں کو اس طرف لگا دیا جائے کہ وہ اپنے خیالات اور جوشوں کے اظہار کے لیے بجائے تالیاں بجانے کے سُبْحَانَ اللّٰہِ کہہ دیا کریں۔ کم سے کم ایسے موقع پر ہی خدا کا ذکر ان کی زبان پر جاری ہو گا......

یاد رکھنا چاہیے کہ انسان جب کبھی کسی شے کی طرف توجہ کرتا ہے یا اسے ناپسند کرنے کی وجہ سے یا پسندیدگی کے باعث۔ تو ان دونوں صورتوں میں سُبْحَانَ اللّٰہِ کے کلمہ کا استعمال نہایت باموقع اور بامحل ہے۔ اگر کسی انسان کے کسی فعل کو ناپسند کرتا ہے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ اس لیے کہتا ہے کہ آپ

سے کوئی سہو ہوا ہے۔ سہو سے تو صرف خدا کی ہی ذات پاک ہے ورنہ ہر ایک انسان سے سہو ممکن ہے۔ اس مفہوم کو سمجھ کر آدمی اپنی غلطی پر متنبہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کوئی عمدہ کام کرلے تو اس میں بھی سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا جاتا ہے جس کی یہ غرض ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام نقصوں سے پاک ہے اور جو کچھ اس نے پیدا کیا ہے اسے بھی پاک ہی پیدا کیا ہے۔ یہ کام جو کسی سے سرزد ہوا ہے یا یہ قول جو کسی کی زبان پر جاری ہوا ہے اپنی خوبی اور حسن میں خدا تعالیٰ کی پاکیزگی اور طہارت یاد دلاتا ہے جو تمام خوبیوں کا پیدا کرنے والا ہے۔" (الفضل یکم اکتوبر 1913ء)

راہ مولیٰ میں تکلیف پر سُبْحَانَ اللّٰہِ کا ورد

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں۔

"مولوی بُرہان الدین صاحب سِلسلہ کے بزرگوں میں سے تھے۔ 1903ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ بڑا شاندار استقبال ہوا لیکن وہاں دشمنوں نے گالیاں بھی دیں۔ جب حضور واپس آنے لگے تو لوگ پتھر مارنے لگے، پتھروں کی کثرت کی وجہ سے گاڑی کی کھڑکیاں بند کر دی گئیں۔ مولوی صاحب بیچارے بوڑھے آدمی تھے، وہ ان لوگوں کے قابو چڑھ گئے کبھی داڑھی کھینچتے، کبھی مکّے مارتے، کبھی دھکّے دیتے وہ چلتے جائیں اور کہتے جائیں "سُبْحَانَ اللّٰہِ ساڈیاں ایسیاں قِسمتاں کِتّھوں" آخر لوگوں نے پکڑ کر اُن کے منہ میں گوبر ڈال دیا تو کہنے لگے "سُبْحَانَ اللّٰہِ ساڈی قسمت وچ ایہہ نعمتاں کِتّھوں" تو مؤمن پر دین کی وجہ سے جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ اُس کی نجات کا موجب ہوتا ہے اِس سے اُسے گھبرانا نہیں چاہئے۔"

(انوار العلوم جلد 17 صفحہ 10)

حَسْبُکَ اللّٰہُ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا

"یہ تعلیم کہ اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، چلتے پھرتے ہر وقت خدا کو یاد رکھو۔ اس اخلاص، اس محبت، اس عشق، اس پیار، اس شیفتگی کا پتہ دیتی ہے جو نبی کریم ﷺ کو خدا سے تھی۔ پھر اسی تعلیم کا اثر دیکھ کر مسلمانوں کے بچے، بوڑھے، جوان، عورتیں سب اسی رنگ میں رنگین ہیں۔ کوئی بچہ گرتا ہے تو فوراً منہ سے حَسْبُکَ اللّٰہُ، جب کوئی خوشی ہوتی ہے تو زبانیں پکار اٹھتی ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

آخر یہ بات کس نے ان کے دل میں ڈالی؟ رسول کریم ﷺ نے۔ انسان اپنے پیارے کا نام کسی نہ کسی بہانے سے ضرور سننا چاہتا ہے۔ پس نبی کریم ﷺ کا پیارا تو خدا تھا۔ آپؐ نے ہر حرکت و سکون ہر قول و فعل سے پہلے پیارے کا نام بتا دیا۔" (انوارالعلوم جلد اول صفحہ 369)

روزمرہ کے آداب اسلامی اور اذکار پڑھنے کا حکم

"قرآن کریم کی تلاوت کی علاوہ دیگر اذکار تسبیح اور تحمید جنہیں انسان اکیلا بیٹھ کر کرے یا مجالس میں۔ اس ذکر کی بھی ایک قسم فرض ہے جیسا کہ جانور کے ذبح کرتے وقت تکبیر پڑھنا اگر اس وقت تکبیر نہیں پڑھی جائے گی تو جانور حرام ہو جائے گا۔ اور دوسری قسم نفل ہے جو دوسرے اوقات میں ورد کی صورت میں پڑھی جاتی ہے اور ان کو رسول کریم ﷺ نے بہت وسیع کیا ہے۔ یعنی آپ نے ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ کا ذکر رکھا ہے۔ مثلاً جب کھانا کھانے بیٹھو تو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھ لو۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر کوئی نہیں پڑھے گا تو اس کا پیٹ نہیں بھرے گا۔ بلکہ یہ ہے کہ جس غرض کے لئے کھانا کھایا جاتا ہے وہ اس طرح پورے طور پر حاصل ہو جائے گی۔ یعنی روحانیت کو اس سے بہت فائدہ پہنچے گا۔ پھر ہر کام کے شروع کرنے کے وقت بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھنے کا حکم ہے۔ تاکہ اس کام میں برکت ہو۔ اور جب اس کو ختم کر لیا جائے۔ تو اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ پڑھا جائے۔ تاکہ اس کام میں برکت ہو۔ اسی طرح اگر کوئی نیا کپڑا پہنے یا کوئی اور نئی چیز استعمال کرے تو اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کہہ کر اس کا شکریہ ادا کرے۔ ہر رنج اور مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھنا چاہئے۔ اگر کوئی بات اپنی طاقت اور ہمت سے بالا پیش آئے تو لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہنا چاہئے۔

غرض یہ ذکر ان باتوں کے متعلق ہیں جو روزانہ پیش آتی رہتی ہیں۔ ہر ایک انسان کو دن میں یا خوشی ہوگی یا رنج پس اگر خوشی ہو تو اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ کہے اور اگر رنج ہو تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِکُمۡ اور آنحضرت ﷺ نے ہر حالت کے متعلق ذکر مقرر فرما دیئے ہیں اس لئے ان کے کرنے سے انسان ہر حالت میں خدا تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ مثلاً ایک شخص جو دفتر میں بیٹھا کام کر رہا ہو وہ

اگر اپنے متعلق خوشخبری سنے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے۔ اگر چلتے ہوئے اسے خوشی کی بات معلوم ہو تو بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے۔ اگر لیٹے ہوئے خوشی کی بات سنے تو اسی حالت میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے۔ اس طرح خود بخود قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا رہے گا۔ پھر رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء ان دعوۃ المسلم مستجابۃ) جابر سے ترمذی میں روایت ہے کہ سب سے بہتر اور افضل ذکر یہ ہے کہ اس بات کا اقرار کیا جائے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ باقی اذکار کی بھی مختلف فضیلتیں ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کی نسبت فرمایا ہے۔ کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمَانِ کہ دو کلمے ایسے ہیں کہ جو زبان سے کہنے میں چھوٹے ہیں مگر جب قیامت کے دن وزن کئے جائیں گے تو ان کا اتنا بوجھ ہو گا کہ ان کی وجہ سے نیک اعمال کا پلڑا بہت بھاری ہو جائے گا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہیں۔ یہ بھی بہت اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے۔ حتّٰی کہ ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعودؑ بیماری کے سخت دورہ میں تہجد کے لئے اٹھے اور غش کھا کر گر گئے اور نماز نہ پڑھ سکے تو الہام ہوا کہ ایسی حالت میں تہجد کی بجائے لیٹے لیٹے یہی پڑھ لیا کرو۔ تو یہ بھی بہت فضیلت رکھنے والا ذکر ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کثرت سے اس کو پڑھتے تھے۔

ان دو ذکروں کو رسول کریم ﷺ نے افضل بتایا ہے۔ مگر ایک اور ذکر بھی افضل ہے گو اس کے متعلق رسول کریم ﷺ کا کوئی ارشاد محفوظ نہیں۔ مگر عقل بتاتی ہے کہ وہ بہت اعلیٰ درجہ کا ہے اور وہ قرآن کریم کی آیات کا ذکر ہے۔ اگر ان کو ذکر کے طور پر پڑھا جائے تو دوہرا ثواب حاصل ہو گا۔ ایک تلاوت کا اور دوسرے ذکر کا۔‘‘

(انوار العلوم جلد 3 صفحہ 503-504)

حصول تقویٰ کے مختلف اذکار

’’سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ پڑھتا رہے۔ اس میں یہ سر ہے کہ جو کسی کی تعریف کرے وہ ممدوح چاہتا ہے کہ یہ بھی ایسا ہی بن جائے۔ نبی کریم ﷺ نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر زور دیا۔ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک ثابت کیا تو خدا نے فرمایا اے نبی! ہم نے تجھے بھی دنیا میں

فرد بنا دیا۔ جو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کے خدا کی دل و جان اور اپنے عمل سے بڑائی بیان کرے اسے اللہ بڑا بنا دے گا۔ اور جو اس کی تسبیح کرے گا خدا اسے پاک بنا دے گا۔ اور جو اس کا حامد بنے گا وہ محمود ہو جائے گا۔" (انوار العلوم جلد 3 صفحہ 305)

سُبْحَانَکَ کہنا

"ایک نیکی یہ بھی ہے کہ تہمت کا ذب کیا جائے۔ یعنی اگر کوئی کسی پر تہمت لگائے تو اس کو رد کر دینا چاہئے۔ یہ بھی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔ اور تہمت کی تائید کرنا بڑا گناہ ہے۔ سورہ نور میں مومن کا خاصہ یہ بتایا گیا ہے کہ وہ تہمت کا ذب کرتا ہے اور کہتا ہے سُبْحَانَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ پس مومن کو حسن ظنی کرنی چاہئے نہ کہ بد ظنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ حسن ظنی کی کہ جو بات کسی نے سنائی اسے مان لیا اور بیان کرنے والے کو جھوٹا نہ سمجھا مگر ہم کہتے ہیں اس طرح تم نے بد ظنی ہی کی۔ جو شخص موجود نہ تھا اس کے خلاف بات سن کر یقین کر لینا بد ظنی ہے۔"

(انوار العلوم جلد 7 صفحہ 36)

استغفار کی عادت

"رسول کریم ﷺ کو دیکھو کیسی معرفت تھی، کیسی احتیاط تھی، کس طرح خدا تعالیٰ سے خائف رہتے تھے اور باوجود اس کے کہ تمام انسانوں سے زیادہ آپ کامل تھے اور ہر قسم کے گناہوں سے آپؐ پاک تھے، خود اللہ تعالیٰ آپ کا محافظ و نگہبان تھا مگر باوجود اس تقدیس اور پاکیزگی کے یہ حال تھا کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے خائف رہتے، نیکی پر نیکی کرتے، اعلیٰ سے اعلیٰ اعمال بجالاتے، ہر وقت عبادتِ الٰہیہ میں مشغول رہتے مگر باوجود اس کے ڈرتے اور بہت ڈرتے۔ اپنی طرف سے جس قدر ممکن ہے احتیاط کرتے مگر خدا تعالیٰ کے غنا کی طرف نظر فرماتے اور اُس کے جلال کو دیکھتے تو اس بارگاہِ صمدیت میں اپنے سب اعمال سے دستبردار ہو جاتے اور استغفار کرتے اور جب موقع ہوتا توبہ کرتے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

فرماتے سنا ہے کہ خدا کی قسم! میں دن میں ستر دفعہ سے زیادہ خدا تعالیٰ کے حضور میں اپنی کمزوریوں سے عفو کی درخواست کرتا ہوں اور اس کی طرف جھک جاتا ہوں۔

رسول کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گناہوں سے پاک تھے نہ صرف اس لیے کہ انبیاء کی جماعت مَعْصُوْمٌ عَنِ الْاِثْمِ وَالْجُرْمِ ہوتی ہے بلکہ اس لیے بھی کہ انبیاء میں سے بھی آپؐ سب کے سردار اور سب سے افضل تھے۔ آپؐ کا اس طرح استغفار اور توبہ کرنا بتاتا ہے کہ خشیتِ الٰہی آپ پر اس قدر غالب تھی کہ آپؐ اس کے جلال کو دیکھ کر بے اختیار اس کے حضور میں گر جاتے کہ انسان سے کمزوری ہو جانی ممکن ہے تُو مجھ پر اپنا فضل ہی کر۔ وہاں تو یہ خشیت تھی اور یہاں یہ حال ہے کہ ہم لوگ ہزاروں قسم کے گناہ کر کے بھی استغفار و توبہ میں کوتاہی کرتے ہیں اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْۢبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔" (الفضل 23 جولائی 1913ء)

"رسول کریم ﷺ نے یہ جو فرمایا ہے کہ جب میں کسی مجلس میں بیٹھتا ہوں تو ستر بار استغفار پڑھتا ہوں اس کا مطلب لوگوں نے غلط سمجھ کر یہ خیال کیا ہے کہ گویا نعوذ باللہ آپؐ بھی گنہگار تھے۔ حالانکہ بات یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ اپنے متعلق استغفار نہ پڑھتے تھے۔ وجہ یہ کہ چونکہ آپؐ کا قلب بہت ہی صاف تھا اس لئے جب آپؐ مجلس میں بیٹھتے تو لوگوں کے جس قسم کے حالات ہوتے ان کا اثر رسول کریم ﷺ تک پہنچتا۔ اور جب کسی کا برا اثر آپؐ تک پہنچتا تو آپؐ استغفار کرتے کہ اس میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے۔ پھر جب دوسرے کا اثر پہنچتا تو پھر آپؐ استغفار کرتے۔ کیونکہ نبی کو اپنے پیروؤں کی اصلاح کا خیال ہوتا ہے اور جب کسی میں کوئی کمزوری دیکھتا ہے تو اس کا دل دکھتا ہے۔ پس رسول کریم ﷺ جو استغفار کرتے تھے وہ دوسروں کی حالت کی وجہ سے ہوتا تھا کہ خدا تعالیٰ ان کی اصلاح کر دے اور ان کی کمزوریوں کو دور کر دے۔ اور ستر بار استغفار سے مراد کثرت سے استغفار کرنا ہے کیونکہ ستر کا عدد عربی میں کثرت کے لئے استعمال ہوتا ہے نہ کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ گن کر آپؐ ستر دفعہ استغفار کرتے تھے۔"

(الفضل 4 ستمبر 1922ء)

استغفار کرنے کی حکمت

”جہاں آپؐ کی فتح کا ذکر آیا ہے وہاں ساتھ ہی استغفار کا حکم بھی آیا ہے جو آپؐ کو اس طرف متوجہ کرنے کے لئے تھا کہ دیکھنا ہم آپؐ کو بہت بڑی فتح اور عزت دینی چاہتے ہیں اور بے شمار لوگوں کو آپؐ کے ساتھ شامل کرنا چاہتے ہیں۔ پس یاد رکھو جب تمہارے بہت سے شاگرد ہو جائیں تو تم خدا کے حضور گر جانا اور کہنا کہ الٰہی ! اب کام انسانی طاقت سے بڑھتا جاتا ہے آپ خود ہی ان نو واردوں کی اصلاح کر دیجئے۔ ہم آپ کی دعا قبول کریں گے اور ان کی اصلاح کر دی جائے گی اور ان کی کمزوریوں اور بدیوں کو دور کر کے ان کو پاک کر دیا جائے گا۔ لیکن ان سب باتوں کو ملانے سے جہاں ایک طرف یہ اعتراض مٹ جاتا ہے کہ آپؐ کسی گناہ کے مرتکب نہیں ہوئے وہاں دوسری طرف یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت ایک قوم ترقی کرتی اور کثرت سے پھیلتی ہے وہی زمانہ اس کے تنزل اور انحطاط کا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کو خدا تعالیٰ نے فتح کے ساتھ ہی استغفار کا ارشاد فرمایا ہے۔ کیونکہ کسی قوم کے بڑھنے اور ترقی کرنے کا جو وقت ہوتا ہے وہی وقت اس کے تنزل کے اسباب کو بھی پیدا کرتا ہے۔“ (انوار خلافت، انوار العلوم جلد 3 صفحہ 162)

وفات پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنا

”....... آپ کی ایک سالی زینب بنت جحش بھی تھیں ان کے تین نہایت قریبی رشتہ دار جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ رسول کریم ﷺ نے جب انہیں دیکھا تو فرمایا اپنے مردے کا افسوس کرو (یہ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے۔ جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ تمہارا عزیز مارا گیا ہے) زینبؓ بنت جحش نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کس مُردے کا افسوس کروں؟ آپؐ نے فرمایا تمہارا ماموں حمزہؓ شہید ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت زینبؓ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اور پھر کہا اللہ تعالیٰ ان کے مدارج بلند کرے وہ کیسی اچھی موت مرے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اچھا اپنے ایک اور مرنے والے کا افسوس کر لو۔ زینب نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کس کا؟ آپؐ نے فرمایا تمہارا بھائی عبد اللہ بن جحش بھی شہید ہو گیا ہے زینبؓ نے پھر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وہ تو بڑی ہی اچھی موت مرے ہیں۔ آپؐ نے پھر فرمایا

زینبؓ! اپنے ایک اور مُردے کا افسوس کرو۔ اُس نے پوچھا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کس کا؟ آپؐ نے فرمایا تیرا خاوند بھی شہید ہو گیا ہے۔ یہ سُن کر زینبؓ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور اُس نے کہا ہائے افسوس!! یہ دیکھ کر رسول کریم ﷺ نے فرمایا دیکھو! عورت کو اپنے خاوند کے ساتھ کتنا گہرا تعلق ہوتا ہے۔" (انوار العلوم جلد 19 صفحہ 57)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنے کی عادت

"رسول کریم ﷺ کی زندگی کے حالات پڑھ کر دیکھو کہ آپؐ ہمیشہ سلام کہنے میں سبقت کرتے تھے اور کبھی اس بات کے منتظر نہ رہتے تھے کہ کوئی غریب آدمی آپ کو خود بڑھ کر سلام کرے بلکہ آپؐ کی یہی کوشش ہوتی تھی کہ آپؐ ہی پہلے سلام کہیں۔ اس کے متعلق میں اس جگہ ایک ایسے شخص کی گواہی پیش کرتا ہوں جس کو آپؐ کی مدینہ کی زندگی میں برابر دس سال آپؐ کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ میری مراد حضرت انسؓ سے ہے جن کو رسول کریم ﷺ نے مدینہ تشریف لانے پر ملازم رکھا تھا اور جو آپؐ کی وفات تک برابر آپؐ کی خدمت میں رہے۔ ان کی نسبت امام بخاریؒ روایت کرتے ہیں عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّہٗ مَرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ وَقَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُہٗ یعنی حضرت انسؓ ایک دفعہ ایک ایسی جگہ سے گزرے جہاں لڑکے کھیل رہے تھے تو آپؓ نے ان کو سلام کہا اور پھر فرمایا کہ آنحضرت ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے یعنی آپؐ بھی جب لڑکوں کے پاس سے گزرتے تھے تو ان کو سلام کہا کرتے تھے۔

ان واقعات پر سرسری نظر ڈالنے والے انسان کی نظر میں شاید یہ ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہو لیکن جو شخص کہ ہر ایک بات پر غور کرنے کا عادی ہو وہ اس شہادت سے رسول کریم ﷺ کی منکسرانہ طبیعت کے کمال کو معلوم کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں امراء کے لیے اپنے سے چھوٹے آدمی کو پہلے سلام کہنا ایک نہایت سخت مجاہدہ ہے اور ممکن ہے کہ کبھی کبھار کوئی امیر ایسا کر بھی دے لیکن ہمیشہ اس پر قائم رہنا ایک ایسی بات ہے جس کا ثبوت کسی دنیاوی بادشاہ کی زندگی سے نہیں مل سکتا۔ پھر بچوں کو سلام میں ابتدا کرنا تو ایک ایسی بات ہے جس کی بادشاہ تو الگ رہے امراء سے بھی امید کرنا بالکل محال ہے۔ اور امراء کو بھی جانے دو کتنے بالغ وجوان انسان

ہیں جو باوجود دنیاوی لحاظ سے معمولی حیثیت رکھنے کے بچوں کو سلام میں ابتدا کرنے کے عادی ہیں اور جب گلیوں میں بچوں کو کھڑا پاتے ہیں تو آگے بڑھ کر ان کو سلام کرتے ہیں۔ شاید ایسا آدمی جو اس پر تعہد سے قائم ہو اور ہمیشہ اس پر عمل کرتا ہو ایک بھی نہ ملے گا۔ لیکن رسول کریم ﷺ کی نسبت حضرت انسؓ جیسے واقف کار صحابی جو ہر وقت آپؐ کے ساتھ رہتے تھے فرماتے ہیں کہ آپؐ جب بچوں کے پاس سے گزرتے تھے تو ان کو سلام کہتے تھے۔

اس شہادت میں آپؓ نے کئی باتوں پر روشنی ڈالی ہے۔ اول یہ کہ آنحضرت ﷺ انکسار کے اس اعلیٰ درجہ پر قدم زن تھے کہ بچوں کو سلام کہنے سے بھی آپؐ کو عار نہ تھا۔ دوم یہ کہ آپؐ ان کو سلام کہنے میں ابتدا کرتے تھے۔ سوم یہ کہ ایک یا دو دفعہ کی بات نہیں آپؐ ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔"

(انوار العلوم جلد اول صفحہ 620۔621)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کو رواج دینے کا حکم

"خدا تعالیٰ نے دو ایسے حکم دیئے ہیں جو اگرچہ شریعت کے قوانین نہیں ہیں تمدن سے تعلق رکھتے ہیں مگر ان پر بہت زور دیا گیا ہے کیونکہ ان کا اثر دین پر پڑتا ہے وہ حکم یہ ہیں:

اوّل یہ کہ جب کسی مکان میں داخل ہونے لگو تو داخل ہونے سے پہلے مکان میں رہنے والوں سے اجازت حاصل کر لو۔ اگر وہ اجازت دے دیں تو داخل ہو جاؤ۔

دوم یہ کہ جب مکان میں داخل ہو جاؤ تو انہیں سلام کرو۔

پہلے حکم کے متعلق یہ اَور فرمایا کہ اگر اندر آنے کی اجازت نہ ملے تو پھر داخل مت ہو۔ رسول کریم ﷺ نے اسی کی اور تشریح فرما دی ہے۔ قرآن کریم نے کہا ہے کہ پہلے اِذن مانگو اور پھر اگر اجازت پاؤ تو مکان میں داخل ہو اور اگر اجازت نہ ہو تو نہ داخل ہو۔ اس اِذن مانگنے کی رسول کریم ﷺ نے یہ تشریح فرمائی ہے کہ یہ اِذن تین دفعہ مانگو۔ تین دفعہ کے بعد اگر اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ آؤ۔ یہ نہیں کہ بار بار آوازیں دیتے یا کنڈی کھٹکھٹاتے رہو۔ اگر کسی کو داخل ہونے کی

اجازت مل جائے تو اس کے لئے قرآن کریم نے یہ دوسرا حکم دیا ہے کہ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا۔ اس کے متعلق رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَدْ خُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَآبُّوْا۔ اَوَلَآ اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ

کہ اسی ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم جنت میں نہیں داخل ہو سکتے جب تک مومن نہ ہو اور مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرو۔ اور کیا میں تمہیں آپس میں محبت کرنے کی ترکیب بتاؤں؟ وہ یہ کہ آپس میں سلام خوب پھیلاؤ یعنی کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کہو...... پھر سلام کے متعلق رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی کثرت کرنی چاہئے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس طرح آپس میں محبت پیدا ہو گی۔ جب کوئی دوسرے کے لئے سلامتی کی دعا کرتا ہے تو ضرور ہے کہ اس کے دل میں محبت ہو اور جوں جوں وہ زیادہ دعا کرے وہ محبت بھی بڑھتی جائے گی۔ آجکل تو بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کے معنٰی ہی نہیں سمجھتے۔ ایسے لوگوں کے دلوں میں اگر ایک دوسرے کی محبت پیدا نہ ہو تو اَور بات ہے لیکن جو سمجھتے ہیں ان میں ضرور محبت پیدا ہوتی اور بڑھتی جاتی ہے۔ اور جب ایک انسان دوسرے کے لئے دعا کرے گا تو خود اس کے لئے بھی اور دوسرے کے لئے بھی وہ دعا بہت سے فوائد اور برکات کا موجب ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے بہت محبت اور پیار کرتا ہے اس لئے جو کوئی اس کی مخلوق سے محبت کرتا ہے اس سے وہ بھی محبت کرتا ہے۔ تو ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کہنے کی وجہ رسول کریم ﷺ نے یہ فرمائی کہ تمہاری آپس میں محبت ہو گی اور آپس کے تعلقات درست ہوں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تمہیں ایمان حاصل ہو گا اور جب ایمان حاصل ہو گا تو جنت میں داخل ہو جاؤ گے...... رسول کریم ﷺ جب کسی مکان پر جا کر دستک دیتے تو اُس کے دوسری طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے اور جب اندر سے کوئی آتا تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہہ کر اس کی طرف لوٹتے۔ اس طرح کرنا بھی نہایت ضروری ہوتا ہے۔ کئی مکان ایسے ہوتے ہیں کہ ایک ہی کمرہ میں تمام گھر کے آدمی رہتے ہیں جب اس کا دروازہ کھلتا ہے تو سامنے مستورات بیٹھی ہوتی ہیں۔ اگر کوئی دروازہ کے سامنے منہ کر کے کھڑا ہو گا تو اس کی نظر

ضرور اندر پڑے گی اور اس طرح بے پردگی ہوگی۔ اسی وجہ سے رسول کریم ﷺ دائیں یا بائیں طرف مڑ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔" (الفضل 4 نومبر 1916ء)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کے جواب میں وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ کہنا

"اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا (النساء: 87) جب تمہاری نسبت کوئی کلمہ نیک استعمال کیا جائے تو تم کو بھی چاہئے کہ اس کے قائل کی نسبت اس سے بہتر کلمہ نیک یا کم سے کم وہی کلمہ استعمال کرو جیسا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کے جواب میں وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ۔ تو کیونکر ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ جو غیر محدود خزانوں والا ہے اور بہتر سے بہتر بدلہ دینے والا ہے اپنے بندوں سے اس طرح معاملہ نہ کرے وہ کرتا ہے اور ضرور کرتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب میرا بندہ میری طرف ایک قدم آتا ہے تو میں دو قدم آتا ہوں جب وہ تیز چل کر آتا ہے تو میں دوڑ کر آتا ہوں۔"

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 103)

انعام ملنے پر بَارَکَ اللّٰہُ اور جَزَاکُمُ اللّٰہُ کہنا

"جب کسی نوجوان کو انعام دیا جاتا ہے تو اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ دوسرے نوجوانوں کے دلوں میں بھی تحریک پیدا ہو کہ وہ بھی ویسے ہی کام کریں اور دوسروں کے دلوں میں تحریک کا ثبوت اس طرح مل سکتا ہے کہ وہ اس میں دلچسپی لیں۔ یوں تو انعام دینے والا، دوسرے کے لئے دل میں بھی دعا کر سکتا ہے مگر میں نے جو طریق جاری کیا تھا کہ دوسرے بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ فِیْہِ کہیں تو اِس کی غرض یہ تھی کہ دوسروں کے دل میں ایسے کاموں کی رغبت پیدا ہو۔ مگر انعامات کی تقسیم کے وقت باقی سب لوگ خاموش رہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میری یہ ہدایت اُنہیں فراموش ہو چکی ہے۔ اُن کا فرض تھا کہ کسی کو انعام ملتا تو وہ بلند آواز سے بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ فِیْہِ کہتے۔

دوسری عجیب بات مَیں نے یہ دیکھی ہے کہ انعام لینے والوں کو بھی یہ معلوم نہیں کہ انہیں کیا کہنا چاہئے ان میں سے بھی بعض نے بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ فِیْہِ کہہ دیا حالانکہ انعام دینے والا کہتا ہے بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ فِیْہِ خدا تجھے برکت دے اور اس انعام کو تیرے لئے فائدہ مند بنائے اور یہ انعام تیری

آئندہ ترقیات کا پیش خیمہ ہو۔ اور انعام لینے والا کہتا ہے جَزَاکُمُ اللّٰہُ کیونکہ انعام دینے والے نے اس کو انعام بھی دیا اور دعا بھی دی۔ پس یہ اُس کے شکریہ میں دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اِس نیکی کی جزا عطا فرمائے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے شریعت نے یہ سکھایا ہے کہ جب کوئی شخص کھانا کھائے تو فارغ ہونے پر کہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اب یہ عقل کے بالکل خلاف بات ہو گی اگر کھانا کھلانے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے اور کھانے والا خاموش رہے۔ پس انعام دینے والے کے لئے مناسب فقرہ یہ ہے کہ بَارَكَ اللّٰہُ لَكَ فِیْہِ اور انعام لینے والے کے لئے مناسب فقرہ یہ ہے کہ جَزَاکُمُ اللّٰہُ یعنی جنہوں نے انعام دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی اِس نیکی کو قبول کرے اور اُنہیں اِس کا نیک بدلہ دے۔ پس آئندہ کے لئے یاد رکھو کہ جب انعام دینے والا بَارَكَ اللّٰہُ لَكَ فِیْہِ کہے تو دوسرے بھی یہی فقرہ زور سے کہیں تا انعام لینے والے کو محسوس ہو کہ سب نے اس کے کام کو پسند کیا ہے اور وہ بھی اس کی خوشی میں شریک ہیں اور لینے والا جَزَاکُمُ اللّٰہُ کہے تا اس کے دل میں شکر گزاری کا مادہ پیدا ہو۔“

(انوار العلوم جلد 22 صفحہ 53-54)

(الفضل آن لائن لندن 21 اکتوبر، 2021)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ”ہمارا ماٹو تو تمام قرآن کریم ہی ہے لیکن اگر کسی دوسرے ماٹو کی ضرورت ہے تو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے مقرر کر دیا اور وہ ہے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

اور یہ تمام قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔“ (خطبہ جمعہ 9/ مئی 2014ء)
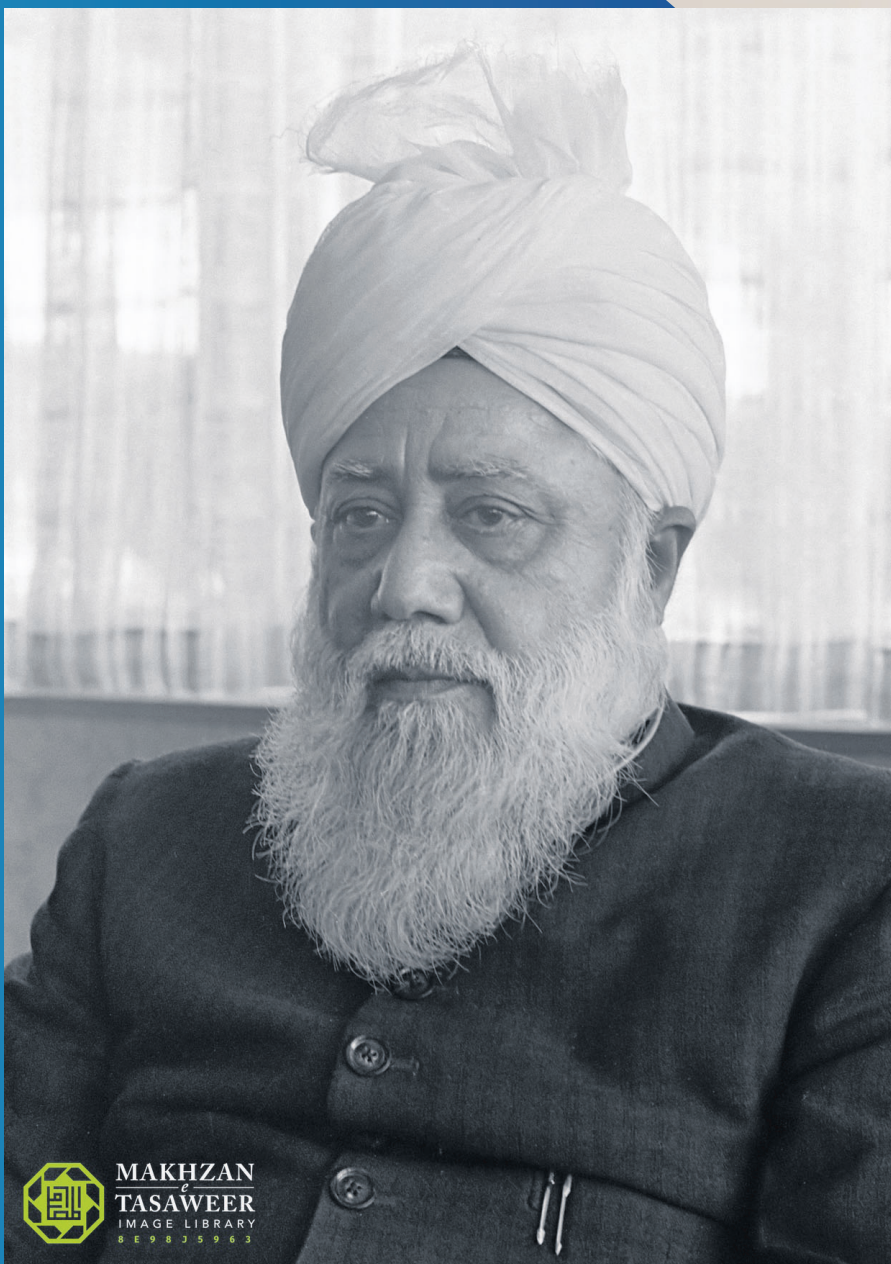
حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

(مضمون نمبر 8)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی بعض اسلامی اصطلاحات

(ابن ایف آر بسمل)

28 ستمبر 2021ء کے روزنامہ الفضل ان لائن لندن کے صفحہ 8 پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی بعض اصطلاحات کا ذکر ہو چکا ہے اس کے تسلسل میں کچھ اور اصطلاحات ملاحظہ فرمائیں۔

لا الہ الااللہ کا ورد

چودھویں اور پندرھویں صدی ہجری کے سنگھم پر ایک کشفی نظارہ کا ذکر کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے لا الہ الا اللہ کے درمیانی آواز میں نماز کے بعد ورد کرنے کی تحریک فرمائی اور اسے ساری جماعت کے ساتھ دہراتے رہے اور فرمایا۔

"چند دنوں تک چودھویں صدی ختم ہو رہی ہے اس صدی کو خدائے واحد و یگانہ کی توحید کے ورد کے ساتھ الوداع کہیں لا الہ الا اللہ کا ورد کثرت سے پڑھیں کہ کائنات کی فضا اس ترانہ کے ساتھ معمور ہو جائے دن رات اٹھتے بیٹھتے بالکل خاموشی کے ساتھ اونچی آواز میں بھی نہیں... لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے پڑھتے رہیں-اس ندا کے ساتھ اس صدی کو الوداع کہیں اور اسی ندا کے ساتھ ہم اگلی صدی کا استقبال کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ 1980ء)

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع 1980ء کے موقع پر اپنے کشف کا ذکر فرمایا "حالیہ دورہ کے دوران مجھے دو مرتبہ کشف میں ایک نظارہ دکھایا گیا کہ کائنات کی ہر شے خدا کی تسبیح اور اس کی وحدانیت کا ورد کر رہی ہے۔ وہ واقعہ یوں ہے کہ میں سونے کی تیاری میں تھا لا الہ الا اللہ کا ورد کر رہا تھا آنکھیں میری بند تھیں مگر کشفی آنکھوں نے یہ نظارہ دیکھا کہ میرے آگے سے سمندر کی

طرح کائنات کی ہر چیز ہلکے انگوری رنگ کے مائع کی صورت میں بہتی ہوئی گزر رہی ہے اور اس میں چھوٹے چھوٹے سفید چمکدار حصے تھے جو لا الہ الہ اللہ کی صوتی لہریں تھیں۔"

(حیات ناصر جلد اول صفحہ 621-622)

سلام کا تحفہ

حضرت رسول کریم ﷺ نے مہدی معہود کو سلام بھیجا تھا تو وہ صرف ایک شخص کے لئے نہیں تھا بلکہ مہدی علیہ السلام کی وساطت سے آپ کی جماعت کو بھی آنحضرت ﷺ کی طرف سے سلامتی کی یہ دعا پہنچی ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام تو اب ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن آپ کے ماننے والے، آپ کے فدائی، آپ کی باتوں کو سن کر محمد رسول اللہ ﷺ پر قربان ہونے والے اور دین متین اسلام کو دنیا میں پھیلانے والے تو موجود ہیں اور یہ سب اپنے اپنے رنگ میں اس اجتماعی کوشش میں حصہ لے رہے ہیں جو اسلام کو ساری دنیا پر غالب کرنے کے لئے شروع ہے اس لئے جماعت میں سے ہر ایک شخص کی بڑی عزت ہے اور بڑا وقار ہے خدا تعالیٰ کے فرشتوں کی نگاہ میں۔ اس مقام کو حاصل کرنے کے بعد آپ ایک دوسرے کو سلام نہ کہیں تو یہ بڑی عجیب بات ہو گی۔

میں دوستوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ جب بھی راستے میں ایک دوسرے سے ملیں سلام کہیں۔ ہماری فضا کو تو ہمیشہ **السلام علیکم** اور **وعلیکم السلام** کی آوازوں سے گونجتے رہنا چاہیئے۔"

(خطابات ناصر جلد دوم صفحہ 238)

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو

فرمایا: "اپنے وقتوں کو ضائع نہ کریں۔ اپنی طاقتوں کو ضائع نہ کریں۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے سوتے جاگتے، آرام کرتے اور کام کرتے غرض جس حالت میں بھی ہوں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں الحمد للہ رب العالمین (الفاتحہ:2) کا کثرت سے ورد کریں۔"

(خطابات ناصر جلد اول صفحہ 440)

"بلدۃ طیبۃ و رب غفور یہ بڑا پیارا فقرہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک کمال موافقت رکھنے والا ماحول میں نے تمہارے لئے پیدا کر دیا ہے۔ رب غفور اس ماحول میں پورے کانشس

(conscious) ہوتے ہوئے اور علی وجہ البصیرت تم اپنی کوشش کرو لیکن تمہاری کوشش میں نقص رہ جاتے ہیں انسان میں بشری کمزوریاں ہیں۔ جو نقص رہ جاتے ہیں ان سے تم گھبرانا نہیں"۔

(خطابات ناصر جلد اول صفحہ 360)

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کے شکر گزار بندے بن کر اپنی زندگیوں کے دن گزاریں اور جماعت کے اندر اتحاد اور اتفاق کو ہمیشہ قائم رکھیں اور اس حقیقت کو کبھی نظر انداز نہ کریں کہ سب بزرگیاں اور ساری ولایت خلافت راشدہ کے پاؤں کے نیچے ہے۔

(تعمیر بیت اللہ کے 23 عظیم الشان مقاصد صفحہ 114)

زبان کا استعمال

فرمایا: "خدا تعالیٰ کے ذکر سے اپنے اوقاف کو معمور رکھو اور اس کی حمد کے ترانے ہر وقت گاتے رہو اس کی حمد و ثناء میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ کہ ہر کام میں مشغول رہتے ہوئے اس کے ذکر سے زبان کے اعصاب اور دل کی تاروں کو حرکت دینا ہی سب سے بڑی نیکی ہے۔ حمد و ثناء کے ہلکے پھلکے بول میزان جزاء و سزا میں بڑے ہی وزنی ثابت ہوتے ہیں اور دلوں کے اطمینان کا باعث فضول باتوں سے پرہیز کرو۔ اتنی ہی بات کرو جتنی کی ضرورت ہے۔ ایک بول سے مقصد حاصل ہوتا ہو تو دو بول نہ بولو۔ ارشاد نبوی ہے کہ بڑا مبارک ہے وہ جس نے قوت گویائی کی بہتات کو (ذکر الٰہی کے لئے) محفوظ رکھا مگر اپنے مال کی کثرت میں خدا کی راہ میں (بے دھڑک) خرچ کیا۔

قرآن پڑھو کہ تلاوت قرآن میں بڑی برکت ہے۔ قرآن جو اللہ کے ذکر سے بھرا ہوا ہے، قرآن جو ہمارے لئے ایک مکمل ہدایت ہے، قرآن جو خدائے واحد و یگانہ کی رحمانیت کو حرکت میں لاتا ہے، قرآن جو زبان کی کجیوں کو دور کرتا ہے قرآن جب ہمارے دل میں اترتا اور ہماری زبان پر جاری ہوتا ہے تو اس کی برکت سے ہماری زندگی کی الجھنیں سلجھ جاتی ہیں۔ قرآن دلوں میں تقویٰ پیدا کرتا ہے اور انہیں مطہر بناتا ہے۔ قرآن خود، کلید قرآن ہے پس قرآن پڑھو، قرآن پڑھو۔

درود پڑھنا

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود بھیجتے رہو خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر آن اور ہر لحظہ درود اور سلام بھیج رہے ہیں ۔ مظہر صفات الٰہیہ اور فرشتہ صفت بنو اور نبی پر ہمیشہ درود بھیجتے رہو تا اس کی برکت سے ہماری زبانوں سے حکمت و معرفت کی نہریں جاری ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود پڑھے تا کہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔ (الحکم 28 فروری 1903ء)

استغفار کرتے رہو اپنے لئے، اپنے اقارب اور اپنے بھائیوں کے لئے کثرت سے استغفار کرو کہ ہمارا خدا غفور ور حیم ہے اور استغفار روحانی ترقیات کی کلید ہے۔

دعائیں کرو، بہت ہی دعائیں کرو، اور سوز اور گریہ وزاری سے دعائیں کرو۔ تکبر کے ہر جذبہ کو دل سے نکال کے انکساری اور فروتنی کے ہر جذبہ سے دل کو معمور کر کے دعائیں کرتے ہوئے اپنے مولا کے سامنے جھک جاؤ کہ ہم کچھ بھی نہیں اور وہ سب کچھ ہے ۔دعا سے خدا ملتا ہے ۔دعا سے کامیاب زندگی حاصل ہوتی ہے۔ (حیات ناصر جلد اول صفحہ 309-310)

تسبیح وتحمید اور درود شریف

میں چاہتا ہوں کہ تمام جماعت کثرت کے ساتھ تسبیح و تحمید اور درود شریف پڑھنے والی بن جائے اس طرح ہو کہ ہمارے مرد ہوں یا عورتیں روزانہ کم از کم دو سو بار تسبیح و تحمید اور درود شریف پڑھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا ہے یعنی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اللھم صل علی محمد وآل محمد اور ہمارے نوجوان پندرہ سال سے پچیس سال تک کی عمر کے تینتیس دفعہ یہ تسبیح اور درود شریف پڑھیں اور ہمارے بچے اور بچیاں جن کی عمر سات سال سے کم ہے جو ابھی پڑھنا نہیں جانتے ان کے والدین یا ان کے سرپرست (اگر والدین نہ ہوں) ایسا انتظام کریں کہ ہر وہ بچہ یا بچی جو کچھ بولنے لگ گئی ہے یا لفظ اٹھانے لگ گئی ہے ان سے تین دفعہ تسبیح و درود کہلوایا جائے......

آپ کھانا پکا رہی ہوتی ہیں آپ دیگچی میں چمچہ ہلا رہی ہوتی ہیں تا مسالحہ بھون لیں تو آپ اپنے ہاتھ کی حرکت کے ساتھ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم پڑھ سکتی ہیں آپ ہاتھ کی حرکت کے ساتھ اللھم صلی علی محمد پڑھ سکتی ہیں اس طرح جو کھانا تیار ہو گا وہ کھانے والوں کے معدہ میں صرف مادی غذا سے بھی حصہ ملے گا۔

استغفار

ہماری جماعت کے ذمہ تمام دنیا میں اسلام کے جھنڈے کو بلند کرنا ہے۔ اتنی بڑی ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے ضروری ہے ہماری تمام بشری کمزوریاں اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی چادر کے نیچے دبی رہیں اور ان کا ظہور نہ ہو۔ اس غرض کے لئے ضروری ہے کہ جماعت کے تمام مرد اور عورتیں جن کی عمر پچیس اور پندرہ کے درمیان ہے وہ دن میں 33 بار، جن کی عمر 15 سے 7 سال کے درمیان ہے وہ دن میں 11 بار اور چھوٹے بچے جن کی عمر 7 سال سے کم ہے وہ روزانہ کم از کم 3 بار استغفار کیا کریں

(حیات ناصر جلد اول صفحہ 619-620)

(الفضل آن لائن 11 جون 2022ء)

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھنے کی نصیحت

''حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی کہ چکی پیسنے سے انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ اسی عرصہ میں آنحضرت ﷺ کے پاس کچھ غلام آئے۔ پس آپ آنحضرت ﷺ کے پاس تشریف لے گئیں لیکن آپ کو گھر پر نہ پایا اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی آمد کی وجہ سے اطلاع دے کر گھر لوٹ آئیں۔ جب آنحضرت ﷺ گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے جناب کو حضرت فاطمہؓ کی آمد کی اطلاع دی جس پر آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے۔ میں نے آپ کو آتے دیکھ کر چاہا کہ اٹھوں مگر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر لیٹے رہو۔ پھر ہم دونوں کے درمیان میں آکر بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپ کے قدموں کی خنکی میرے سینہ پر محسوس ہونے لگی۔ جب آپ بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں تمھیں کوئی ایسی بات نہ بتادوں جو اُس چیز سے جس کا تم نے سوال کیا ہے بہتر ہے اور وہ یہ کہ جب تم اپنے بستروں پر لیٹ جاؤ تو چونتیس دفعہ تکبیر کہو اور تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہو اور تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو پس یہ تمہارے لیے خادم سے اچھا ہوگا۔''

(الفضل 24 دسمبر 1913ء)

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

(مضمون نمبر9)

اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال

از ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

(طاہر فاؤنڈیشن)

بِسْمِ اللّٰہِ

حضورؒ فرماتے ہیں۔

یہ بچے کا حق ہے ماں باپ کے اوپر کہ اس کو ایک تو یہ سکھایا جائے کہ جو سامنے ہے وہی کھائے اور ہر طرف کھانے میں ہاتھ نہ مارتا پھرے اور دوسرے ہمیشہ بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر کھانا شروع کرے۔ یہ بِسْمِ اللّٰہِ کی عادت اگر بچپن میں نہ ڈالی جائے تو پھر بعد میں پڑنی بہت مشکل ہے۔ اس لئے بچپن ہی سے بِسْمِ اللّٰہِ کی عادت ڈالنا یہ بہت ہی ضروری ہے۔ اور 'اپنے دائیں ہاتھ سے کھانا'۔ کہتے ہیں میں نے اس نصیحت کو پلّے باندھ لیا اور ساری عمر پھر کبھی پلیٹ میں ادھر اُدھر ہاتھ نہیں دوڑائے اور جو میرے سامنے ہوتا تھا وہی کھاتا تھا اور دائیں ہاتھ سے کھاتا تھا اور بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر کھاتا تھا۔ بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بِسْمِ اللّٰہِ سے کھانا حلال ہو جائے گا بلکہ محض اللہ کو یاد کرنا ہے کہ اللہ کے حکم سے ہمیں یہ سب کچھ عطا ہوا ہے، اس کی نعمتیں ہیں۔ بعض لوگوں کو بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنے کی ایسی عادت ہوتی ہے کہ وہ شراب پر بھی بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ لیتے ہیں۔ تو شراب ان کی بِسْمِ اللّٰہِ سے مسلمان نہیں ہو سکتی نہ اس بِسْمِ اللّٰہِ کا ان کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے بلکہ گستاخی ہے یہ بِسْمِ اللّٰہِ۔ کئی دفعہ سیاسی لوگوں سے مجھے واسطہ پڑا ہے بچپن میں، جوانی میں اور میں نے خود دیکھا ہے کہ ایک صاحب کو، اب اس کا نام بتانا مناسب نہیں وہ اپنے لیڈر کو کہہ رہا تھا، وہ اس کو شراب پیش کر رہا تھا۔ وہ اس کو کہہ رہا تھا سائیں بِسْمِ اللّٰہِ کرو، بِسْمِ اللّٰہِ کرو۔ کہ پہلے تم بِسْمِ اللّٰہِ کرو، شروع کرو

پھر میں بھی شروع کرتا ہوں۔ اب جو مرضی بزرگ بنتے پھریں میں نے جو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ میں صحیح بیان کر رہا ہوں۔ (خطبات طاہر جلد 19 خطبہ جمعہ 11 فروری 2000ء)

حضورؒ فرماتے ہیں۔

”حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”جب تم میں کوئی شخص کھانا کھانے لگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لے یعنی بِسْمِ اللّٰہِ پڑھے اور اگر شروع میں بھول جائے تو یاد آنے پر بِسْمِ اللّٰہِ فِیْٓ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ پڑھے۔

(جامع ترمذی، ابواب الاطعمہ باب ماجاء فی التسمیۃ علی الطعام حدیث نمبر 858)

تو بِسْمِ اللّٰہِ کی عادت بھی بچپن ہی سے ڈالی جائے تو پڑتی ہے۔ ورنہ بڑے ہو کر بسا اوقات لوگ بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا بھول جاتے ہیں اور اگر کھاتے وقت یاد آجائے تو پھر یہ ضرور پڑھنا بِسْمِ اللّٰہِ فِیْٓ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ۔ اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ میں کھانا کھاتا ہوں۔ اس سے پہلے بھی جب کھانا شروع کیا تھا تیرے ہی نام سے کھانا کھایا تھا اور کھانا ختم ہونے پر بھی تیرا ہی بابرکت نام لیتا ہوں۔

صحیح مسلم کتاب الاشربہ میں وَھَب بن کَیسان بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عمر بن ابو سلمہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

”میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھا۔ میرا ہاتھ پلیٹ میں ادھر اُدھر جاتا تھا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچے اللہ کا نام لو (بِسْمِ اللّٰہِ پڑھو) اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اور اپنے سامنے سے کھاؤ (ہر طرف ہاتھ نہ دوڑاتے پھرو)۔ (خطبات طاہر جلد 19 خطبہ جمعہ 19 مئی 2000ء صفحہ 316)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ ایک ملاقات کے پروگرام میں ایک سائل نے سوال کیا۔

سائل: حضور! جماعت احمدیہ میں ہر سورۃ سے پہلے جو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے۔

حضور: جماعت احمدیہ میں یہ ہے صرف۔

سائل: غیر احمدیوں میں نہیں ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو وہ پہلی آیت نہیں تصور کرتے۔

حضور: یہ کہیں نا پھر۔ یہ کیوں کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے۔

سائل: ہر سورۃ کے شروع میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہے۔

حضور: ہر قرآن کریم میں خواہ وہ احمدیوں کا ہو خواہ غیر احمدیوں کا ہو۔ ہر ایک میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ صرف احمدیوں کے قرآن کریم میں ہوتی ہے۔ باقی جگہ نہیں ہوتی۔ صرف شمار کی بات ہے۔ یہ کہیں کہ جماعت احمدیہ بِسۡمِ اللّٰہِ کو پہلی آیت کیوں شمار کرتی ہے۔

سائل: جی حضور! میرا یہ سوال نہیں۔ سوال یہ کہ جب امام تلاوت کرتا ہے تو وہ پہلی آیت بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کو جہری طور پر نہیں پڑھتا۔

حضور: یہ جو مسئلہ ہے آئمہ فقہ کے اختلاف سے پیدا ہوا ہے۔ حضرت امام شافعی اونچی آواز میں پڑھتے تھے۔ اس لئے تمام عرب جو اکثر شافعی ہیں ان کو آپ دیکھیں گے۔ ان سب سے پوچھیں یہ سب بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھتے ہیں وہاں۔ اونچی آواز میں۔ صرف امام ابو حنیفہ اور بعض اورنے اونچی آواز میں نہیں پڑھا اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ اس کو شمار نہیں کرتے حصہ بلکہ اس لئے نہیں پڑھتے وہ کہتے ہیں کہ اس کا جہر کرنا ضروری نہیں کیونکہ یہ ایسا لازمی حصہ ہے۔ کہ for granted ہے۔ سمجھ گئے ہیں۔ میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ اگر بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھی جائے تو اچھی بات ہے۔ لیکن چونکہ جماعت کا ایک مسلک چلا آرہا ہے اس میں تبدیلی مناسب نہیں سمجھتا میں۔ کیونکہ دل میں پڑھ لیتے ہو تو ہو جاتا ہے۔ صرف جہر کا مسئلہ ہے چھوٹا سا...... عموماً رائج مسلک یہ تھا کہ اگر قرآن کریم کی تلاوت بیچ میں شروع کی جائے بِسۡمِ اللّٰہِ نہ پڑھو۔ سمجھے ہیں۔ اس لئے وہاں بِسۡمِ اللّٰہِ نہیں پڑھی جاتی تھی۔ لیکن یہ کہ کسی سورت کی شروع ہی سے تلاوت ہو رہی ہو اور بِسۡمِ اللّٰہِ نہ پڑھی گئی ہو یہ الگ مسئلہ ہے...... تو یہ چھوٹی چھوٹی الجھنیں ہیں جن کے نتیجے میں فروعی مسائل پیدا ہوئے ہیں اگر تمام آئمہ کو قطعی طور پر یہ روایت پہنچی ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سورتوں کا غاز کرتے ہوئے بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھا کرتے تھے یا سورۃ فاتحہ پڑھتے وقت بِسۡمِ اللّٰہِ اونچی آواز میں پڑھا کرتے تھے۔ پھر یہ مسئلہ ہی نہ کھڑا ہوتا۔

(ملاقات پروگرام مؤرخہ 16-06-1995 صفحہ 122-123)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَلْحَمْدُ دو طرح سے پڑھا جاتا ہے ایک فاعلی حالت میں اور مفعولی حالت میں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا ایک مطلب یہ ہے کہ کامل حمد اللہ ہی کے لئے ہے اور کسی پر سجتی نہیں۔ جتنا مرضی تم زور لگا ڈالو حمد کا مضمون خدا کے سوا کسی اور ذات پر صادق ہی نہیں آسکتا۔ ایک یہ معنٰی بھی ہے اور دوسرا یہ کہ خدا کے سوا کوئی حمد کرنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتا۔ حمد وہ جو خدا کرے ورنہ بندے کی حمد کی کیا قیمت ہے اور کیا حیثیت اور کیا حقیقت ہے؟ نہ وہ حقیقت میں عالم الغیب ہے اور نہ عالم الشہادہ ہے۔ دھوکے کی دنیا میں رہتا ہے، خود کو دھوکے دے رہا ہے۔ لوگوں کے دھوکوں اور فریبوں کا شکار رہتا ہے۔ اس لئے کسی کی حمد کسی انسان کے لئے کچھ بھی معنی نہیں رکھتی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہاں حمد ہو تو خدا کی حمد ہو جس کی خدا حمد کرے۔

(خطباتِ طاہر جلد 12 خطبہ جمعہ 12 مارچ 1993ء صفحہ 196)

حضورؒ فرماتے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”تمہارے جسم کے ہر حصہ پر صدقہ ہوتا ہے۔ ہر تسبیح صدقہ ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا صدقہ ہے، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا صدقہ ہے، تکبیر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے۔“ (صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ السافرین وقصرھا، باب استجاب صلاۃ الضحٰی نمبر 671)

اب اس میں غریبوں کے لئے ایک بہت بڑی خوشخبری ہے۔ جو ضرورت پڑنے پر صدقہ نہیں دے سکتے، توفیق ہی نہیں ہوتی۔ تو آنحضرت ﷺ نے ہر نیکی کی جو غریب سے غریب انسان کر سکتا ہے بلکہ وہ زیادہ کرتا ہے اس کو صدقہ قرار دے دیا۔ ہر تسبیح صدقہ ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا صدقہ ہے، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا صدقہ ہے، تکبیر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے۔ تمہارے جسم کے ہر حصے پر صدقہ ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک خاص اہمیت والی نصیحت ہے کہ انسان کے جسم کا چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی اگر بیکار ہو جائے اور کام چھوڑ دے تو سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ گردے کو دیکھ لو گردہ جب کام چھوڑ دے تو سارا جسم بیکار اور ناکارہ ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ

چھوٹی سی بیماری کے ساتھ بھی انسان کو اتنی تکلیف پہنچتی ہے کہ سارے جسم کو ایک عذاب لگ جاتا ہے تو آنحضرت ﷺ نے جو دعائیں بتائی ہیں وہ غریب سے غریب آدمی بلکہ عام طور پر غرباء زیادہ کرتے ہیں اور صدقے کا ایک نیا مفہوم سمجھا دیا ہمیں کہ یہ اچھی باتیں کرنا بھی صدقہ اور بری باتوں سے روکنا بھی صدقہ ہے۔ (خطبات طاہر جلد 18 خطبہ جمعہ 15۔اکتوبر 1999ء صفحہ 594)

اَللّٰهُ اَكْبَرُ

حضورؒ فرماتے ہیں۔ ”......اس دفعہ تو میں نے بہت غور کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ جو پرانا رواج تھا نعرہ تکبیر ایک طرف سے بلند ہوتا تھا اور ایک آدمی کہتا تھا نعرۂ تکبیر اور دوسرے کہتے تھے اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ میں نے غور کیا ہے نہ یہ رواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے ثابت ہے۔ میں نے بڑے غور سے رجسٹر روایات کا اوّل سے آخر تک مطالعہ کیا ہے ایک بھی شہادت نہیں ملی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک طرف سے ایک اٹھ کے کہا کرتا تھا نعرۂ تکبیر اور دوسری طرف سے آواز آتی تھی اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کی آواز تو آجاتی تھی مگر دبی دبی سی دلوں سے اٹھتی ہوئی آواز۔ جب ایک انسان مجبور ہو تو کہہ دیتا ہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ کے بغیر تو ہماری زندگی ہی کوئی نہیں۔ یہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کی آوازیں جہاں تک ممکن ہے دبی آواز سے بلند کیا کریں۔ اگر بے اختیار ہو کر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کی آواز بلند بھی ہو جاتی ہے تو اس سے کوئی شکوہ نہیں۔ (خطبات طاہر جلد 18 خطبہ جمعہ 15 اکتوبر 1999ء صفحہ 504)

ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ لوگ بلند آواز سے اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اے لوگو! اپنے نفسوں پر میانہ روی کو وارد کرو کیونکہ تم نہ تو کسی بہرے کو بلا رہے ہو اور نہ ہی کسی ایسے کو جو موجود نہ ہو۔ تم تو سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ کو پکار رہے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔“

(خطبات طاہر جلد 18 خطبہ جمعہ 15 اکتوبر 1999ء صفحہ 761)

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

مجلسِ عرفان میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے سوال کیا گیا کہ

بچپن سے سنتے آئے ہیں کہ اگر شیطان ورغلانے کی کوشش کرے تو لَاحَوْل پڑھنا چاہئے۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ قرآن کریم میں "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ" ہے۔ ان میں سے بہتر نسخہ کون سا ہے؟

حضورؒ: تَعَوُّذ جو ہے وہ ہے قرآن کریم میں۔"لَاحَوْل" حدیثوں میں تو بہت ہے۔ قرآن کریم میں "حَوْل" نہیں ہے۔"قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" یہ تو قرآن کریم میں ہے۔ تو"حَوْل" لفظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ملایا ہے۔ یہ بتانے کے لئے کہ صرف قوت کی بات نہیں۔ خدا کے سوا کوئی "حَوْل"سے تمہیں نجات نہیں دے سکتا۔ قوت مثبت چیز ہے اور "حَوْل"منفی چیز ہے۔ "قُوَّۃَ بِاللّٰہِ" میرے ذہن میں یہی آرہا تھا کہ میں نے پڑھا ہوا کہ قرآن کریم میں کہیں ذکر ہے۔ "لَاحَوْلَ" نہیں ہے صرف "قُوَّۃَ" ہے۔ تو اولیت تو بہر حال تَعَوُّذ کو ہی ہو گی۔ جس کا قرآن کریم میں واضح طور پر ذکر ہے۔ دونوں پڑھ لیا کریں آپ کا حرج کیا ہے؟

(مجلسِ عرفان مؤرخہ 28 جنوری 2000ء صفحہ 272)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ایک مجلس عرفان میں سوال کیا گیا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کہتے ہیں تو ہمیں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کیوں کہنا ہوتا ہے؟

حضورؒ: اس لئے کہ یہ دعا ہے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے حق میں اور اس دعا کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے شمار رحمتیں اور سلامتیاں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر نازل ہوں۔ اگر آپ یہ دعا نہ کریں تو وہ پھر بھی نازل ہونی ہی ہونی ہیں لیکن آپ کے دل میں جو یہ جذبہ ہے کہ میں دعا کروں وہ اس وجہ سے ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا آپ پر بہت احسان ہے۔ ساری امت پر قیامت تک کے لئے ہر انسان پر احسان ہے۔ جس پر کوئی احسان کیا جائے وہ اور کچھ نہیں تو دعا تو دیتا ہے نا۔ پس درود پڑھنا اس بات کی علامت ہے ایک انسان کو اس بات کا شعور ہے احساس ہے کہ مجھ پر ایک احسان کرنے والے نے بہت احسان کئے ہیں۔ اس لئے میں کچھ اور نہیں تو دعا ہی دے دوں۔ تو دعا سے رسول

اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ویسے فائدہ نہیں پہنچ سکتا کیونکہ آپؐ کو پہلے ہی بے شمار برکتیں ملتی ہیں مگر جو دعا بھیجنے والا ہے اس کو فائدہ پہنچتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کے نزدیک ایک شریف اور شکر گزار انسان سمجھا جاتا ہے۔
(مجلس عرفان مؤرخہ 24 مئی 1997ء)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

بعض لوگ بڑے دردناک خط لکھتے ہیں کہ ہم پر تو ابتلاؤں کا ایک دور آگیا ہے کل فلاں فوت ہوا آج فلاں فوت ہو گیا، اب فلاں کی بیماری کی خبر ملی ہے اور یہ سلسلہ جو ہے وہ ایک سال سے یا دو سال سے ہم پر ابتلاؤں کا جاری ہے۔ کبھی حادثات کا کوئی شکار ہو گیا تو مجھ سے پوچھتے ہیں ہم کیا کریں۔ ان کو میں یہی کہتا ہوں کہ اِنَّا لِلّٰہِ جو ہے وہ صرف گنوانے کے مضمون میں نہ پڑھا کریں کہ ہاتھ سے چیز جاتی رہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا اِنَّہٗ لِلّٰہِ جو مرنے والا ہے وہ اللہ کا تھا اس لئے چلا گیا یہ سکھایا اِنَّا لِلّٰہِ ہم اللہ کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کے جانے والے ہیں وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

تو ان کے لوٹنے کا غم کرنے کی بجائے اپنے لوٹنے کی فکر کیا کرو۔ یہ سوچا کرو کہ تم ایسی حالت میں تو نہیں لوٹو گے کہ خدا کے بنے بغیر چلے جاؤ واپس۔ جو مرنے والے تھے وہ تو اپنا حساب لے کر حاضر ہو گئے اگر ان کی خاطر تم واویلا کر کے خدا کو بھی ہاتھ سے گنوا بیٹھو تو اِنَّا لِلّٰہِ کیسے پڑھو گے اور اگر واویلا کرو گے تو وہ تو آ ہی نہیں سکتے، ناممکن ہے، خدا جا سکتا ہے۔ تو یہ دوٹوک بات ہے اس کے سوا تمہارا چارہ ہی کوئی نہیں ہے۔ جو مرضی کر لو، سر پیٹتے رہو ساری عمر، چھاتیاں پیٹو مگر جانے والا واپس نہیں آئے گا تم ضرور جاؤ گے۔ ایسی حالت میں نہ جاؤ کہ جانے والا تمہیں وہاں بھی نہ ملے کیونکہ تم خدا کو گنوا بیٹھے ہو تو اس کے سوا اور کوئی حل ہی نہیں ہے اس کا۔ اگر اس مضمون پر انسان غور کرے تو تکلیف ہوتی ہے مگر تکلیف پر اس کا ردعمل ایک مثبت ردعمل ہو گا وہ ضائع نہیں ہو سکتا بلکہ ہر ایسی تکلیف جس کو خدا کی خاطر وہ برداشت کرتا ہے اس کے لئے بھی جزائے خیر پر منتج ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے کئی گناہ جھاڑ دیتا ہے، کئی گناہوں کی پردہ پوشی فرماتا ہے کئی ایک سے اعراض فرما دیتا ہے اور پھر اصلاح فرما دیتا ہے اس کی۔ یہ بہت سے فوائد ہیں جو کہ کسی کھوئی ہوئی چیز

کے وقت جو رد عمل انسان میں پیدا ہوتا ہے اس سے وابستہ ہوتے ہیں اور اگر صحیح رد عمل نہ ہو تو جو کچھ ہے وہ بھی گیا۔ جو کچھ تھا وہ تو جا چکا، جو کچھ ہے وہ بھی جاتا رہے گا اور رونے پیٹنے کے سوا زندگی کسی اور کام نہیں آئے گی اور مرنے کے بعد اور بھی زیادہ رونا پیٹنا ہے۔ بڑا ہی بے وقوف ہے جو دنیا کی بے ثباتی کے مضمون کو نہیں سمجھتا۔ دو چار اوپر تلے چلے گئے تو کیا دو چار دس ہزار سال میں نکل گئے تو کیا۔ یہ قطعی بات ہے کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ ہم اللہ ہی کے ہیں اسی کی طرف ہم نے جانا ہے آج نہیں گئے تو کل گئے اس لئے دوسروں کی فکر کی بجائے جب کوئی مرے اپنی فکر کیا کرو۔ یہ ہے بے ثباتی کا مضمون جو اِنَّا لِلّٰهِ نے ہمیں سکھلا دیا اور لوگ ان کی فکر کرتے ہیں اپنی نہیں کرتے۔ خطرہ ہے کہ جب تم کسی کو جاتے دیکھو تو تم بھی ضائع نہ ہو جاؤ۔ یاد رکھنا تم اللہ کے ہو اللہ ہی کی طرف سے آئے تھے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے سب سے بڑی فکر تو اپنی کرنی چاہئے۔

(خطباتِ طاہر جلد 15 خطبہ جمعہ 13 ستمبر 1996ء صفحہ 721-722)

حضورؒ فرماتے ہیں: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ (البقرہ: 157) میں ہمیں یہ پیغام دیا گیا ہے کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اب جس کی طرف لوٹ کر جانا ہے اگر آپ کی صفات اس کے ہم مزاج نہ ہوں تو اس کی طرف لوٹ کر جانا ہی جہنم کا دوسرا نام ہے اور اگر آپ کی صفات اس کے ہم مزاج ہو جائیں اور آپ ان کو سمجھیں اور ان سے لذت یاب ہوں اور اتنی پیاری لگیں کہ اپنی ذات میں ان کو جاری کرنے کی کوشش کریں تو اس وقت پھر اس کی لقاء جنت بن جاتی ہے۔ (خطبات طاہر جلد 14 خطبہ جمعہ 9 جون 1995ء صفحہ 410)

حضورؒ فرماتے ہیں: "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ کے پیغام کو سمجھنا چاہئے۔ ہمیں یہ نصیحت ہے کہ جب کسی جان کا یا مال کا نقصان ہو تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ پڑھیں۔ اس کا پیغام بالعموم لوگ سمجھتے نہیں اور بالعموم رجحان یہ ہوتا ہے کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ اس چیز پر پڑھا جا رہا ہے جو چیز ہاتھ سے ضائع ہو گئی یا نکل گئی حالانکہ یہ اِنَّا لِلّٰهِ اپنے اوپر پڑھا جاتا ہے خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اِنَّهٗ لِلّٰهِ وَاِنَّهٗۤ اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡنَ۔ جو چیز تمہارے ہاتھ سے نکلی ہے وہ اللہ کی تھی وہ اللہ کی طرف لوٹنی ہی تھی پھر کیا غم ہے فرماتا ہے یہ پڑھا کرو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ ہم اللہ کے ہیں اور لازماً اس کی

طرف لوٹ کر جائیں گے۔ پس ہر موت انسان کو زندگی کا پیغام دے رہی ہوتی ہے کوئی نقصان کا پیغام نہیں دے رہی ہوتی ہے اگر آپ اِنَّا لِلّٰہِ کے پیغام کو سمجھ جائیں تو دراصل یہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ مرنے والے پر نہیں بلکہ زندہ رہنے والے پر پڑھا جا رہا ہے۔ وہ خود اپنے اوپر پڑھ رہا ہے اور اپنے آپ کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ تو چلا گیا جس نے جانا تھا اس نے خدا کی تقدیر کے سامنے سرخم کر دیا لیکن میں نے بھی جانا ہے اس کی تیاری کے وقت ختم ہو چکے ہیں اور یہ کچھ بھی نہیں کر سکتا لیکن میرے لئے ابھی کچھ وقت باقی ہے۔ پس وہ انجام جس کو آپ اپنی آنکھوں کے سامنے غیب کی صورت میں دیکھ رہے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ آپ کو یہ متوجہ کرتا ہے یہ تمہارا بھی انجام ہو گا ایک دن تم بھی اس طرح جان دے رہے ہو گے یا دے چکے ہو گے اور لوگ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھ رہے ہوں گے اور ان بچاروں کو غفلت کی حالت میں پتا نہیں ہو گا کہ یہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اس پر تو نہیں بلکہ ہمیں اپنے اوپر پڑھنا چاہئے پس اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کا پیغام یہ ہے کہ اے خدا! ہم سمجھ گئے ہم نے اس حقیقت کو پا لیا کہ ہم تیرے ہی ہیں تجھ سے ہی وجود میں آئے تھے لِلّٰہِ کا مطلب صرف یہ نہیں کہ تیرے ہیں بلکہ یہ ہے کہ تجھ سے ہی پیدا ہوئے، تیری ہی ذات حقیقی اور دائمی ہے اس کے سوا کچھ بھی نہیں جو کچھ وجود میں آتا ہے وہ تجھ سے وجود میں آتا ہے اور جو خالق ہے وہی مالک بھی ہوا کرتا ہے۔ پس اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ میں یہ ساری باتیں شامل ہیں کہ اے خدا! ہم اس لئے تیرے ہیں کہ تیرے ہی سے وجود میں آئے ہیں تو نے عدم سے ہمیں وجود کی خلعت بخشی اور ہمارا تجھ سے جدائی کا سفر ایک دن ختم ہو جائے گا اور پھر لوٹ کر تیری ہی طرف واپس آئیں گے۔ تجھ سے الگ رہ کر جو ہماری زندگی کا عرصہ گزرا اس عرصہ میں ہم نے جو کچھ پایا کیا اس کا جواب ہم نے تجھے دینا ہے اور کس کیفیت میں جدائی کا یہ عرصہ گزرا اس کیفیت کی طرف اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ آپ کو متوجہ کر رہا ہے اور آپ کو خبردار کر رہا ہے۔ کیا خدا کے ہوتے ہوئے اور خدا کا رہتے ہوئے آپ نے خدا سے علیحدگی کا یہ وقت گزارا یا غیروں کا بن کر یہ وقت گزارتے رہے اگر اس عرصہ میں غیر کے ہو گئے تو پھر کس منہ سے خدا کی طرف واپس جائیں گے۔ یہ پیغام ہے جس کو ہر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھنے والے کو سمجھنا

چاہئے اور اس کے نتیجہ میں اپنے اندر کچھ پاک تبدیلیاں کرنی چاہئیں۔ سب سے پہلے تو یہ شعور بیدار ہونا چاہئے کہ ہم اس دنیا میں جس کے مرضی ہو چکے ہوں حقیقت میں ہم خدا کے ہیں وہی مالک ہے۔ نہ ہم اپنی بیوی کے، نہ اپنی بہن کے، نہ ماں کے، نہ باپ کے نہ بچوں کے جس کے ہیں اسی کی طرف جائیں گے اور جب وہ بلائے گا تو ہمیں اختیار نہیں ہے کہ نہ کر سکیں تو ہم جب دوسروں کے بنتے ہیں تو کیا دوسروں کے بنتے ہوئے خدا کو چھوڑ تو نہیں دیتے؟ کیا خدا سے تعلق قطع کر کے غیروں کے تو نہیں بن رہے؟ اگر ایسی حالت میں غیروں کے بن رہے ہیں تو جب آپ خدا کی طرف جائیں گے تو غیر بن جائیں گے غیر ہو کر جائیں گے اور اس صورت میں آپ خدا کے سامنے جواب دہ بھی ہوں گے اور محاورے کے مطابق فی الحقیقت اسے منہ دکھانے کے لائق نہیں رہیں گے۔ پس ہر موت سے زندگی کا ایک پیغام ملتا ہے اور ہر موت سے ہمیں زندگی کا پیغام حاصل کرنا چاہئے۔ اگر ایک مرنے والا اپنے پیار کرنے والوں کو زندہ کر جائے تو کتنی مبارک موت ہے۔ اگر ان کے اندر زندگی کا ایک شعور بیدار کر جائے اور ان کو یاد دلایا جائے کہ تم نے وہیں آنا ہے جہاں میں جا رہا ہوں لیکن تیاری کر کے آنا۔ اگر مجھ سے غفلت کی حالت میں کچھ دن بسر ہو گئے تو میرے لئے بخشش کی دعا مانگنا لیکن خود اس بات کو خوب باہوش طرح ذہن نشین کر کے رکھنا کہ میں نے بھی آخر خدا کی طرف لوٹنا ہے اس کے سامنے اپنے اعمال کا جواب دینا ہے یہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کا جو پیغام ہے یہ بہت ہی زندگی بخش ہے اور موت سے زندگی حاصل کرنے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بکثرت اور بار بار نصیحت فرمائی ہے۔ آپ کے ملفوظات میں بھی اور کتب میں بھی عام تحریرات میں بھی یہ بات کثرت سے ملتی ہے کہ موت سے سبق سیکھو اور ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھو کہ تم نے خدا کے حضور حاضر ہونا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ نظم کہ

؎ اک نہ اک دن پیش ہو گا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

(درثمین صفحہ 157)

یہی مفہوم پیش کر رہی ہے اور یہی توجہ دلا رہی ہے کہ اپنے مرنے کی تیاری رکھو۔

بعض دفعہ نوجوان یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی لمبی زندگی پڑی ہوئی ہے بڑا وقت ہے۔ کچھ دیر دنیا کی عیش کر لیں بعد میں دیکھی جائے گی لیکن موت کی تو خبر ہی کوئی نہیں، اس کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ خدا جب چاہے جس کو چاہے بلا لے اس لیے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کا پیغام سمجھنے کے بعد اس دعا کی طرف بھی انسان کی توجہ ہوتی ہے کہ وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ (آل عمران:194)

........جو شخص موت سے باخبر رہے اُسے زندگی میں ہی ایک نئی زندگی مل جاتی ہے اور اِنَّا لِلّٰہِ کے پیغام کے سمجھنے کے نتیجہ میں ایک انسان عالم بقا میں داخل ہو جاتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ کا پیغام آپ کو موت سے ڈراتا نہیں بلکہ موت کے خوف کو مار دیتا ہے۔ اگر آپ اس پیغام کو پوری طرح سمجھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ خدا کے ہیں خدا کے ساتھ رہ رہے ہیں اور خدا کے ساتھ رہیں گے اور اسی طرف واپس جائیں گے۔ خدا تعالیٰ کے قرب کا جو دائمی احساس ہے اور اس کا ہو رہنے کا احساس ہے۔ یہ پیغام جو آپ کو ملتا ہے کہ تم اس کے ہو تو اس کے بن کر دکھاؤ یہ ایک ایسا زندگی بخش پیغام ہے جو انسان کو عالم بقا میں لے جاتا ہے۔ موت کی دہلیز اس کی پہلی اور دوسری زندگی میں کوئی فرق نہیں کرتی بلکہ ایک قدم اٹھانے والی بات ہے۔ یہاں سے اُٹھا اور دوسری طرف چلا گیا لیکن یہ لوگ ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاتے ہیں۔ پس اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کے پیغام میں بقا کا پیغام ہے۔

میں نے اپنی بچیوں کو ان کی والدہ کی وفات پر جو باتیں سمجھائیں ان میں ایک بات یہ بھی تھی کہ میں نے بہت غور کیا ہے۔ مجھے موت کا کوئی ڈر خوف نہیں ہے، خدا کے حضور پیشی کا ڈر ہے لیکن موت کا ڈر کوئی نہیں۔ میرے لیے تو بالکل معمولی حیثیت ہے جس طرح آج آئے کل آئے کوئی فرق نہیں پڑتا اگر فکر ہوتی ہے تو صرف ان لوگوں کے غم کی جو پیچھے رہ جائیں گے۔ اس کے سوا مجھے موت کے تصور میں کوئی بھی اجنبیت دکھائی نہیں دیتی، کوئی بھی تکلیف دہ بات نہیں ہے جس کے نتیجے میں پریشان ہوں اور یہ جو پیغام مجھے ملا ہے یہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کے نتیجہ میں ملا ہے۔ میں نے جب اس پر غور کیا تو مجھے سمجھ آئی کہ ہم جس کے ہیں کل جب اس کی طرف لوٹیں گے تو اس وقت اس کے نہیں ہوں گے بلکہ اس لیے لوٹیں گے کہ اس کے ہیں۔ ان دو چیزوں میں فرق

ہے۔ اس کی طرف لوٹ کر اُس کے نہیں ہوں گے بلکہ ہیں اس لئے لوٹیں گے اور اگر اس کے ہیں اور اس کے باوجود اس کے نہ رہے ہوں تو پھر خوف کا مقام ہے۔ پھر بہت ہی دردناک اور تکلیف دہ صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔ جہاں تک لوٹنے کا تعلق ہے اس انجام کو تو کوئی ٹال ہی نہیں سکتا جو چاہے کر لے۔ بڑے سے بڑا آدمی بھی جائے گا، چھوٹے سے چھوٹا آدمی بھی جائے گا، بوڑھا، بچہ، ہر ایک نے آخر وہاں ضرور جانا ہے۔ بڑے بڑے اطباء جن امراض کے ماہر ہوتے ہیں بسا اوقات اللہ تعالیٰ کی تقدیر ان کو دکھاتی ہے کہ اصل غلبہ میرا ہی ہے اور وہ انہیں مرضوں سے مرتے ہیں جن مرضوں کی شفا میں وہ شہرت پا چکے ہوتے ہیں۔ ہمارے پاکستان کے بڑے بڑے ہارٹ اسپیشلسٹ تھے جو دل کی بیماری سے گئے۔ ان کا علم ان کے کام نہیں آسکا۔ پس شفا کا علم بھی اور دعا بھی یہ دونوں چیزیں موت کے سامنے عاجز آجاتی ہیں اور اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ نے جس قوت کے ساتھ اس مضمون کو ہمارے سامنے رکھا ہے اس کا اس سے تعلق ہے تب ہی موت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا جاتا ہے۔ خدا کا ہونا ایک غالب حقیقت ہے اور ایک دائمی حقیقت ہے۔ اس کی ملکیت ہمیشہ باقی رہنے والی چیز ہے۔ باقی سب چیزیں عارضی ہیں اور موت کا ملکیت سے تعلق ہے کیونکہ جس کی اصل ملکیت ہے وہ بالآخر نمایاں ہو کر دکھائی دے گی اور بیچ کے سب دھوکے اڑ جائیں گے جس میں انسان اپنے آپ کو خواہ عارضی طور پر خواہ مستقل طور پر مالک سمجھتا رہا۔ سب ملکیتیں فنا ہو جائیں گی۔ کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ قرآن کریم نے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی یہی تعریف فرمائی ہے کہ

وَمَآ اَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ۔ ثُمَّ مَآ اَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ۔ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ؕ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ۔ (الانفطار:18 تا 20)

تمہیں کیا پتہ کہ يَوْمَ الدِّيْنِ کیا چیز ہے۔ جب ہم مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کہتے ہیں تو خدا فرماتا ہے کہ کبھی سوچا بھی ہے کہ يَوْمِ الدِّيْنِ ہوتا کیا ہے۔ کیسے تمہیں سمجھائیں کہ يَوْمِ الدِّيْنِ کیا ہے؟ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا۔ کوئی ذات نہ اپنے لئے، نہ کسی اور کے لئے کسی چیز کی مالک ہو گی، کوئی جان نہ کسی جان کی مالک ہو گی، نہ کسی اور جان کی امین ہو گی نہ اپنے مالک ہو گی۔ نہ اپنے لئے کوئی

امانت اپنے پاس رکھتی ہو گی۔ سب کچھ خدا کی طرف لوٹ جائے گا۔ صرف ایک مالک رہے گا اور وہ خدا کی ذات ہے اس کے سوا کوئی مالک نہیں رہے گا۔ جب ملکیتیں ساری فنا ہو جانے والی ہیں تو اسی کا نام موت ہے یعنی غیر اللہ کی ملکیت کی ذات میں موت شامل ہے کیونکہ وہ ملکیت دائمی ہو ہی نہیں سکتی اس لیے کسی کو ہمیشہ کی زندگی نہیں مل سکتی۔

خدا کی طرف لوٹنے کا مطلب اس کی ملکیت کا ادراک کروانا ہے یہ بتانا ہے کہ حقیقی مالک وہی ہے تم اس کی طرف لوٹو گے اور اگر آپ وہ ملکیت چوری کر چکے ہیں۔ مالک نہ ہوتے ہوئے اس کا غلط استعمال کر بیٹھے ہوں اور لوگوں کے مالک بن چکے ہوں اور ان پر ناجائز قبضے کئے ہوں۔ ان کی عزتیں ان کی جانیں ان کے اموال ان کی خوشیاں آپ کے ہاتھ میں محفوظ نہ ہوں اور آپ نے ان پر ناجائز تصرف کر لیے ہوں تو پھر جب مالک حقیقی کے سامنے پیش ہوں گے تو یقینا جواب دہ ہوں گے۔ پس اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کے اندر بڑے گہرے بڑے تفصیلی زندگی کے پیغام ہیں اور ہر موت مومن کو یہ زندگی بخش جام پلا کر جاتی ہے۔ جب وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھتا ہے تو یہ اس کا آبِ بقا ہے جسے وہ پیتا ہے لیکن عجیب طرح لوگ پیتے ہیں کہ یہ آبِ بقا ان کو ہضم نہیں ہوتا ان کو یہ پتہ ہی نہیں کہ یہ کیا پی رہے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ اس مرنے والے کے لئے زہر کا پیالہ تھا جس کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ تو گیا اور ختم ہو گیا۔ پس اس سے آگے کچھ نہیں، میں باقی ہوں، بالکل الٹ بات ہے۔ پیغام تو یہ تھا کہ تم باقی نہیں رہو گے اور عارضی طور پر کسی غلط فہمی میں بھی مبتلا نہ ہو جانا۔ یہ جانے والا اس بات کو یقینی بنا کر جا رہا ہے کہ تم بھی نہیں رہو گے آگے اور لازماً تم نے اپنے خدا کی طرف جانا ہے۔ پس اتنی قطعی حقیقت کو بھلا دینا اور اپنی زندگی کو غفلت کی حالت میں بسر کرنا اور ظلم کی حالت میں بسر کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔

(خطبات طاہر جلد 11 خطبہ جمعہ 10 اپریل 1992ء صفحہ 262 تا 267)

حضورؒ فرماتے ہیں ۔

صبر و صلوٰۃ اور شہادت پر تسلیم و رضا کا ردعمل دکھانے والوں کی راہ پر ڈال ایسے لوگوں کی راہ پر ڈال جو ابتلاؤں اور نقصانات پر صبر سے کام لیتے ہیں اور تیرے حضور ہر قسم کی قربانیاں دیتے ہوئے

یہ عرض کرتے ہیں کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کہ سب کچھ گیا لیکن ہم بھی تو خدا ہی کے ہیں۔ ہم بھی چلے جائیں تو کچھ ہاتھ سے دینے والے نہیں ہوں گے۔ اِنَّا لِلّٰہِ ہم خدا کے تھے اور خدا کے ہیں اور ہم نے بھی تو آخر اسی کے پاس جانا ہے جہاں ہمارا سب کچھ جا رہا ہے۔

(خطبات طاہر جلد 10 خطبہ جمعہ 5 اپریل 1991ء صفحہ 298)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

حضورؒ فرماتے ہیں ۔

.....ہر ایک سے اچھی بات کہیں اور سلام کو رواج دیں۔ سلام کو رواج دینا مسلمان کو ہمیشہ اس کی حیثیت کی یاد دہانی کراتا ہے۔ جماعت احمدیہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلام کا رواج بہت ہے لیکن سلام کا رواج تو دنیا کی ہر قوم میں ملتا ہے۔ مختلف قسم کے سلام ہیں اور مختلف قسم کے آداب ہیں لیکن اسلام نے ہمیں سلام کا جو پیغام ہمیں سکھایا ہے اس کے ساتھ امن کی ضمانت شامل ہو جاتی ہے۔ جب ہم کہتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تمہیں صرف خدا کی طرف سے سلامتی پہنچے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میری طرف سے تم امن میں ہو اور اس حیثیت سے میں خدا سے بھی دعا کرتا ہوں کہ وہ بھی تمہیں امن عطا کرے اور اس کی رحمت بھی تم پر ہو۔ پس مومن سے دوسرا مومن ہی نہیں بلکہ ہر مذہب والا امن میں رہتا ہے اور مومن کا سلام ہر ایک کو امن کی ضمانت دیتا ہے۔ اس ضمانت کے بہت سے تقاضے ہیں۔ آپ کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ نہ آپ کی زبان سے کسی کو تکلیف پہنچے، نہ آپ کے عمل سے کسی کو تکلیف پہنچے، نہ آپ کی نگاہ سے کسی کو تکلیف پہنچے، نہ آپ کے لمس سے کسی کو تکلیف پہنچے بلکہ اس کے بر عکس سلام کا اگلا مضمون یہ ہے کہ اس کے دکھوں کو آپ امن میں تبدیل کرنے والے ہوں۔ یہ دونوں پہلو ہیں جو ہر احمدی کے ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہئیں۔

سلام کا ایک پہلو یہ ہے کہ مجھ سے تمہیں ضرر نہیں پہنچے گا یعنی سلام کہنے والا یہ یقین دلاتا ہے کہ میری طرف سے تم امن میں ہو۔ میری طرف سے تمہیں کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ دوسرا سلام کا پہلو یہ ہے کہ تمہاری تکلیفوں کو دور کرنے کی کوشش کروں گا، تمہاری بے قراری کو قرار میں

بدلوں گا، جو کچھ مجھ سے ممکن ہے میں تمہیں روحانی اور قلبی اور ذہنی سکون پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ پس یہ دوسرا پہلو ایسا ہے کہ جس میں آپ کو اپنے چاروں طرف دیکھتے رہنا چاہیے، ہوشیار رہنا چاہیے کسی بچے کو تکلیف میں دیکھیں تو اس کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کریں، کسی راہ ڈھونڈتے ہوئے کو پریشان دیکھیں تو آگے بڑھ کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہہ کر اپنی خدمات پیش کریں اور پوچھیں کہ اسے کیا تکلیف ہے اسے کس چیز کی ضرورت ہے۔ غرض یہ کہ محض منفی پہلو اختیار نہ کریں بلکہ مثبت پہلو بھی آگے بڑھ کر اختیار کریں۔ بعض دفعہ بعض غیروں کو جو ہمارے جلسوں میں یا کسی اور موقع پر تشریف لاتے ہیں یہ شکایت ہوتی ہے کہ جس طرح ہمارا اعزاز ہونا چاہیے تھا ویسا اعزاز ہمیں نہیں دیا گیا بعض دفعہ یہ شکایت ہوتی ہے کہ ہم کسی شخص کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور اس نے جھوٹے منہ بھی نہیں پوچھا کہ تم کیوں آئے ہو اور کس چیز کی ضرورت ہے، کچھ لوگ گپوں میں مصروف تھے ہم پاس سے گزرے ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوئی کہ کون آیا ہے اور کون گیا؟ اور ایسی شکایات بعض دفعہ مختلف ممالک سے بعض غیر مسلم یا غیر احمدی مسلمان لکھ کر بھی مجھے بھیجتے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دنیا میں کس نظر سے جماعت کو دیکھا جارہا ہے اور کیسی کیسی اس سے توقعات کی جارہی ہیں۔ یہ ایک پہلو سے جماعت کو ایک عظیم خراج تحسین بھی ہے یعنی جن برائیوں کی اطلاع دی جاتی ہے ان برائیوں میں بھی ایک خراج تحسین پوشیدہ ہے۔

(خطبات طاہر جلد 11 خطبہ جمعہ 31 جولائی 1992ء صفحہ 518 تا 519)

آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ ملاقات کے ایک پروگرام میں سوال کیا گیا کہ

سوال: حضور! دُعا کے آخر میں آمین کہتے ہیں؟

حضور: نہیں کہنا چاہئے؟

سائل: ضرور۔

حضور: کیا سوال ہے آپ کا؟ یہودی عیسائی اور مسلمان تینوں شکلوں میں آمین Amen کہتے ہیں یہ لفظ دراصل کسی زبان سے آیا ہے۔ اور اسلام میں کیسے شامل ہوا ہے۔ یہ قرآن کریم میں کہیں

تو نہیں فرمایا مگر حضورؐ نے دعاؤں میں آمین کہا ہے۔ اور بڑے واضح طور پر اور اتنی کثرت سے اس کی تائید میں احادیث ہیں کہ کوئی ایک بھی فرقہ ایسا نہیں جو آمین کے اسلامی ہونے کا انکار کر سکے لیکن صرف جہر اور خاموش پڑھنے کا فرق ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں اونچا پڑھنا چاہئے بعض کہتے ہیں نیچا پڑھنا چاہئے۔ یہ آمین یہود کے کہ جہاں تک مَیں نے دیکھا ہے بائبل سے محاورہ آیا ہے Old Testament سے قرآن مجید میں۔ ہاں Old Testament چونکہ عبرانی میں تھے اس لئے آمین لفظ وہ آمین کے بجائے Amen کہتے تھے۔ اور آمین یا Amen مجھے یاد ہے وہ لازماً عبرانی کا لفظ ہو گا کیونکہ بائبل عبرانی میں ہی نازل ہوئی ہے اور یہ لفظ بغیر ترجمہ کے اسی طرح قبول کیا گیا ہے دوسری زبان میں بھی کسی نے اس کا ترجمہ نہیں کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ Amen کے اندر یا آمین کے اندر تصور ہے جو دعا کی قبولیت کا اس کو دنیا کی سب زبانوں نے قبول کر لیا ہے۔ یہ جو قرآن کریم کے Old Testament کے یا New Testament کے جتنے تراجم ہوئے ہیں سب میں Amen لکھا جاتا ہے اس لئے اس میں مزید چھان بین کی ضرورت کوئی نہیں ہے کہ کیوں ایسا ہوا اور اس کا کیا مادہ ہے۔ مادہ ہو سکتا ہے الف میم، نون ہو یعنی امن کے معنیٰ ہوں اور ان کے جو مختلف استعمالات قرآن کریم میں ہیں ان میں اللہ تعالیٰ جب مومن کہتا ہے تو امن دینے والا بھی ہوتا ہے۔ تو ہر بے چینی یا ہر بلا کے لئے انسان اگر امن مانگے تو ہو سکتا ہے یہی اس کا آغاز ہو اس کے اندر یہی لفظ آمین استعمال کیا گیا ہو مزید اگر عبرانی میں اس کے معنیٰ ہیں جو قبول کر کے معنیٰ رکھتے ہوں تو وہ میرے علم میں نہیں ہے۔ ہمارے عبرانی احمدی دوست جو فلسطین میں سن رہے ہوں گے وہ پتہ کر کے بتائیں اگر کوئی ایسا معنیٰ ہو جو قبولیتِ درخواست کے معنیٰ رکھتا ہو تو مطلع کریں۔ میرے علم میں نہیں ہے۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ساتھ ملاقات پروگرام مؤرخہ 6 جولائی 1996ء)

(الفضل آن لائن لندن 22۔ اکتوبر 2021ء)

(مضمون نمبر10)

اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال

ازارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

(قسط2)

(طاہر فاؤنڈیشن)

السّلام علیکم

سوال: جب ہم نماز ختم کرتے ہیں تو السّلام علیکم کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اس لئے کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے کے بعد آپ زیادہ بہتر (فرمانبردار) بن چکے ہوتے ہیں۔ اور خدا کی طرف سے گویا سب کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ ہم تمہیں سلامتی بھیجتے ہیں۔ اور دائیں اور بائیں سب دنیا کو ہم سلامتی بھیجتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کسی کے خلاف کوئی بدارادہ نہیں باندھنا چاہئے بلکہ دنیا کو امن کا پیغام دینا چاہئے۔ تو یہ نماز میں تربیت ہے۔ کہ جب نماز سے فارغ ہو۔ واپس دنیا میں آؤ۔ تو سلام لے کر واپس آؤ۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اطفال سے ملاقات، ریکارڈ شدہ 10 مئی 2000ء روزنامہ الفضل 9 اپریل 2000ء)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سوال : صرف صحابہ کے نام کے ساتھ ہی کیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہ آتا ہے؟

جواب : یہ اصطلاح بن گئی ہے پرانے زمانے سے چلی آرہی ہے۔ قرآن کریم میں جب صحابہ کا ذکر آتا ہے۔ تو اس میں آتا ہے: رضوان اللہ علیھم۔ اللہ کی رضوان ان کو حاصل تھی۔

اس وقت سے یہ اصطلاح بن گئی ہے کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی لجنہ سے ملاقات: ریکارڈنگ 9 جنوری 2000ء، روزنامہ الفضل 8 مئی 2000ء صفحہ 3)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سوال: ہماری جماعت کا یہ موٴقف ہے کہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ جو ہے ہر سورت کی پہلی آیت گنی جاتی ہے۔ لیکن نماز میں سورت فاتحہ سے پہلے یہ نہیں پڑھی جاتی۔

حضور: پڑھی جاتی ہے۔

سائل: حضور بالجہر میں۔

حضور: ہاں اونچی آواز میں نہیں پڑھی جاتی۔ لیکن پڑھی جاتی ہے مگر وجہ یہی ہے جو میں بیان کر رہا ہوں کہ بعض مسالک ہیں جو نسلاً بعد نسل ہم نے ورثے میں پائے ہیں۔ اس لئے جو شافعی ہیں وہ پڑھتے ہیں انہوں نے نسلاً بعد نسل یہی ورثہ میں پایا ہے جب وہ سورہ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہیں تو بالجہر بِسۡمِ اللّٰہِ بھی پڑھتے ہیں لیکن ہم نے احناف میں جنم لیا ہے اور اکثر ہندوستان پر اور ترکی پر احناف کا غلبہ ہے۔ اس لئے ان کا طریق ہم نے اپنا لیا ہے۔ کہ بِسۡمِ اللّٰہِ خاموش پڑھو اور باقی اونچی پڑھو۔ غالباً ہو سکتا ہے یہ مسلک ان کا ہو کہ یہ ایسی لازمی چیز ہے کہ یہ گویا کہ Understood ہے ان معنوں میں جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے ہر دوسری سورت کے مضمون میں تبدیلی ہو گی بِسۡمِ اللّٰہِ وہی کی وہی رہے گی۔ شائد اس لئے انہوں نے نہ کی ہو بس یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جب تلاوت فرماتے ہوں تو شروع میں بِسۡمِ اللّٰہِ کو الگ اور ممتاز کرنے کے لئے نسبتاً ہلکی آواز میں پڑھتے ہوں۔ اور پھر باقی سورت یا آیات کی تلاوت پوری طرح جہر سے کرتے ہوں۔ یعنی بعید نہیں میں امکان بتا رہا ہوں۔ اور یہ آواز جو ہے اگر ہلکی پڑھی جائے شروع میں اور باقی سورت اونچی تو پچھلی صفوں والوں کو پہلی بِسۡمِ اللّٰہِ کی آواز نہیں پہنچے گی۔ بلکہ یہ پہنچے گی۔

یہ میں وجہ جواز سوچ رہا ہوں کیوں آخر اتنے بڑے مسلک کے علماء اور بزرگ فقہاء نے اس بات کو قبول کر لیا ہے جبکہ وہ روایات کی خوب چھان بین کیا کرتے تھے اور چونکہ ایک بڑے مسلک کے علماء نے اس کو قبول نہیں کیا بِسۡمِ اللّٰہِ خاموشی سے پڑھنے کو اس لئے لازماً وہ اونچی آواز سے بھی سنتے ہوں گے۔ تو دو مختلف راوی لازماً موجود ہیں۔ ایک رواۃ کا سلسلہ ہے جس نے کہا ہم نے تو کبھی رسول اللہ ﷺ کو بِسۡمِ اللّٰہِ اونچی آواز سے پڑھتے ہوئے نہیں سنا اور یہی ہمارا موٴقف چلا آرہا ہے

اور ایک حصہ نے کہا ہم نے تو سنا اور ہمیشہ سے ہمارا یہی موٴقف چلا آرہا ہے تو اب اس کا کیا حل ہو سکتا ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ایسے گروہوں میں ہوں کہ ایک دوسرے کی تکذیب کر رہے ہوں۔ اور ناواجب ایک مسلک دنیا کے سامنے یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

یہ مسئلہ ایسا ہے ہی نہیں جس پر تعصّبات کا اثر ہو اس لئے جو حل میں نے سوچا ہے وہ یہ مجھے دکھائی دیا ہے کہ بسا اوقات باہر سے آنے والے ذرا پیچھے آتے ہیں اور ان کی روایات میں ہم نے کس طرح دیکھا نماز پڑھتے ہوئے۔ یہ بات ہو سکتی ہے نمایاں طور پر کہ بِسۡمِ اللّٰہِ اونچی آواز سے نہیں پڑھی تھی مگر سورۃ فاتحہ اونچی آواز سے پڑھی تھی باقی سورۃ فاتحہ۔ اب رہا معاملہ ان بزرگ صحابہ کا جو اکثر پہلی صف میں ہوتے تھے اور قریب ہوتے تھے۔ ان کے ہاں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لئے یہ بات روز مرہ کی اتنی تھی کہ حدیث میں اہمیت کے لئے بیان کرنے کی ضرورت ہی کبھی نہیں پڑی ان کی خاموشی جو ہے مد ہو گئی ہے ان دو گروہوں کے پیدا ہونے میں ورنہ اگر ان کبار صحابہ کی قطعی روایات ہوتیں۔ تو کبھی ہو نہیں سکتا تھا کہ ایسے دو الگ الگ مسلک پیدا ہوتے۔

(ملاقات پروگرام موٴرخہ 5 اپریل 1996ء)

سوال: بِسۡمِ اللّٰہِ سورۃ کا حصہ ہے مگر نماز میں اس کی بالجہر قرأت نہیں کی جاتی۔ اس میں کیا حکمت ہے؟

حضور: یہ دو School of thoughts ہیں دو مکتبہ فکر ہیں۔ بعض بِسۡمِ اللّٰہِ کی تلاوت نہیں کرتے اور بعض بِسۡمِ اللّٰہِ کی تلاوت کرتے ہیں امام شافعیؒ وغیرہ لیکن حنفی بِسۡمِ اللّٰہِ کی تلاوت اونچی آواز میں نہیں کرتے۔ تو جماعت احمدیہ کا عقیدہ یہ ہے دونوں میں سے جو بھی کر لو دونوں جائز ہیں۔ لیکن ہم نے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ عادت بطور ورثہ میں پائی جاتی ہے ہم اس کو اپناتے ہیں لیکن دل میں ضرور پڑھتے ہیں ہر سورۃ کے آغاز میں۔ اگر وہ آغاز سے شروع کی جاتی ہے تو ہم دل میں لازماً بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھتے ہیں۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ مجلس سوال وجواب 11 اگست، 2000ء)

سوال: کیا بِسۡمِ اللّٰہِ کو ہر آیت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے نماز میں؟

حضور: بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھنا ضروری ہے مگر دل میں۔ مگر بالجہر پڑھنا ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ اس پر فقہاء کا اختلاف ہے۔ شافعی بالجہر پڑھنے پر اصرار کرتے ہیں بلکہ اکثر عرب احمدی بھی ہوئے ہیں تو پہلے نماز کی امامت کرواتے ہیں بِسۡمِ اللّٰہِ سے ہی شروع کرتے ہیں اور کبھی ہم نے ان کو روکا بھی نہیں کیوں کہ ایسا مسئلہ ہی نہیں جسے اصرار کے ساتھ نافذ کیا جائے۔

دو امکانات ہیں اور دونوں ہی جماعت احمدیہ میں رائج رہے ہیں لیکن چونکہ حنفی فقہ کو باقی فقہ پر فوقیت بخشی اس لئے جماعت احمدیہ کا مسلک اس فقہ پر چلا آرہا ہے اور حنفی بِسۡمِ اللّٰہِ نہیں پڑھتے، بالجہر نہیں پڑھتے۔ اور دوسرے جو پڑھتے ہیں اُن پر اعتراض بھی کبھی نہیں کیا۔ اس میں اختلاف نہیں ہے کوئی پڑھے تو کہے کہ تیری نماز خراب ہو گئی۔ میرے ماموں ولی اللہ شاہ صاحب وہ چونکہ رہے تھے کافی عرصہ عربوں میں جاکر تو اُن کی عادت تھی بِسۡمِ اللّٰہِ بالجہر پڑھنے کی اور حضرت مصلح موعودؓ نے اس علم کے باوجود ان کو بار بار امام الصّلٰوۃ مقرر فرمایا۔ جمعہ پڑھاتے تھے اور کبھی ایک صحابی نے بھی اُن پر اعتراض نہیں کیا کہ بِسۡمِ اللّٰہِ بالجہر کیوں پڑھتے ہیں۔ ان مسائل کو ہم ایک دوسرے سے لڑنے اور پھوٹ ڈالنے کا ذریعہ نہیں بنائیں۔ ایک انسان سچے دل سے سمجھتا ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایسا کہا ہو گا وہ کرتا رہے دونوں ہی مبارک ہیں ان کے لئے لیکن جماعت کے ایک شخص کے اوپر جو چیز اب رائج ہو چکی ہے وہ بھی ہے کہ بِسۡمِ اللّٰہِ اونچی آواز میں تلاوت نہیں کی جاتی مگر آج بھی کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ مجلس سوال وجواب مؤرخہ 9اپریل 1997ء)

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم

سائل: عام مسلمان جو تلاوت قرآن کریم کرتے ہیں آخر میں صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم پڑھتے ہیں۔ تو ہمارے ہاں یہ بات نہیں دیکھنے میں آتی۔

حضور: نہیں۔ بعض پڑھتے ہیں۔ بعض احمدی پڑھتے ہیں کسی نے اعتراض نہیں کیا۔

سائل: کوئی حرج نہیں؟

حضور : یہ بعد کی بات ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں رواج نہیں تھا مگر جو سنتِ حسنہ ہو جس پر کوئی شرعی اعتراض نہ ہو اور اس کے اوپر کوئی سقم واقعہ نہ ہو تو اس کے استعمال کرنے میں کوئی حرج بھی کوئی نہیں تو ہم جو نہیں کہتے اس لئے نہیں کہتے کہ ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ کے زمانے جو قرآن کے حوالے سے مسلک قائم ہو گیا وہ سب سے خوبصورت ہے اسی کے ساتھ رہنا چاہئے۔ جو کہتے ہیں کہ ایک سنتِ حسنہ داخل کرنے کی اجازت بھی تو ہے تو کرنے دو بے شک اختیار کرو مگر تمہیں گناہ کوئی نہیں ہو گا لیکن ہمیں نہیں پسند ہمیں تو وہی مسلک پسند ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رائج تھا۔ ٹھیک ہے۔ (ملاقات پروگرام: مؤرخہ 2۔ اگست 1996ء)

سوال: غیر احمدی لوگ قرآن کریم کی تلاوت ختم کرنے پر صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم کہتے ہیں۔

حضور: احمدی بھی کہہ سکتے ہیں کہنے میں تو کوئی حرج نہیں۔ مگر یہ کوئی رواج نہیں ہے۔ سنت نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ مگر بعد میں صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم نہیں کہا کرتے تھے۔ یہ لوگوں کی بنائی ہوئی بات ہے۔ وہ کہیں نہ کہیں اللہ نے سچ بولا ہے اللہ تو سچ ہی بولتا ہے۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم کا مطلب ہے۔ اللہ عظیم نے سچ بات کی ہے۔ یہ ویسے تو گندی رسم نہیں ہے تصدیق کرنے کا حرج کیا ہے۔ مگر سنت نہیں ہے اس لئے ہم احمدی نہیں پڑھتے۔ دعائے ختم القرآن پڑھنی چاہئے۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اطفال سے ملاقات، ریکارڈ شدہ 10 نومبر 1999، روزنامہ الفضل 29 جولائی 2000ء صفحہ 3)

یا اللہ یا رسول!

سوال: یا اللہ یا رسول! ہم عام کہتے ہیں یہ تو زندہ کے لئے استعمال ہوتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں؟

حضور: اسی پر ان میں آپس میں لڑائیاں ہو رہی ہیں یا محمد ﷺ! وہ لوگ کہتے ہیں جو بریلوی عقیدے کے ہیں اور واقعتاً تسلیم کرتے ہیں جب آپ ﷺ کو مخاطب کرتے ہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمداً سامنے موجود ہوتے ہیں۔ اس لئے جب یہ معراج شریف کی جگہ سیرت کے جلسے منعقد کرتے ہیں تو جب بھی سلام ہو رہا ہو سب اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اپنی کرسیوں پر اور یہ

یقین رکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سامنے موجود ہیں اور پھر ہر جگہ موجود ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرح صرف ایک جگہ موجود نہیں بلکہ اسی لمحہ ہر جگہ موجود ہیں یہ سارے مشرکانہ عقیدے جس سے اسلام کا دور کا بھی تعلق نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اعمال کے بعد ملاء اعلیٰ اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے اور قرآن سے ثابت ہے کوئی بھی شخص جس کی روح اپنے رب کے پاس حاضر ہو جائے وہ واپس نہیں آیا کرتی۔ وہ صرف فرضی باتیں اور کہانیاں بنائی ہوئی ہیں انہوں نے۔ اگر یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی عقیدے سے تعلق ہے جو نظر آتا ہے تو یہ مشرکانہ بات ہے لیکن یہ کوئی حق نہیں کسی دوسرے کی مسجد میں جا کر یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مناتے آدمی کا اپنا فعل ہے وہ خدا کے ہاں جواب دہ ہے۔ ہمارا اپنا استنباط ہے کہ یہ مشرکانہ فعل ہے وہ سمجھتے ہیں مشرکانہ نہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص عزت ہے مرنے کے بعد جواب دہ ہونا ہے اس نے فیصلہ کرنا ہے۔

(مجلس عرفان سوال وجواب از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، مجلس سوال وجواب کیسٹ نمبر104، 30جون 1995ء)

یا رسولُ اللہ!

سوال: 'یا رسولُ اللّٰہ' صحیح حرف ہے یا 'یا رسولَ اللّٰہ' کہنا چاہئے؟

حضور: یا رسولُ اللّٰہ۔ مگر اصل آپ نے بات پوچھی نہیں کہ یا رسول اللہ! کہنے کا مطلب کیا۔ اصل بحث تو ہے ہی اور۔ آپ نے صرف زبر زیر کی بحث اٹھا رکھی ہے......وہ گرائمر کا مسئلہ ہے نداء کے نتیجہ میں نصب آجاتی ہے جس کو نداء دی جا رہی ہو اس پر نصب آجاتی ہے عربی کا کاعدہ ہے۔ یہ تو رسول اللہ میں تو رفع آتی ہے اگر پیش پڑھیں تو اس لئے نصب ضروری ہے یا رسولُ اللہ کہنا پڑتا ہے۔ (مجلس عرفان، کیسٹ نمبر9)

(الفضل آن لائن لندن 6 نومبر 2021ء)
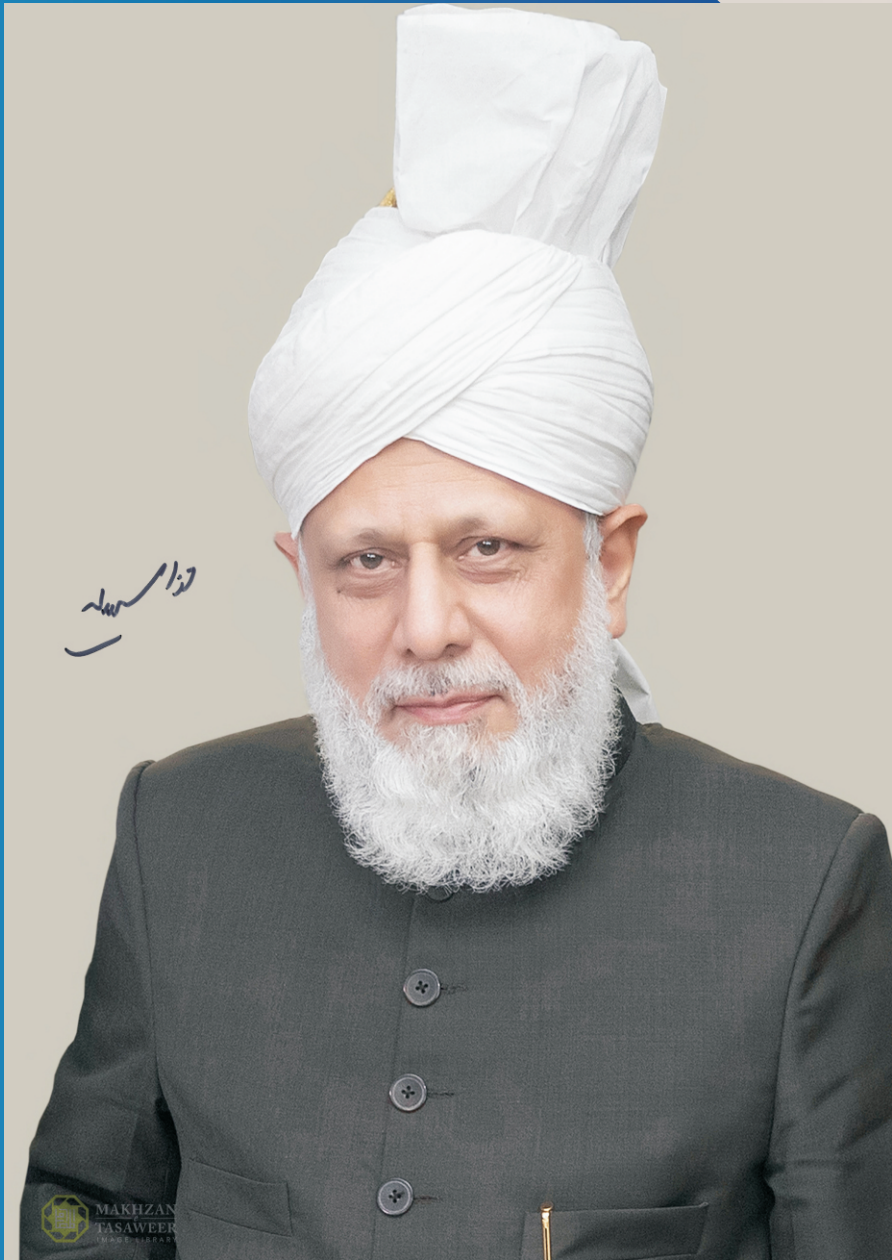
حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(مضمون نمبر 11)

اسلامی اصطلاحات کی اہمیت اور ان کے استعمال کی تحریک

از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

(ذیشان محمود۔ مبلغ سلسلہ سیر الیون)

اسلامی اصطلاحات سے مراد وہ اسلامی شعائر، دعائیں، اذکار، عبادات ہیں جو یا تو خود فی ذاتہ انفرادی حیثیت میں کامل عبارت یا جملہ ہوتے ہیں یا کسی مجموعہ کا نام بھی بطور اصطلاح رائج ہے۔ جیسے ارکانِ اسلام ایک مجموعہ ہے اور اذان ایک انفرادی اصطلاح ہے۔

جماعت احمدیہ ہمیشہ سے اسلامی اصطلاحات کو تعظیم دیتی آئی ہے اور اسی طرح تعظیم دیتی ہے جس طرح اس کا حق ہے۔ اور اگر بحیثیت مجموعی اس میں کمی نظر آئے تو خلیفۂ وقت کا بابرکت وجود احباب جماعت کو توجہ دلا دیتا ہے۔ مختلف مواقع پر خطبات اور سوالات کی صورت میں ان اصطلاحات سے متعلق جو حضور انور نے بیان فرمایا یا جوابات دیئے وہ قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

اذان

ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ جب ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو پھر اس کے کان میں کیوں اذان دینی چاہئے؟ اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

دائیں کان میں اذان دیتے ہیں بائیں کان میں تکبیر کہتے ہیں۔ تاکہ پہلی آواز جو اس زندگی میں آکر سُنے وہ اللہ تعالیٰ کا نام اس کے کان میں پڑے۔ کلمہ طیبہ اس کے کان میں پڑے۔ تاکہ وہ توحید پہ قائم ہو اور اس رسول کا نام پڑے جو توحید قائم کرنے میں سب سے بڑا رسول ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان ہو۔

(الفضل انٹرنیشنل 11 جولائی 2014ء)

ارکانِ اسلام

ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ وقف نو بچی کو پوری پانچ نمازیں دن میں پڑھنی چاہئیں یا صرف تین چار کافی ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

وقف نو کا کیا سوال ہے ہر مسلمان کے لئے پانچ نمازیں فرض ہیں۔ ہر ایک کو پڑھنی چاہئیں۔ تین چار کیا باقی نمازیں تم بخشوا کے آئی ہو۔ وقف نو کا سوال نہیں ہے ہر جو سچا مسلمان ہے اس کے لئے پانچ نمازیں فرض ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھ کے ہمیں بتائیں کہ کس طرح پڑھنی ہیں کون کون سے وقت پر پڑھنی ہیں اور کتنی تعداد میں پڑھنی ہیں اس لئے یہ تو فرائض ہیں۔ ارکان اسلام کیا ہیں؟ آتے ہیں؟ وقف نو کی بچی ہو اور ارکان اسلام ہی نہیں آتے تو وقف نو کی ٹریننگ آپ نے کیا کرائی ہوئی ہے۔ جس کو ارکان اسلام نہیں آتے اس بیچاری نے نماز کیا پڑھنی ہے۔ کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج یہ پانچ ارکانِ اسلام ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

سمجھ آئی؟ کلمہ کے بغیر تم مسلمان نہیں ہو سکتی۔ نماز فرض ہے۔ پانچ وقت کے لئے اس کو پڑھنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر تم مسلمان نہیں ہو سکتی۔ پھر روزہ ہے جو کہ فرض ہے اور اس میں بعض حالات میں چھوٹ بھی ہے۔ نماز ہر ایک کے لئے فرض ہے اس میں کوئی چھوٹ نہیں۔ باقی جو ارکان ہیں ان میں ہے کہ تم روزہ رکھو۔ بیمار ہو تو نہیں رکھ سکتے۔ مسافر ہو تو نہیں رکھ سکتے۔ چھوٹی عمر ہے تو نہیں رکھ سکتے۔ جب فرض ہو جائیں تو شرائط پوری کرتے ہوئے رکھو۔ زکوٰۃ ان پہ جن کے پاس پیسے ہوں اور ایک حد تک اتنا ہو مال جو پورا سال ان کے پاس رہے۔ یا جانور ہوں یا اور جائیداد ہو وہ زکوۃ دیتے ہیں۔ ان پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اور حج ان پر فرض ہے جو رستے کا خرچ بھی دے سکتے ہوں۔ امن اور سکون کی حالت بھی ان کو میسّر ہو۔ حج زندگی میں ایک دفعہ ہی عموماً لوگ کرتے ہیں۔ پانچ نمازیں فرض ہیں۔ تم نے کہیں اپنے امّاں ابا کو تین نمازیں پڑھتے دیکھ لیا تم سمجھی تین نمازیں ہوتی

ہیں۔ تین نمازیں نہیں ہوتیں پانچ ہوتی ہیں: فجر ظہر عصر مغرب عشاء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھاہے کہ جو پانچ نمازیں نہیں پڑھتاوہ احمدی نہیں۔ (الفضل انٹر نیشنل 11 جولائی 2014ء)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مصلح موعودؓ نے کلمہ طیبہ کو ماٹو قرار دیاہے اس بارے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

ہمارا ماٹو تو تمام قرآن کریم ہی ہے لیکن اگر کسی دوسرے ماٹو کی ضرورت ہے تو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے مقرر کر دیا اور وہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اور یہ تمام قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ تمام تعلیمیں اور تمام اعلیٰ مقاصد توحید سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ اسی طرح بندوں کے آپس کے تعلقات اور بندے کے خدا تعالیٰ سے تعلقات یہ بھی توحید کے اندر آجاتے ہیں۔ اور توحید ایسی چیز ہے جو بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے ظاہر نہیں ہو سکتی۔ اس لئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لگا دیا گیاہے کہ حقیقی معبود کی تلاش یا خدا تعالیٰ کو اگر دیکھناہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے دیکھو۔ گویا آپ ہی وہ عینک ہیں جس سے معبود حقیقی نظر آسکتاہے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد لی جائے تو اَلْحَمْدُ سے لے کر اَلنَّاسِ تک ہر جگہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا مضمون نظر آئے گا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک ہی ہے جن کے آنے سے دنیا میں توحید حقیقی قائم ہوئی ورنہ اس سے پہلے بعض لوگوں نے حضرت عزیرؑ کو بعض نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ بعض لوگ ملائکہ کو معبود بنائے بیٹھے تھے۔ ایسے وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ہر قسم کے فسادوں کو دور فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی توحید کے قیام کے لئے کھڑا کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہی دنیا میں پھر توحید قائم ہوئی اور یہی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ماٹو ہے جو ہم اپنی اذانوں کے ساتھ بھی بلند کرتے ہیں۔ جب کسی شخص کو اسلام میں لایا جاتا ہے تو اسے بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہلوایا جاتا ہے کیونکہ حقیقی اسلام اسی کا نام ہے۔ اگر کسی میں دینی کمزوری پیدا ہوتی ہے تو اس کی بھی

یہی وجہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اس کے سامنے سے ہٹ گیا ہوتا ہے ورنہ اگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہر وقت سامنے ہو تو انسان دینی کمزوریوں سے محفوظ رہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 564 تا 565 خطبہ جمعہ فرمودہ 28۔اگست 1936ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔ آج جبکہ شرک کے ساتھ دہریت بھی بہت تیزی سے پھیل رہی ہے بلکہ دہریت بھی شرک کی ایک قسم ہے یا شرک دہریت کی قسم ہے۔ ہم اپنے آپ کو ایک نعرے پر محدود کر کے اور اس پر اکتفا کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے نہیں بن سکتے۔ نہ ہی ہم انسانیت کی خدمت کے زعم میں اپنی نمازوں اور عبادتوں کو چھوڑ سکتے ہیں۔ جو ایسا کرتا ہے یا کہتا ہے اس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ پس ہمیں اپنے حقیقی مطمح نظر اور مقصود کو ہمیشہ سامنے رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم تمام دینی و دنیاوی انعامات کے حاصل کرنے والے بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (خطبہ جمعہ 9/ مئی 2014ء)

جمعۃ الوداع اور لیلۃ القدر

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جمعۃ الوداع اور لیلۃ القدر کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

”رمضان کا آخری عشرہ بھی بڑی تیزی سے گزر رہا ہے۔ اس عشرے میں دو چیزوں کی طرف مسلمان زیادہ توجہ رکھتے ہیں یا انہیں بہت اہمیت دیتے ہیں ان میں سے ایک تو لیلۃ القدر ہے اور دوسری چیز جمعۃ الوداع۔ ان میں سے ایک یعنی لیلۃ القدر تو ایک حقیقی اہمیت رکھنے والی چیز ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے۔ احادیث میں اس کا مختلف روایتوں میں ذکر ہے۔ اسی طرح قرآن شریف میں بھی اس کا ذکر موجود ہے لیکن جمعۃ الوداع کو تو خود ہی مسلمانوں نے یا علماء کی اپنی خود ساختہ تشریح نے غلط رنگ دے دیا ہے۔

......یہ بہت اہم نکتہ ہے جسے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ جب اس لیلۃ القدر میں سے کامیاب گزریں گے تو ترقی کرنے اور اس میں بڑھتے چلے جانے کے فیصلے بھی

غیر معمولی ہوں گے۔ فیصلے تو اللہ تعالیٰ نے کرنے ہیں، دعائیں تو اللہ تعالیٰ نے سننی ہیں، لیلۃ القدر تو اللہ تعالیٰ نے دکھانی ہے۔ پس ان باتوں کی پابندی بھی ضروری ہے جو لیلۃ القدر کے حاصل کرنے کا باعث بنتی ہیں۔ پھر مطلع الفجر بھی غیر معمولی ہوتا ہے اور پھر جو دن طلوع ہو گا یہ غیر معمولی کامیابیوں کے ساتھ نظر آئے گا۔ پس لیلۃ القدر سے فیض یاب ہونے کے لئے ہمیں ان باتوں کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔ لیلۃ القدر اس قربانی کی ساعت کا نام ہے جو خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو اور جو خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جائے اس سے بڑھ کر اور کوئی نفع کا سودا نہیں ہے۔ پس مقبول قربانیوں کی کوشش کرنی چاہئے......

ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ جمعہ اس لئے نہیں آیا کہ ہم اس کو پڑھ کر رمضان کو وداع کر دیں یا رخصت کر دیں بلکہ اس لئے آیا ہے کہ اگر ہم چاہیں تو اس سے فائدہ اٹھا کر ہمیشہ کے لئے اسے اپنے دل میں قائم کر لیں۔ جمعہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے لئے عیدوں میں سے ایک عید قرار دیا ہے۔ اور اس دن میں احادیث کے مطابق ایک ایسی گھڑی بھی آتی ہے جس میں دعائیں خصوصیت کے ساتھ قبول ہوتی ہیں۔ ان سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہئے۔ آج کے دن ہم اس لئے مسجد میں نہیں آئے، نہ آنا چاہئے اور یہ ایک احمدی کی سوچ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کہیں کہ تو نے جو مصیبت رمضان کی صورت میں ہم پر ڈالی تھی شکر ہے وہ آج ٹل رہی ہے یا رخصت ہو رہی ہے۔ بلکہ اس لئے آئے ہیں کہ ان مبارک گھڑیوں میں یہ دعا کریں کہ رمضان کے دن تو تین چار دن میں گزر جائیں گے لیکن اے خدا! تُو رمضان کی حقیقت اور اس میں کی گئی عبادتیں اور دوسرے نیک اعمال ہمارے دل کے اندر محفوظ کر دے اور وہ ہم سے کبھی جدا نہ ہوں۔"

(خطبہ جمعہ 25/ جولائی 2014ء)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 7 جون 2003ء کی چلڈرن کلاس میں ربوہ کے اطفال کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

”ربوہ کے بچے ماشاء اللہ آپ لوگوں کی طرح بہت ہی پیارے بچے ہیں۔ ان کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ احمدیوں کو سلام کو رواج دینا چاہیے یعنی ہر احمدی کو یہ عادت ڈالنی چاہیے کہ وہ ہر ملنے والے کو سلام کہے اور اس کے لئے حضرت صاحبؓ نے قادیان کی مثال دی تھی کہ وہاں ہر بڑا چھوٹا سلام کہتا تھا اور ایک بہت پیارا اور محبت والا ماحول تھا۔ تو عمومی طور پر حضرت صاحبؓ نے سارے بچوں کو اور بڑوں کو یہ کہا تھا کہ جب آپس میں ملیں تو سلام کہیں، خوش اخلاقی سے ملیں، لیکن ربوہ کے بچوں کو خاص طور پر کہا تھا کہ وہاں کا ماحول ایسا ہے کہ سلام کی عادت ڈالیں۔ تو ربوہ کے بچوں کے لئے یہی میرا پیغام ہے کہ ربوہ کے ماحول کو ایسا بنا دیں کہ ہر طرف سے سلام سلام کی آوازیں آ رہی ہوں، بڑے بھی چھوٹے بھی بچے بھی۔ بعض دفعہ بڑوں سے سستیاں ہو جاتی ہیں تو بچے اس کی پابندی کریں کہ انہوں نے بہرحال ہر ایک کو سلام کہنا ہے اور سلام کرنے میں پہل کرنی ہے تو اس طرح ربوہ کے ماحول پر بڑا خوشگوار اثر پڑے گا۔ ان شاء اللہ۔ ایک تو یہ بات ہے۔“ (الفضل ربوہ 10 جون 2003ء)

پھر فرمایا۔

”... اپنے بچوں کو سلام کہنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ یہ تو ٹریننگ کا ایک مستقل حصہ ہے، بچے کو سمجھاتے رہیں کہ وہ سلام کرنے کی عادت ڈالے، گھر سے جب بھی باہر جائے سلام کر کے جائے اور گھر میں جب داخل ہو تو سلام کر کے داخل ہو۔ پھر بچوں کو اس کا مطلب بھی سمجھائیں کہ کیوں سلام کیا جاتا ہے تو بہرحال بچوں، بڑوں سب کو سلام کہنے کی عادت ہونی چاہیے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 ستمبر 2004ء)

پھر فرمایا۔

”پس اللہ تعالیٰ کی سلامتی حاصل کرنے کے لئے اللہ اور رسول ﷺ نے یہی راستہ بتایا ہے کہ سلام کو رواج دو۔ اس سے آپس میں دلوں کی کدورتیں بھی دور ہوں گی، محبت بھی بڑھے گی، عفو اور درگزر کی عادت بھی پیدا ہو گی اور پھر اس سے معاشرے میں ایک پیار اور محبت کی فضا پیدا ہو جائے

گی جو کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے ایک بڑا اہم حکم ہے جس سے حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ پیدا ہو جائے گی۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11/ مئی 2007ء)

سلام اور مصافحہ

مصافحہ کرنے اور عہدیداران کو کھڑے ہو کر مصافحہ کرنے کی تحریک کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

”ایک روایت میں آتا ہے حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتا اور آپؐ سے گفتگو کرتا، آپؐ اس سے اپنا چہرہ مبارک نہ ہٹاتے۔ یہاں تک کہ وہ خود واپس چلا جائے اور جب کوئی آپؐ سے مصافحہ کرتا تو آپؐ اپنے ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہ چھڑاتے یہاں تک کہ وہ خود ہاتھ چھڑا لے۔ اور کبھی آپؐ کو اپنے ساتھ بیٹھنے والے سے آگے گھٹنے نکال کر بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

(ابن ماجہ، کتاب الادب باب اکرام الرجل جلیسہ)

اس سے جہاں ہم سب کے لیے نصیحت ہے، خاص طور پر جماعت کے عہدیداران کو بھی میں کہنا چاہتا ہوں، ان کو بھی سبق لینا چاہیے کہ ملنے کے لیے آنے والے کو اچھی طرح خوش آمدید کہنا چاہیے۔ خوش آمدید کہیں، ان سے ملیں، مصافحہ کریں، ہر آنے والے کی بات کو غور سے سنیں۔ بعض لکھنے والے مجھے خط لکھ دیتے ہیں کہ ہمارے بعض معاملات ہیں کہ آپ سے ملنا تو شاید آسان ہو لیکن ہمارے فلاں عہدیدار سے ملنا بڑا مشکل ہے۔ تو ایسے عہدیداران کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوہ حسنہ کو یاد رکھنا چاہیے، ملنے والے سے اتنے آرام سے ملیں کہ اس کی تسلی ہو اور وہ خود تسلی پا کر آپ سے الگ ہو۔ پھر دفتروں میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ ہر آنے والے کو کرسی سے اٹھ کر ملنا چاہیے، مصافحہ کرنا چاہیے۔ اس سے آپ کی عاجزی کا اظہار ہوتا ہے اور یہی عاجزی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھائی ہے۔ دیکھیں آپ بیٹھتے وقت بھی کتنی احتیاط کیا کرتے تھے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 ستمبر 2004ء)

استغفار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بارہا استغفار کی حقیقت سے متعلق خطبات جمعہ میں تفصیل بیان فرمائی۔ حضور فرماتے ہیں ۔

"استغفار کا حکم ایک ایسا حکم ہے جو اللہ تعالیٰ نے خود بھی مومنوں کو دیا اور انبیاء کے ذریعہ سے بھی کہلوایا اور مومنین کو استغفار کی طرف توجہ دلائی۔ انبیاء کو کہا کہ مومنوں کو استغفار کی طرف توجہ دلاؤ اور جب اللہ تعالیٰ مومنوں کو "وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ" یعنی اللہ سے بخشش مانگو، کا حکم دیتا ہے تو ساتھ ہی یہ بھی فرماتا ہے کہ "اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ" یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ یہ اعلان آنحضرت ﷺ سے بھی کرواتا ہے کہ مومنوں کو بتا دو کہ یہ مہینہ بخشش کا مہینہ ہے اور خود بھی اس بارہ میں یہ کہہ رہا ہے کہ بخشش میرے سے مانگو، مَیں بخشوں گا۔ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہوں تو اللہ تعالیٰ پھر بخشتا بھی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے بخشش مانگتے ہوئے اس کے آگے جھکیں اور بخشے نہ جائیں۔ اصل میں تو یہ رحمت، بخشش اور آگ سے نجات ایک ہی انجام کی کڑیاں ہیں اور وہ ہے شیطان سے دُوری اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنا۔" (الفضل انٹرنیشنل 10/اکتوبر تا16/اکتوبر 2008ء)

شیطان سے پناہ کے لئے تَعَوُّذ اور استغفار

ایک بچے نے سوال کیا کہ کوئی نیک کام کرنے سے پہلے جب شیطان ہمیں بہکاتا ہے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

تَعَوُّذ اور استغفار پڑھیں، ثابت قدم رہیں اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 23اکتوبر 2020ء)

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

ایک ناصرہ نے پوچھا کہ ہائی سکول کی پڑھائی کے پریشر کو کس طرح برداشت کیا جائے اور اچھے رنگ میں پڑھائی کیسے کی جائے؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

جو بھی آپ نے اگلے دن پڑھنا ہو، اس کو گھر سے پڑھ کر جائیں اور پھر جب آپ کلاس میں ٹیچر کا لیکچر سن رہی ہوں گی تو آپ کے لیے سمجھنا آسان ہو جائے گا۔ پھر جب آپ گھر واپس آئیں تو اس کی دہرائی کریں۔ پھر آپ پر زیادہ دباؤ نہیں پڑے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں۔ اپنی دعاؤں میں یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے یہ کام آسان کرے۔

حضور انور نے فرمایا کہ طلبہ کو اپنی پنجوقتہ نمازوں میں اپنی کامیابی کے لیے دعا کرنی چاہیے اور یہ چیز انہیں پر سکون رکھے گی اور ان کی پڑھائی کا دباؤ اور پریشانی بھی کم ہو گی۔ مزید بر آں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دو قرآنی دعا وَ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا اور رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ۔ وَ یَسِّرْلِیْۤ اَمْرِیْ۔ وَ احْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ۔ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ۔ کا ذکر فرمایا اور ان کو باقاعدگی سے پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

(الفضل انٹر نیشنل، 25 اگست 2021ء)

ایک اور طالبعلم نے سوال کیا کہ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کے علاوہ کون سی دعا پڑھائی میں آسانیاں پیدا کر سکتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

یہ قرآن کریم کی دعا ہے۔ اس کے علاوہ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ... کی دعا ہے۔ ایک دعا رَبِّ اَرِنِیْ حَقَآئِقَ الْاَشْیَآءِ ہے۔ یہ دعائیں ہیں۔ ان کو پڑھو اور ان پر غور کرو۔

(الفضل انٹر نیشنل 9۔ اگست 2013ء)

جَزَاکُمُ اللہُ

ایک واقفہ نَو نے پوچھا کہ جزاك الله کا جواب کیا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

جَزَاکُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَآء۔ قرآن کریم کہتا ہے هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (الرحمٰن: 61) یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے۔ جو جَزَاكَ اللّٰہُ کہتا ہے وہ تم پر احسان کر رہا ہے تمہارے لئے دعا کر رہا

ہے تو تم اس کے لئے دعا کر دو۔ اَحْسَنَ الْجَزَآء دے۔ اور بھی بڑھ کر جزاء کہ تم میرے لئے دعائیں کر رہے ہو۔ (الفضل انٹرنیشنل 20/ تا26/ جولائی 2012ء)

سہو صلاۃ کے لئے سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا

ایک واقفِ نو نے سوال کیا کہ جب امام نماز پڑھا رہا ہو، مثلاً تین رکعات کی بجائے دو پڑھا دے تو کیا کرنا چاہئے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا۔

''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' ایک دفعہ کہہ دو۔ اگر امام نے سن لیا تو ٹھیک ہے۔ نہیں تو خاموش رہو اور بار بار نہ کہو۔ یہ نہیں کہ پہلے پہلی صف اور پھر دوسری صف والے ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کہنا شروع ہو جائیں اور پھر تیسری صف شروع کر دے۔ اس طرح بار بار کے کہنے سے امام کو بھول ہی جاتا ہے کہ میں نے کرنا کیا ہے، کیا غلطی ہو گئی ہے، وہ نماز میں کچھ کہہ نہیں سکتا، کچھ کہنے کی اجازت نہیں ہے۔ تو اسلئے ایک دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا کافی ہے۔ امام کو سمجھ آ گیا تو ٹھیک ہے، نہیں یاد آتا تو خاموش رہو اور جب امام سلام پھیر دے تو اس کو یاد کروا دو کہ آپ نے دو رکعتیں پڑھی تھیں، پوری تین رکعات نہیں پڑھ سکے۔ تو امام سلام پھیرنے کے بعد پھر کھڑا ہو گا اور ایک رکعت پڑھا دے گا۔ سارے اس کے ساتھ پڑھیں گے اور رکعت کے بعد جب سلام پھیرنے لگے تو اس سے پہلے سجدہ سہو کے دو سجدے کرے گا اور سلام پھیر دے گا۔ بس ایک دفعہ امام کو یاد کروا دو۔ بعض دفعہ امام confuse بھی ہو جاتے ہیں۔ مجھے بھی بعض دفعہ لوگ ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' اس طرح کہنے لگتے ہیں کہ پتہ ہی نہیں لگتا کہ غلطی کیا کی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا۔

ایک دفعہ ایسا اتفاق ہو چکا ہے کہ کوئی کچھ نہیں بولا اور میں نے دو رکعات مغرب کی نماز کے بعد سلام پھیر دیا تو پھر نمازیوں نے کہا کہ آپ نے تو دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے، پھر ایک رکعت اور پڑھ لیتے ہیں۔ تو یہ ہو جاتا ہے، ہر ایک سے ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک دفعہ چار کی بجائے پانچ رکعات پڑھا دی تھیں۔ صحابہؓ نے کچھ نہیں کہا۔ بعد میں کسی نے

کہا کہ کیا نماز کے بارے میں نیا حکم آ گیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ نہیں۔ تو کہا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کہہ کر یاد کروا دینا تھا۔ بھول تو ہر ایک سکتا ہے۔ لیکن اگر امام کو یاد آ جائے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ سلام پھیرنے کے بعد نماز کا جو حصہ رہ گیا ہے، وہ پورا کر لے گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 19 تا25/ جولائی 2013ء)

نماز میں توجہ قائم رکھنے کا طریق

ایک خادم نے سوال کیا کہ حضور! بعض دفعہ نماز میں توجہ اِدھر اُدھر ہو جاتی ہے پس نماز میں توجہ کو قائم رکھنے کے لیے کیا کرنا چاہئے؟

فرمایا۔

کیونکہ نماز ادا کرتے ہوئے آپ کی ترجیح نماز نہیں ہوتی اس لیے۔ اس پر حضور نے اس خادم سے استفسار فرمایا کہ آپ کیا سٹڈی کر رہے ہیں؟ موصوف نے جواب دیا۔ میں اے لیول کر رہا ہوں اس پر حضور نے فرمایا۔ کون کون سے SUBJECTS ہیں؟۔ اس پر موصوف نے جواب دیا کہ آرٹس، میتھ، اور کمپیوٹر سائنس۔ فرمایا: بعض دفعہ آپ کی توجہ بٹ جاتی ہے اور آپ کمپیوٹر سائنس کے کسی مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔ یا بعض دفعہ آپ سوچ رہے ہوتے ہیں کہ کس طرح ریاضی کے اس فارمولہ کو سیکھا جائے یا پھر اس سوال کو کیسے حل کیا جائے۔ بعض دفعہ آپ ٹی وی پر ڈرامہ دیکھ رہے ہوتے ہیں تو آپ کے ذہن میں اس ڈرامے کا کوئی کریکٹر آ جاتا ہے کہ وہ یہ کر رہا ہے یا یہ کر رہا ہے۔ تو یہ چیزیں ہیں جو نماز میں آپ کی توجہ کو کسی اور طرف ہٹا دیتی ہیں اور آپ نماز میں توجہ نہیں کر رہے ہوتے۔ تو جب آپ نماز میں سورۃ الفاتحہ پڑھ رہے ہوں تو ''اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ'' کا بار بار ورد کرنا چاہیے۔ ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ'' پڑھیں۔ اور اگر آپ باجماعت نماز ادا کر رہے ہیں تو۔ ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ'' پڑھیں اور اس کے بعد جو امام پڑھ رہا ہو اس پر فوکس کریں۔ اور جب آپ اکیلے نماز ادا کر رہے ہوں، سنت ادا کر رہے ہوں یا گھر میں (انفرادی) نماز ادا کر رہے ہوں تو آپ۔ ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ''،

''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' اور ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ'' پڑھیں۔ اور جس جگہ بھی آپ کو پتا چلے کہ آپ کی توجہ بٹ رہی ہے تو ان ذکر کو پڑھیں اور پھر وہیں سے شروع کر دیں۔ مثلاً آپ سورۃ الفاتحہ میں ''مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ'' ادا کرنے کے بعد (آپ کی توجہ) کمپیوٹر کے کسی مسئلہ کو حل کرنے یا میتھ کا سوال حل کرنے یا پھر ڈرامے کے کسی کریکٹر کی طرف چلی گئی ہو تو پھر۔ ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ'' اور ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ'' پڑھیں اور دوبارہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' سے شروع کریں۔ اور بار بار اس طرح کرتے چلے جائیں اور خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے رہیں۔ خدا تعالیٰ بھی مدد فرمائے گا۔ یہ ایک مسلسل کوشش ہوگی تو پھر کچھ عرصے بعد جب آپ کافی ٹرین ہو جائیں گے تو (ان شاء اللہ) پھر آپ کی توجہ نہیں بٹے گی۔ (ملاقات خدام الاحمدیہ Midlands ریجن، منعقدہ 10 ستمبر 2020ء)

سجدہ میں دعا کی ترتیب

ہستی باری تعالیٰ سے متعلق ایک انٹرویو میں عامر سفیر صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے سوال کیا کہ

حضور! کہا جاتا ہے کہ سجدے میں ذاتی نوعیت کی دعائیں کرنے کی اجازت ہے اور یہ ایسی حالت ہے جب انسان خدا کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ دعا کی ترتیب کے حوالے سے کئی آراء ہیں یعنی جس ترتیب سے ہمیں سجدہ میں دعا کرنی چاہیے۔ جیسے کوئی اپنے لیے سب سے پہلے دعا کرے یا کسی اَور چیز کے لیے دعا کرے پھر اپنے لیے؟ حضور! ذاتی دعاؤں کی کیا ترتیب ہونی چاہیے، بالخصوص حالت سجدہ میں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

یہ ہر شخص کی اپنی کیفیت ہے اور جن حالات سے وہ گزر رہا ہے یا جس معاملہ میں وہ مستغرق ہے۔ فطرتی طور پر آپ ایسے مسئلہ پر روئیں گے یا زیادہ جذباتی ہو جائیں گے جو آپ کے لیے اہمیت کا حامل ہے، اسی طرح آپ ایسے معاملہ کے لیے دعا کریں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آپؑ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے تعلق کی مضبوطی کے لیے دعا کرتے تھے اور پھر جماعتی ترقی اور پھر اپنے خاندان کے لیے اور دوست احباب

کے لیے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک ترتیب تو بیان فرمادی ہے۔ ہر شخص کی الگ کیفیت ہوتی ہے بعض ایسے معاملات ہوتے ہیں جو کسی شخص کو زیادہ جذباتی کر دیتے ہیں۔ ایک شخص ممکن ہے کہ کسی سخت مسئلے سے دوچار ہو تو وہ ایسے معاملات کے لیے دعا سے آغاز کر سکتا ہے تا کہ اسے نماز کی درست کیفیت میسر آجائے۔ اس کا کوئی معین اصول نہیں ہے لیکن ہر کسی کو ایسے معاملات کے لیے دعا کرنی چاہیے جن سے دعا کی اصل کیفیت پیدا ہو جائے اور جو آپ کے لیے زیادہ جذباتی ہوں۔

آپ کو سب سے پہلے استغفار کرنا چاہیے پھر جب آپ اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر نظر کریں جو اس نے آپ پر فرمائے ہیں اور جب آپ اپنی حالت کو دیکھیں اور کمزوریوں کو تو یہی چیز آپ کو جذبات سے بھر دے گی اور جذباتی کیفیت پیدا کر دے گی۔ (الفضل انٹرنیشنل 27 مئی 2021ء)

استخارہ

ایک واقفہ نَو نے سوال کیا کہ شادی کے سلسلہ میں استخارہ کی کیا اہمیت ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

ہر کام کے لئے اللہ تعالیٰ سے راہنمائی لینے کے لئے استخارہ کا حکم ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر استخارہ یا ہر دعا کے بعد ضرور خواب بھی آئے اور جب تک خواب نہ آئے تم کہو کہ نہیں۔ اگر دل کو کسی بارے میں تسلی ہو جاتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی منشاء ہے۔ رات کو نماز کے بعد خاص طور پر دو نفل پڑھ کے کسی مقصد کے لئے دعا کرو اور پھر سو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ سے یہ مدد مانگو کہ اگر یہ رشتہ میرے لئے بہتر ہے تو میرے دل میں تسکین اور سکون پیدا کر دے اور اگر بہتر نہیں تو روک ڈال دے اور اس رشتے کے بارے میں میرے ماں باپ کے دل میں سے بھی نکال دے اور میرے دل میں سے بھی نکال دے۔ یہی مسئلہ پیدا ہوتا ہے کہ کبھی ماں راضی ہو جاتی ہے تو کبھی باپ راضی ہو جاتا ہے اور کبھی خود لڑکی کی مرضی ہوتی ہے۔ سارے راضی ہو جائیں تو زیادہ اچھا ہے۔

واقفہ نَو نے سوال کیا کہ کس کو استخارہ کرنا چاہئے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

لڑکی کو خود کرنا چاہئے۔ حضرت اماں جانؓ فرمایا کرتی تھیں کہ جب لڑکیاں چھ سات سال کی ہو جائیں تو اپنے نیک نصیب کے لئے دعا کرنی شروع کر دیں۔ تو ہر لڑکی کو اپنے نیک نصیب کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ جب بھی ایسا وقت آئے جب ان کا رشتہ آئے تو جو بہتر ہو وہ ہو۔ یہ نہیں کہ فلاں کے پاس پیسے ہیں، فلاں کے پاس عہدہ ہے، فلاں کے پاس ملازمت ہے، فلاں خاندان اچھا ہے تو میں نے رشتہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، غیب کا علم اس کو ہے، وہ جس کے لئے جو بہتر سمجھتا ہے اس کے مطابق کرو۔ باقی چھوٹی چھوٹی باتیں تو رشتوں کے بعد بھی ہو جاتی ہیں۔ پھر ان کو Ignore بھی کرنا چاہئے۔ پھر یہ ہے کہ غیر متعلقہ لوگ جو ہیں جن کا کوئی براہ راست تعلق نہیں ہوتا ان سے بھی استخارہ کروالینا چاہئے۔ ان کو بھی بعض دفعہ کوئی خواب آجاتی ہے یا کوئی نہ کوئی پیغام مل جاتا ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 20 تا26/جولائی 2012ء)

ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ استخارہ کرنے کا اصل طریقہ کیا ہے؟ اس پر حضور انور نے فرمایا پہلی بات تو یہ ہے کہ استخارہ کو سمجھو۔ جو بھی کام کرنے لگے ہو اللہ تعالیٰ سے خیر مانگو۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کام کی خیر مانگنا کہ اللہ کے نزدیک یہ بہتر ہے تو میرے حق میں ہو جائے۔

دوسرا یہ ہے کہ رات کو سونے سے قبل دو نفل پڑھو۔ زیادہ لمبی دعائیں نہیں بتاتا۔ دو نفل پڑھو اور اس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور استخارہ کر کے سو جاؤ اور کئی دن تک کرو، بعض لوگ چالیس دن بھی رکھتے ہیں۔ بعض کو تو تیسرے، چوتھے دن بعض باتوں کی تسلی ہو جاتی ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ خبریں پہنچائے۔ خبریں پہنچانے کے لئے استخارہ نہیں ہوتا۔ استخارہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خیر مانگنا کہ جو کام میں کرنے جا رہا ہوں اس میں اگر میرے لئے خیر ہے تو میرے لئے آسانی کے سامان پیدا فرما۔ (الفضل انٹرنیشنل 27 اگست 2012ء)

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

جون 2012ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ امریکہ کے دوران مسجد بیت الرحمٰن واشنگٹن میں طالبات کے ساتھ ایک نشست ہوئی۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”سوسائٹی میں، اپنے گھر میں، اپنے سسرال والوں کے ساتھ اور اپنے ماحول میں جو بھی بے چینیاں اور پریشانیاں پیدا ہوں وہ استغفار کرنے اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھنے سے دور کی جاسکتی ہیں۔“ (الفضل انٹرنیشنل 17/اگست 2012ء)

لغویات سے بچاؤ کے لئے تَعَوُّذ اور لَا حَوْلَ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ’قولِ سدید‘ کے قرآنی حکم کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

”پھر سچائی کے معیار کے حصول کی نصیحت کے ساتھ مزید تاکید یہ فرمائی کہ جن مجالس میں سچائی کی باتیں نہ ہوں، گھٹیا اور لغو باتیں ہوں ان سے فوراً اٹھ جاؤ۔ جہاں خدا تعالیٰ کی تعلیم کے خلاف باتیں ہوں ان مجالس میں نہ جاؤ۔ اب یہ گھٹیا اور لغو باتیں اس زمانے میں بعض دفعہ لاشعوری طور پر گھروں کی مجلسوں میں یا اپنی مجلسوں میں بھی ہو رہی ہوتی ہیں۔ نظام کے خلاف بات ہوتی ہے۔ کئی دفعہ مَیں کہہ چکا ہوں کہ عہدیداروں کے خلاف اگر باتیں ہیں، اگر نیچے اُس پر اصلاح نہیں ہو رہی تو مجھ تک پہنچائیں۔ لیکن مجلسوں میں بیٹھ کر جب وہ باتیں کرتے ہیں تو وہ لغو باتیں بن جاتی ہیں۔ کیونکہ اس سے اصلاح نہیں ہوتی۔ اُس میں فتنہ اور فساد اور جھگڑے مزید پیدا ہوتے ہیں۔ پھر اس زمانے میں ٹی وی پر گندی فلمیں ہیں۔ انٹرنیٹ پر انتہائی گندی اور غلیظ فلمیں ہیں۔ ڈانس اور گانے وغیرہ ہیں۔ بعض انڈین فلموں میں ایسے گانے ہیں جن میں دیوی دیوتاؤں کے نام پر مانگا جارہا ہوتا ہے، یا اُن کی بڑائی بیان کی جارہی ہوتی ہے جس سے ایک اور سب سے بڑے اور طاقتور خدا کی نفی ہو رہی ہوتی ہے۔ یا یہ اظہار ہو رہا ہو کہ یہ دیوی دیوتا جو ہیں، بت جو ہیں، یہ خدا تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔ یہ بھی لغویات ہیں، شرک ہیں۔ شرک اور جھوٹ ایک چیز ہے۔ ایسے گانوں کو بھی نہیں سننا چاہئے۔

پس شیطان کے حملے سے بچنے کے لیے اپنی بھرپور کوشش کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے احسن قول ضروری ہے۔ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ پھر دعا بھی اللہ تعالیٰ نے سکھائی کہ قرآنِ کریم کی آخری دو سورتیں جو ہیں جس میں شیطان کے ہر قسم کے حملوں سے بچنے کی دعا ہے۔

پھر ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

(حٰمٓ السجدۃ: 37)

اگر تجھے شیطان کی طرف سے کوئی بہکا دینے والی بات پہنچی ہے، ایسی باتیں شیطان پہنچائے جو احسن قول کے خلاف ہو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی بہت زیادہ دعا کرو۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھو۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھو۔

اللہ تعالیٰ یہ امید دلاتا ہے جو سننے والا اور جاننے والا ہے کہ اگر نیک نیتی سے دعائیں کی گئی ہیں تو یقیناً وہ سنتا ہے۔" (خطبہ جمعہ 18/اکتوبر 2013ء)

گناہ سے بچنے کے لئے استغفار اور لَا حَوْلَ

عامر سفیر صاحب نے اسی انٹرویو میں ایک اور سوال پوچھا کہ

حضور! پہلے جہاں گھر امن کی جگہ تھے اب خاندانوں کو گھروں کے اندر انٹرنیٹ اور ٹی وی کی بداخلاقیوں کی وجہ سے مشکلات کا سامنا ہے اور یوں برائی کی طرف مائل کرنے والے بہکاوے گھروں میں اور گھروں سے باہر ہر جگہ موجود ہیں۔ معاشرے میں ایسی بہت سی بہکانے والی چیزوں کی موجودگی کے پیش نظر حضور کی کیا نصیحت ہے کہ خدا سے تعلق پیدا کر لینے کے بعد اسے کیسے بر قرار رکھا جائے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

ہمیں کثرت سے استغفار اور لَا حَوْلَ پڑھنا چاہیے۔ اگر استغفار صحیح طور پر کیا جائے تو یہ بہت طاقتور ہو سکتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خود کو گناہ سے بچانے کے لیے اور نیکی کی حالت بر قرار رکھنے کے لیے کثرت سے استغفار کرنا چاہیے۔ انبیاء اپنی قوم اور اپنے پیروکاروں کے لیے استغفار کیا کرتے تھے نہ کہ اپنے لیے اور وہ استغفار اس لیے بھی کرتے تھے تا کہ ماضی میں جو ان کو گناہوں سے بچنے کی توفیق ملی اس پر شکر ادا کر سکیں۔ یوں ماضی کے گناہوں کو

مٹانے کے لیے اور مستقبل میں گناہوں سے بچنے کے لیے شکر گزاری کی خاطر ہر کسی کو استغفار کو اپنانا چاہیے۔ (الفضل انٹر نیشنل 27 مئی 2021ء)

بے چینی سے بچنے کے لئے استغفار اور لَا حَوْلَ

ایک خادم نے سوال کیا کہ کرونا وبا کی وجہ سے بہت سے لوگوں کی دماغی صحت متاثر ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر ڈپریشن اور بے چینی وغیرہ بڑھ رہی ہے تو ایسی صورت حال میں آپ خدام کو کیا نصیحت کریں گے کہ وہ ان معاملات کو کیسے deal کریں؟

فرمایا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ میری یاد اور میرا ذکر تمہارے دلوں کو اطمینان دے گا۔ پس ان دنوں (خاص طور پر) خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی کوشش کرنی چاہیے، پنج وقتہ نماز کا التزام کرنا چاہیے اور اگر ممکن ہو تو باجماعت نماز کا التزام کرنا چاہیے۔ درود شریف، استغفار اور کثرت سے ذِکر کریں، خدا تعالیٰ کی مدد مانگیں۔ اس طرح خدا تعالیٰ آپ کو قلبی سکون دے گا۔ اس وائرس کے دوران وہ لوگ جو میرے پاس رہ رہے ہیں وہ بھی اور میں نے خود بھی کچھ برا محسوس نہیں کیا۔ میرا نہیں خیال، اس (بیماری) نے ہم پر کوئی برا اثر چھوڑا ہے۔ میں بھی (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ) ٹھیک ہوں اور آپ بھی (امید ہے) ٹھیک ہی ہوں گے۔ اور وہ جو ٹھیک نہیں ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ نماز میں باقاعدگی اختیار کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے مدد طلب کریں اور خدا تعالیٰ ان کی مدد کرے گا۔ مزید یہ کہ مختلف ذِکر کریں۔ کثرت سے استغفار اور درود شریف پڑھیں۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی پڑھیں۔ اور بہت سی دعائیں جو کہ Prayer Book میں درج ہیں وہ بھی پڑھیں۔ اس سے آپ کو اطمینان ملے گا۔

(ملاقات خدام الاحمدیہ Midlands ریجن، منعقدہ 10 ستمبر 2020ء)

سورۃ الفاتحہ کا دَم

عامر سفیر صاحب نے سورۃ الفاتحہ اور دم کے حوالہ سے سوال کیا کہ:

حضور! مجھے سورۃ الفاتحہ کے دم کے بارے میں مزید جاننے کا شوق ہے۔ میں نے کچھ لوگوں سے سن رکھا ہے کہ جب وہ آپ سے ملے، آپ نے اپنا ہاتھ ان پر رکھا اور دعا کی اور بعد میں انہوں

نے بتایا کہ ان کی تکلیف دور ہو گئی ہے۔ کسی پر پھونک مارنے یا ظاہری طور پر اپنا ہاتھ کسی کے اوپر رکھنے اور دعا کرنے کی کیا حقیقت ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

حدیث میں ہے کہ جب آنحضور ﷺ کو پتہ چلا کہ آپؐ کے ایک صحابی نے ایک بیمار کا علاج کیا ہے تو آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ انہوں نے ایسا کیسے کیا۔ اس صحابی نے بتایا کہ انہوں نے سورۃ الفاتحہ کی تلاوت سے ایسا کیا۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ انہیں کس طرح پتہ چلا کہ وہ سورۃ الفاتحہ سے ایسا کر سکتے ہیں۔ جس پر اس صحابی نے عرض کیا کہ چونکہ اس میں شفا ہے اور اسی لیے انہوں نے اسے یعنی سورۃ الفاتحہ کو پڑھ کر اس سے علاج کیا۔ آپ ﷺ اس بات کو سن کر خوش ہوئے اور فرمایا کہ اس موقعے پر سورۃ الفاتحہ پڑھنا بالکل درست تھا۔

پہلی بات یہ ہے کہ آپ کو پورا یقین ہونا چاہیے کہ جس سے آپ دعا مانگ رہے ہیں یا جس کا خیال آپ کو ہے وہ دعا کا جواب دے سکتا ہے اور اس میں شفا دینے کی طاقت ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہستیٔ باری تعالیٰ پر کامل ایمان اور ایقان کا ہونا بنیادی چیز ہے۔ دوسرا یہ کہ انسان میں شرک کی کوئی ملونی نہیں ہونی چاہیے۔ انسان کو خالصتاً یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ایسا محض خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کی بدولت ہی ممکن ہے۔

بسا اوقات جب میں ایسا کرتا ہوں تو میرے دل میں خیال آتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ 'بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے'۔ مزید برآں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی انگوٹھی اس الہام کو مدنظر رکھ کر بنائی گئی ہے کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ یعنی کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے۔ اس لیے میرا یقین ہے کہ ضرور اس میں برکت رکھی گئی ہے۔ اس لیے بسا اوقات میں دعا کے لیے کہنے والوں پر دعا کرتے ہوئے یہ انگوٹھی بھی مس کرتا ہوں۔ بہر حال میں ایسا اس وقت کرتا ہوں جب اللہ میرے دل میں یہ خیال ڈالے یا اگر کوئی بار بار مجھ سے ایسا کرنے کا کہے۔ میں کئی دفعہ ایسا اس لیے کرتا ہوں کہ میرے دل میں اللہ کی طرف سے شدت سے ایسا کرنے کا خیال آتا ہے کہ ایسا کرنے میں مضائقہ

نہیں۔ میں ایسا ہر ایک کے لیے نہیں کرتا بلکہ ان کے لیے کرتا ہوں جس کے بارے میں اللہ میرے دل میں خیال ڈالتا ہے۔

جس طرح ہمارے پاس ظاہری بیماریوں کا علاج ہے اسی طرح یہ روحانی بیماریوں کا علاج ہے۔ مگر ضروری نہیں کہ ہر دفعہ یہ سو فیصد ہی کارگر ثابت ہو کیونکہ یہ علاج اللہ تعالیٰ کی مرضی اور رضا سے حاصل ہوتا ہے، جب اللہ چاہتا ہے۔ عمومی دعائیں اور التجائیں تو ہوتی ہی ہیں مگر یہاں خاص بات تبرک کی ہے۔ یہ الہام اللہ تعالیٰ کے قرآنی الفاظ پر مشتمل ہے اور پھر یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ہوا۔ حقیقت یہی ہے کہ جب اللہ کافی ہے تو پھر وہ اپنے فضل ظاہر کرنے پر بھی قادر ہے۔

میں نے کئی دفعہ لوگوں کو معجزاتی طور پر بیماریوں سے شفایاب ہوتے دیکھا ہے۔ بسا اوقات مجھے ان کی شفا کی اس قدر امید بھی نہیں ہوتی مگر جب لوگ دوبارہ ملتے ہیں تو بتاتے ہیں کہ انہیں شفا مل گئی تھی اور یہ ہوتا بھی اسی لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا چاہتا تھا۔ بہر حال میں پیروں یا فقیروں کی طرح نہیں ہوں (جو نام نہاد مذہبی پیر، روحانی عامل اور راہنما ہوتے ہیں)۔ جو اس طرح کے کام پیشہ کے طور پر کرتے ہیں اور اپنے پاس آنے والے ہر آدمی کے ساتھ ایسے عمل کو دہراتے ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 27 مئی 2021ء)

آیۃ الکرسی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شفاعت کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں آیۃ الکرسی یاد کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”تم آیت الکرسی یاد کرو۔ جب وہ پڑھو گی پھر اس کا ترجمہ پڑھو گی تو تمہیں شفاعت کا مطلب پتا لگ جائے گا۔ بلکہ پڑھو اور ساری واقفات نو کو چاہئے کہ آیت الکرسی یاد کریں اور رات کو سوتے ہوئے اپنے اوپر پھونکا کریں تا کہ تم لوگوں میں نیکیوں کی روح پیدا ہو اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آؤ۔“ (الفضل انٹرنیشنل 11 جولائی 2014ء)

اسی طرح ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ تلقین فرمائی ہے کہ جو یہ آیات پڑھے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔ تو آیات صرف پڑھنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کے مضمون پر غور کرتے ہوئے ان باتوں کو اپنانے کی بھی ضرورت ہے اور وہ فہم اور اِدراک حاصل کرنے کی بھی ضرورت ہے جو ان آیتوں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن کریم نے اس کی وضاحت کئی جگہ پر کی۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو کھول کر ہمارے سامنے رکھا۔ اگر یہ باتیں ہوں گی تو پھر انسان خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کی حفاظت میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ 2؍ فروری 2018ء)

آیۃ الکرسی، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کے فضائل

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آیت الکرسی، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کے فضائل کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں کہ

"روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سوتے وقت آیۃ الکرسی، سورۃ اخلاص، سورۃ فلق اور سورۃ النّاس یعنی قرآن کریم کی جو آخری تین سورتیں ہیں، یہ اور آیۃ الکرسی تین دفعہ پڑھ کر ہاتھوں پر پھونکتے اور پھر اپنے ہاتھوں کو جسم پر اس طرح پھیرتے کہ سر سے شروع کر کے جہاں تک جسم پر ہاتھ جا سکتا جسم پر پھیرتے۔

پس جس کام کو آپؐ نے باقاعدہ جاری رکھا یا باقاعدگی سے کیا تو یہ آپ کی سنّت بنی اور اس کام کو ہر مسلمان کو کرنا چاہئے اور ہم احمدی جن کی اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت پر عمل کرنے کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید رہنمائی فرمائی ہے ہمیں اس پر عمل کرنے کی خاص کوشش کرنی چاہئے اور خاص طور پر ان حالات میں جن میں سے ہم گزر رہے ہیں دعاؤں اور نمازوں اور اذکار کی طرف خاص طور پر نہ صرف اپنی ذاتی روحانی اور دنیاوی ضروریات کے لئے توجہ دینی چاہئے بلکہ جماعتی فتنوں اور فسادوں اور حاسدوں اور دشمنوں کے شر سے بچنے کے لئے بھی ایک انتہائی اہم فرض سمجھ کر توجہ دینی چاہئے۔

......اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہم باقاعدگی سے سونے سے پہلے یہ آیات پڑھ کر، ان دعاؤں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اپنے پر پھونکنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے۔" (خطبہ جمعہ 16/ فروری 2018ء)

صلاۃ الکسوف والخسوف

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"آج یہاں سورج گرہن تھا۔ اسی طرح بعض اور ممالک میں بھی گرہن لگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر خاص طور پر دعاؤں، استغفار، صدقہ خیرات اور نماز پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الکسوف باب الصلوٰۃ فی کسوف الشمس حدیث: 1044، صحیح مسلم، کتاب الکسوف وصلاتہ باب ذکر النداء بصلاۃ الکسوف... حدیث: 2117)

اس لحاظ سے جماعت کو جہاں جہاں بھی گرہن لگنے کی خبر تھی ہدایت کی گئی تھی کہ نماز کسوف ادا کریں۔ ہم نے بھی یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق یہ نماز ادا کی۔

احادیث میں اللہ تعالیٰ کے خاص نشانوں میں سے ایک نشان سورج اور چاند گرہن کو قرار دیا گیا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الکسوف باب صلاۃ النساء مع الرجال فی الکسوف حدیث: 1035)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مسیح موعود کی آمد کی نشانیوں میں سے ایک بڑی زبردست نشانی سورج اور چاند گرہن تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشرق اور مغرب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں پورا ہوا۔ پس اس لحاظ سے گرہن کی نشانی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت سے ایک خاص تعلق ہے۔" (خطبہ جمعہ 20/مارچ 2015ء)

نقصان پر اِنَّا لِلّٰہِ اور دوسری دعائیں

بیت الفتوح میں آتشزدگی کے بعد استغفار اور دعاؤں کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان آیات کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں۔

”...... ہم آزماتے رہیں گے تم کو کبھی کسی قدر خوف بھیج کر، کبھی فاقہ سے، کبھی مال، جان اور پھلوں پر نقصان وارد کرنے سے۔ مگر ان مصائب شدائد اور فقر وفاقہ پر صبر کر کے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہنے والے کو بشارت دے دو کہ ان کے واسطے بڑے بڑے اجر، خدا کی رحمتیں اور اس کے خاص انعامات مقرر ہیں۔ دیکھو ایک کسان کس محنت اور جانفشانی سے قلبہ رانی کر کے زمین کو درست کرتا۔ پھر تخم ریزی کرتا۔ آبپاشی کی مشکلات جھیلتا ہے۔ آخر جب طرح طرح کی مشکلات، محنتوں اور حفاظتوں کے بعد کھیتی تیار ہوتی ہے تو بعض اوقات خدا کی باریک در باریک حکمتوں سے ژالہ باری ہو جاتی یا کبھی خشک سالی ہی کی وجہ سے کھیتی تباہ وبرباد ہو جاتی ہے۔ غرض یہ ایک مثال ہے ان مشکلات کی جن کا نام تکالیف قضا و قدر ہے۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کو جو پاک تعلیم دی گئی ہے وہ کیسی رضا بالقضا کا سچا نمونہ اور سبق ہے اور یہ بھی صرف مسلمانوں ہی کا حصہ ہے“۔ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 413-414 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس بات کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ نہ ہمارے اپنے دل میں کبھی یہ خیال آئے کہ خدا تعالیٰ کیوں بڑے بڑے نقصانوں اور ابتلاؤں سے ہمیں گزارتا ہے اور نہ ہی کسی مخالف کے ہنسی ٹھٹھا کرنے یا یہ کہنے پر ہم پریشان ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تو پھر تمہارا نقصان کیوں ہوتا ہے......رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ کی دعا اور اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُكَ فِیۡ نُحُوۡرِھِمۡ وَنَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شُرُوۡرِھِمۡ۔ کی دعا پڑھیں اور رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَةً وَّ فِی الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ کی دعا پڑھنی چاہئے۔ اگر یہ واقعہ میں ہماری نااہلی اور کمزوری کی وجہ سے ہوا ہے تو استغفار بھی بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ہمیں اپنی ذمہ داریاں صحیح رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کمزوریوں کو دور فرمائے۔ اور اگر یہ آزمائش ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں سے بھی کامیابی سے گزارے اور اپنے انعامات پہلے سے بڑھ کر عطا فرمائے اور ان صابرین میں ہمارا شمار فرمائے جن کو خوشخبریاں عطا فرماتا ہے اور پہلے سے بڑھ کر ہم ترقیات دیکھیں۔“

(خطبہ جمعہ 2/ اکتوبر 2015ء)

حرف آخر

اسلامی اصطلاحات کا استعمال ہر مسلمان کے لئے عقیدۃً نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ لیکن احمدی مسلمانوں کو مختلف ممالک میں زبردستی روکا جاتا رہا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حالیہ آن لائن ملاقات میں اس حوالہ سے تفصیلی ذکر کیا۔

پاکستان میں اصطلاحات کے استعمال سے روکا گیا

ایک خادم نے سوال کیا کہ جیسا کے ہم دیکھ رہے ہیں کہ افغانستان میں جب سے صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی ہے تب سے افغانستان میں امن نہیں ہے۔ پاکستان میں بھی ایک لمبے عرصہ سے شہادتیں اور ظلم ہو رہے ہیں۔ تو کیا پاکستان میں بھی کبھی امن ہو سکے گا؟

فرمایا:۔ جب تک پاکستانی نام نہاد علماء اپنے رویوں میں (مثبت) تبدیلی نہیں لاتے، اچھے اخلاق کا مظاہرہ نہیں کرتے، اچھا رویہ اختیار نہیں کرتے اور غیر انسانی سرگرمیوں کو چھوڑ کر حقیقی انسان نہیں بن جاتے تب تک پاکستان میں کبھی امن نہیں ہو گا۔ ہم نے 1953ء میں بھی یہ بات کہی تھی جب احمدیوں سے غیر انسانی سلوک رکھا جا رہا تھا، احمدیت کے خلاف احتجاج ہو رہے تھے اور کچھ احمدیوں کو شہید بھی کیا گیا تھا۔ لیکن اس وقت تک احمدی حکومتِ پاکستان میں آزادانہ شہری تصور کیے جاتے تھے۔ لیکن اب آئین میں تبدیلی کر کے اور پھر ضیاء الحق صاحب نے آئین میں مزید ترمیم بھی کی جس کے بعد مسلمانوں کو اپنے بچوں کے اسلامی نام رکھنے سے بھی روکا گیا۔ (اور یہ کہ احمدی) بِسۡمِ اللّٰہِ نہیں کہہ سکتے، اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ نہیں کہہ سکتے۔ انہوں نے مزید احمدیوں پر قوانین کو مسلط کیا۔ اگر آپ پاکستان کی تاریخ دیکھیں تو تب سے پاکستان میں امن نہیں ہے۔ جب بھی کوئی فوجی یا سیاسی حکومت آتی ہے تو وہ پریشان ہی رہتے ہیں کیونکہ ان کا عوام پر کنٹرول نہیں ہوتا۔ (نام نہاد) مولویوں نے عوام پر کنٹرول کیا ہوا ہے۔ جب تک یہ لوگ حقیقی توبہ نہیں کر لیتے میرا نہیں خیال کہ پاکستان میں امن کے لحاظ سے کوئی تبدیلی آ سکے۔

(ملاقات خدام الاحمدیہ Midlands ریجن، منعقدہ 10 ستمبر 2020ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(الفضل آن لائن لندن 22۔ اکتوبر 2021ء)

تین دفعہ سلام کرنا

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا وَإِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا۔

(بخاری، کتاب الاستئذان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی (مجمع میں زیادہ لوگوں) کو سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کرتے اور جب کوئی بات کرتے تو (سمجھانے کے لئے) تین دفعہ بات کرتے۔

(مضمون نمبر12)

اسلامی اصطلاحات بر موقع حج و عمرہ

از روئے قرآن وحدیث

(علامہ محمد عمر تماپوری۔انڈیا)

حج

وقت مقررہ پر مکہ مکرمہ معظمہ میں بیت اللہ کی زیارت کرنا۔ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔

تلبیہ

زائرین حج کی مخصوص پکار جو بار بار وقفہ وقفہ سے لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لاَ شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لاَشَرِیْكَ لَكَ ترجمہ تیرے حضور حاضر ہوں اے اللہ تیرے حضور حاضر ہوں تیرے حکم پر تیرے در پر حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بے شک حمد وشکر کا مستحق تو ہی ہے انعام واحسان کرنا تیرا ہی حق ہے اے مالک تیرا کوئی شریک نہیں۔

میقات

وہ مقام جہاں سے حاجی حج یا عمرہ کے لئے احرام باندھتے ہیں اور تلبیہ پڑھنا شروع کرتے ہیں لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ . . .

احرام

حج کے لباس کا نام احرام ہے تلبیہ پڑھنے والا یہ لباس پہننے والا محرم کہلاتا ہے۔

اضطباغ

احرام کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنے اور دایاں شانہ کھلا رکھنے کے عمل کو اضطباغ کہا جاتا ہے یہ چستی اور اظہار قوت کے لئے کیا جاتا ہے۔

آفاقی

بیرون حرم سے آیا ہوا حاجی جو میقات کے باہر کے کسی علاقے سے آیا ہو اس کو آفاقی کہتے ہیں۔

حرم

خانہ کعبہ کی چار دیواری مقدس جگہ، باعظمت زیارت گاہ، بیت اللہ، بیت العین۔

مطاف

طواف کرنے کی جگہ جو خانہ کعبہ کے ارد گرد راستے کی صورت میں بنی ہوئی ہے۔

استلام

حجر اسود کو چھونے اور بوسہ دینے کو استلام کہا جاتا ہے۔

حجر اسود

وہ سیاہ پتھر جو خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب ہے جس کو چھونا یا بوسہ دینا سنت نبوی ﷺ ہے۔

طواف

بیت اللہ کے گرد سات چکر لگانے کا نام طواف ہے۔

شوط

بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے حجر اسود سے چل کر پھر اسی جگہ آتے ہیں ایک مکمل چکر کو شوط کہتے ہیں۔

جنابت

احرام کی حالت میں جنسی گفتگو کرنا یا اشارہ کرنا جو ممنوع ہے اس کا کفارہ کبھی قربانی یا صدقہ ہے۔

سعی

صفا اور مروہ کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان دوڑ لگانے کو سعی کہا جاتا ہے۔ اس سعی کے لئے سات دوڑ (چکر) لگائے جاتے ہیں۔

ایام تشریق

ماہ ذی الحج کی 13,12,11 تاریخوں کو ایام تشریق کہا جاتا ہے ان دنوں میں رمی جمار، قربانی اور طواف افاضہ کیا جاتا ہے۔

رمی جمار

کنکریوں کا پھینکنا، عرفات سے واپسی کے بعد حاجی حضرات منیٰ میں تین ستونوں پر کنکریاں مارتے ہیں اس کو رمی جمار کہتے ہیں۔

یوم عرفہ

ذی الحج کی 9 تاریخ کو تمام حاجی میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں قیام کرتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔

وقوف

سے مراد ٹھہرنا ہے۔ منیٰ، مزدلفہ اور عرفات میں ٹھہرنے کو وقوف کہا جاتا ہے۔

ہدی

قربانی کا جانور جو حاجی اپنے ہمراہ لے جاتے ہیں یا ان کو قربانی کی جگہ مہیا کیا جاتا ہے۔

یوم النحر

ذی الحج کی دس تاریخ کو تمام حاجی میدان عرفات اور مزدلفہ سے واپس آکر قربانی کرتے ہیں، یعنی قربانی کا دن۔

تحلیق و تقصیر

مزدلفہ سے واپسی کے بعد دس ذی الحجہ کو قربانی کے بعد سر منڈانے کو تحلیق اور بال کٹوانے کو تقصیر کہتے ہیں۔

طواف کعبہ

بیت اللہ شریف کے گرد چکر لگانے کا نام طواف کعبہ ہے۔ طواف کی بھی چند اقسام ہیں۔

طواف قدوم

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے یہی طواف کیا جاتا ہے اس کو طواف التحیہ بھی کہتے ہیں۔

طواف عمرہ

وہ طواف جو عمرہ کرتے وقت کیا جاتا ہے اس کے بغیر عمرہ مکمل نہیں ہوتا۔

طواف زیارت

حج میں قیام عرفات سے واپسی کے بعد یہ طواف کیا جاتا ہے اسے طواف افاضہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک رکن ہے۔

طواف نذر

اگر کسی نے طواف کی نذر مانی ہو مثلاً والدین کے لئے یا کسی کے لئے بھی کہ میں ان کی طرف سے طواف کروں گا تو اس پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ طواف کر کے اپنی نذر پوری کرے۔

طواف نفلی

مکہ مکرمہ میں پہنچنے کے بعد بیت اللہ شریف کے جس قدر بھی ممکن ہو طواف کرتے چلے جائیں۔ یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ یہ ہر وقت جب بھی موقع ملے کیا جا سکتا ہے۔ حضرت خلیفہ المسیح الاولؓ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ بہت کثرت سے طواف کرتے تھے۔ گنتی کا شمار ہی نہیں۔

طواف وداع

یہ طواف بیت اللہ شریف سے رخصت ہوتے وقت اور مکہ مکرمہ چھوڑتے وقت کیا جاتا ہے۔ الوداعی نذرانہ عقیدت پیش کیے بغیر حاجی کا مکہ مکرمہ سے چلے آنا بڑی بدنصیبی اور محرومی ہے۔ پھر زندگی وفا کرے یا نہ کرے آنا نصیب ہو یا نہ ہو گریہ وزاری سے دعا مانگتے ہوئے الوداع ہونا چاہیے۔

(الفضل آن لائن لندن 4 دسمبر، 2021)

(مضمون نمبر 13)

شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم کے متعلق

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایمان افروز واقعات

(شیخ مجاہد احمد شاستری۔ قادیان)

بانیٔ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے گم شدہ ایمان کو پھر دلوں میں قائم فرمایا۔ اور آپ کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں ایک گروہ نے ایمان کی حلاوت کو محسوس کیا۔ اور دنیا کے سامنے اسلامی اقدار اور اخلاق کے لازوال نمونے قائم کئے۔ آج اس مضمون میں بانیٔ جماعت احمدیہ کے مقدس صحابہ کرام یعنی صحابہ احمد کے شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم کے حوالہ سے چند ایمان افروز واقعات کا پیش کرنا مقصود ہے۔

شعائر اللہ دراصل وہ چیزیں کہلاتی ہیں جن کے مشاہدہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا شعور اور عرفان حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں درج ذیل مقامات پر "شعائر اللہ" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ (البقرہ:159، المائدہ: 3، الحج: 33 اور 37)

ان چاروں مقامات میں شعائر اللہ سے مراد مناسک حج لئے ہیں۔ جو اللہ کی یاد دلاتے ہیں۔ جیسے بیت اللہ، صفا، مروہ۔

مناسک حج کو شعائر اللہ قرار دینے کی یہ بھی حکمت ہے کہ اس میں وہ تمام مقدس اشیاء آجاتی ہیں جن پر اسلام کی بنیاد کھڑی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے ملاپ۔ اس کا شعور حاصل کرنا۔ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، قرآن کریم، قبلہ، خانہ کعبہ، صفا و مروہ، حجر اسود، عرفات، مزدلفہ، جمرات، تلبیہ، قربانی، نفس کی قربانی وغیرہ وغیرہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے لفظ ''شعائر'' کو شعور سے لیا ہے۔ آپؓ آیت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰهِ (المائدہ: 3) کے تحت فٹ نوٹ (foot note) میں تحریر فرماتے ہیں۔

شعائر جمع ہے شعور کی یعنی وہ شعور جس سے اللہ تعالیٰ سمجھ میں آجائے وہ تعظیم والی چیزیں جیسے قرآن مجید۔ حدیث۔ بیت اللہ۔ قربانی کی اونٹنیاں ہیں یا انبیاء اور امام اور مجدّد وغیرہ مقدس حضرات۔ (قرآن کریم مترجم حضرت میر محمد سعید از درس قرآن (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ صفحہ 222)

اسی لئے آپ نے سورۃ البقرہ آیت 159 کا ترجمہ یوں فرمایا ہے۔

''بے شک صفا اور مروہ کے پہاڑ اللہ کی باتوں کا شعور حاصل کرنے کے لئے ہیں۔''

اور سورۃ الحج آیت 37 کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

''قربانیوں کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کی باتوں کے شعور حاصل کرنے کا سبب بنایا ہے۔''

شعائر اللہ کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

''شعائر، شعیرہ کی جمع ہے اس کے معنی علامت، آیت اور نشان کے ہوتے ہیں اور عبادات کے مقررہ طریقوں کو بھی شعیرہ کہتے ہیں۔ یہاں (البقرہ: 159) علامت کے معنیٰ مراد ہیں۔''

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 305 زیر آیت البقرہ: 159)

تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفائے کرام کی تفاسیر کے مطالعہ سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ حرمت کے مہینے بھی شعائر اللہ میں داخل ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

''پھر حرمت کے مہینے وہ بھی شعائر اللہ ہیں۔ ان سے خدا کا شعور حاصل ہوتا ہے کہ کس قدر لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔'' (حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 74)

قربانی کے جانور (اونٹنیاں) هَدْیَ وَالْقَلَآئِدَ

(وہ نذر و نیاز جو اللہ ہی کے واسطے کعبہ میں بھیجی جائیں)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

"اسی طرح قربانیوں کے جانور ہیں کہ وہ سکھاتے ہیں کہ اسی طرح انسان کو اپنے آقا کے حضور جان دینی چاہیے۔ دنیا کے آقاؤں کے لئے جان دیتے ہیں پس دنیا و آخرت کے آقا زمین و آسمان کے مالک پر جان کیوں نثار نہ کریں۔" (حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 74)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

"پھر فرماتا ہے وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔ اور تُو ان کو بتادے کہ قربانیوں کو ہم نے شعائر اللہ قرار دیا ہے۔ یعنی وہ انسان کو خدا تک پہنچاتی ہیں اور اُن کے ذریعہ سے دینی اور دنیوی بھلائی ملتی ہے۔ پس قربانی کے دنوں میں قربانیوں کو صف در صف کھڑا کر کے اُن پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو۔ تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے کام آئیں۔ چنانچہ جب وہ ذبح ہو کر اپنے پہلوؤں پر گر جائیں۔ تو خود بھی اُن کا گوشت کھاؤ اور صابر غریب اور مضطر غریب کو بھی کھلاؤ۔ یہ سب مال ہم نے تم کو دیا ہے تا کہ اس کو غریبوں پر خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان قربانیوں کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے جو حج بیت اللہ کے موقعہ پر کی جاتی ہیں اور بتایا ہے کہ یہ قربانیاں شعائر اللہ میں داخل ہیں اور تمہارے لئے ان قربانیوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی برکت رکھی گئی ہے۔" (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 53-54)

اس مختصر تمہید کے بعد آیئے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم کے چند ایمان افروز واقعات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ابتدا میں ایک روایت شعائر اللہ کے قیام کے بارے میں ایک روایت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ایک واقعہ حضرت ام المؤمنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کا بھی شامل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان واقعات کو پڑھ کر ہمیں بھی ان شعائر اللہ کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کا استعمال

حضرت مرزا بشیر احمدؓ لکھتے ہیں۔

"بیان کیا مجھ سے شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے کسی حوالے وغیرہ کا کوئی کام میاں معراج دین صاحب عمر لاہوری اور دوسرے لوگوں کے سپرد کیا۔ چنانچہ اس ضمن میں

میاں معراج دین صاحب چھوٹی چھوٹی پرچیوں پر لکھ کر بار بار حضرت صاحب سے کچھ دریافت کرتے تھے اور حضرت صاحب جواب دیتے تھے کہ یہ تلاش کرو یا فلاں کتاب بھیجو وغیرہ۔ اسی دوران میں میاں معراج دین صاحب نے ایک پرچی حضرت صاحب کو بھیجی اور حضرت صاحب کو مخاطب کر کے بغیر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ لکھے اپنی بات لکھ دی۔ اور چونکہ بار بار ایسی پرچیاں آتی جاتی تھیں۔ اس لئے جلدی میں ان کی توجہ اس طرف نہ گئی کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بھی لکھنا چاہیے حضرت صاحب نے جب اندر سے اس کا جواب بھیجا تو اس کے شروع میں لکھا کہ آپ کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ لکھنا چاہیے تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بظاہر یہ ایک معمولی سی بات نظر آتی ہے مگر اس سے پتہ لگتا ہے کہ آپ کو اپنی جماعت کی تعلیم و تادیب کا کتنا خیال تھا۔ اور نظر غور سے دیکھیں تو یہ بات معمولی بھی نہیں ہے کیونکہ یہ ایک مسلّم سچائی ہے کہ اگر چھوٹی چھوٹی باتوں میں ادب و احترام اور آداب کا خیال نہ رکھا جاوے تو پھر آہستہ آہستہ بڑی باتوں تک اس کا اثر پہنچتا ہے اور دل پر ایک زنگ لگنا شروع ہو جاتا ہے علاوہ ازیں ملاقات کے وقت اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنا اور خط لکھتے وقت اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ لکھنا شریعت کا حکم بھی ہے۔"

"نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دستور تھا کہ آپ اپنے تمام خطوط میں بِسۡمِ اللّٰہِ اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ لکھتے تھے اور خط کے نیچے دستخط کر کے تاریخ بھی ڈالتے تھے۔ میں نے کوئی خط آپ کا بغیر بِسۡمِ اللّٰہِ اور سلام اور تاریخ کے نہیں دیکھا۔ اور آپ کو سلام لکھنے کی اتنی عادت تھی کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ آپ ایک دفعہ کسی ہندو مخالف کو خط لکھنے لگے تو خود بخود اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ لکھا گیا۔ جسے آپ نے کاٹ دیا لیکن پھر لکھنے لگے تو پھر سلام لکھا گیا چنانچہ آپ نے دوسری دفعہ اسے پھر کاٹا لیکن جب آپ تیسری دفعہ لکھنے لگے تو پھر ہاتھ اسی طرح چل گیا۔ آخر آپ نے ایک اور کاغذ لے کر ٹھہر ٹھہر کر خط لکھا۔"

(حضرت مرزا بشیر احمد ایم اےؓ۔ روایت نمبر 269-270 صفحہ 299 سیرت المہدی جلد اوّل مرتبہ)

حضرت اُمّ المؤمنین نصرت جہاں بیگمؓ کا جَزَاکُمُ اللّٰہُ کا کہنا

اُمّ المؤمنین حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ زوجہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود ایک شعائر اللہ میں سے تھیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر فرمایا۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے لڑکوں کی بشارت دی ہے اور وہ اس بی بی کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اس لئے میں اسے شعائر اللہ سمجھ کر اس کی خاطر داری رکھتا ہوں اور جو وہ کہے مان لیتا ہوں۔"

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ حصہ اوّل صفحہ 229)

آپ کی عادت مبارکہ میں یہ بات شامل تھی کہ آپ اسلامی شعائر کو بر وقت اور بر محل استعمال کرتی تھیں۔ چنانچہ شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب سیرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ میں آپ کے جَزَاکُمُ اللّٰہُ کہنے کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

"یہ ایک عجیب بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ حضرت اُمّ المؤمنین جس کسی مخلص کو جَزَاکُمُ اللّٰہُ فرما دیتیں تو وہ اپنے مقاصد میں کامیاب و بامراد ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فیض کو تمام جماعت احمدیہ کے لئے عام کر دے۔" (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ حصہ دوئم صفحہ 340)

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

جون 2012ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ امریکہ کے دوران مسجد بیت الرحمٰن واشنگٹن میں طالبات کے ساتھ ایک نشست ہوئی۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”سوسائٹی میں، اپنے گھر میں، اپنے سسرال والوں کے ساتھ اور اپنے ماحول میں جو بھی بے چینیاں اور پریشانیاں پیدا ہوں وہ استغفار کرنے اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھنے سے دور کی جاسکتی ہیں۔“

(الفضل انٹرنیشنل 17/اگست 2012ء)

(مضمون نمبر 14)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی سیرت

کے قرآن مجید، قبلہ اور عید الاضحی کے دن کی تعظیم کے متعلق چند واقعات

(شیخ مجاہد شاستری، قایان)

قرآن کریم

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔ ”قرآن کریم کی بہت تعظیم ہے کہ یہ شعائر اللہ میں سے اعظم ہے۔“ (حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 148)

پھر فرمایا: ”جن چیزوں سے اللہ پہچانا جاتا ہے ان کی بے حرمتی مت کرو۔ ہم نے قرآن مجید سے خدا کو پہچانا۔ اس لئے اس کی بے حرمتی جائز نہیں۔ بھلا یہ حرمت ہے کہ اس پر پاؤں رکھ لو یا اور کتابوں کے نیچے رکھو یا یونہی صفوں پر ڈال دیا جاوے۔“ (حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 74)

قرآن مجید کی عزّت اور قرآن مجید سے محبت کے حوالہ سے آپؓ ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

”قرآن شریف میری غذا اور میری تسلی اور اطمینان کا سچا ذریعہ ہے اور میں جب تک ہر روز اس کو کئی رنگ میں پڑھا نہیں لیتا۔ مجھے آرام اور چین نہیں آتا بچپن ہی سے میری طبیعت خدا نے قرآن شریف پر تدبر کرنے والی رکھی ہے۔ اور میں ہمیشہ دیر دیر تک قرآن شریف کے عجائبات اور بلند پروازیوں پر غور کیا کرتا ہوں۔ (حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 82)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ عنہ قرآن مجید سے محبت اور اس کی عظمت کے قیام کے سلسلہ میں زبانی باتوں پر ہی اکتفانہ فرماتے تھے۔ بلکہ آپ کی ساری زندگی قرآنی احکامات کی آئینہ دار تھی۔ اس حوالہ سے ایک واقعہ درج ہے۔

30 جنوری 1904ء کو قادیان سے دو معزز مہمان رخصت ہونے والے تھے وہ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کی خدمت میں بغرض ملاقات حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک صاحب نے کہا: ”آپ کی باتیں بھی بہت ہی دلچسپ اور مزیدار ہیں“

اس پر حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا:

”میں قوّال کی نسبت فعّال کو پسند کرتا ہوں۔“

یعنی بہت کہنے والے کے مقابلہ میں کرنے والے کو ترجیح دیتا ہوں۔“ (الحکم 17 جنوری 1904ء)

قبلہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قبلہ کی تعظیم اور اس کی طرف پاؤں کر کے سونے کے حوالہ سے فرماتے ہیں۔

”یہ ناجائز ہے کیونکہ تعظیم کے برخلاف ہے۔ سائل نے عرض کی کہ احادیث میں اس کی ممانعت نہیں آئی۔ فرمایا کہ یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اسی بناء پر کہ حدیث میں ذکر نہیں ہے اور اس لئے قرآن شریف پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہوا ہے تو کیا یہ جائز ہو جاوے گا؟ ہرگز نہیں۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 3 صفحہ 307)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

”پاؤں قبلہ کی طرف کر کے سونا تعظیم کعبہ کے خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ“

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 148)

بیت اللہ کی تعظیم

بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ خدا تعالیٰ کے شعائر اللہ **میں** سے ایک اہم شعائر ہے۔ بیت اللہ نے دنیائے اسلام کو ہر جہت سے مرکزیت میں پرو رکھا ہے اس لئے بعض علماء نے اسے سب سے بڑا شعیرہ قرار دیا ہے۔ حقیقت میں حضرت حاجرہؓ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اس قربانی کا ذکر ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ان دونوں کو اللہ کے حکم پہ بے یارو مددگار وادی مکہ میں چھوڑ آئے

تھے اور حضرت حاجرہؓ نے حضرت اسماعیلؑ کی پیاس بجھانے کی خاطر صفا و مروہ کے سات چکر لگائے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ایک چشمہ کے ذریعہ پانی مہیا کیا تھا۔ ان مقامات کو اللہ تعالیٰ نے نشانیاں قرار دیا اور کہا کہ جو طاقت رکھیں وہ ان جگہوں پر اس تاریخ کو سامنے رکھ کر جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا شعور حاصل کر کے اس کا شکر ادا کریں۔ یہ ہے فلسفہ ان شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم کا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقام عرفات پر کی جانے والی ایک اہم دعا

1886ء میں جب حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جانے لگے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو ایک خط میں لکھا کہ:

اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں کہ جب آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضل اللہ تعالی میسر ہو تو اس مقام محمود مبارک میں اس احقر عباد اللہ کی طرف سے انہیں لفظوں سے مسکنت و غربت کے ہاتھ بحضور دل اٹھا کر گزارش کریں کہ:

"اے ارحم الراحمین! ایک تیرا بندہ عاجز اور ناکارہ، پر خطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے۔ اس کی یہ عرض ہے کہ اے ارحم الراحمین! تو مجھ سے راضی ہو اور میری خطیئات اور گناہوں کو بخش کہ تو غفور و رحیم ہے اور مجھ سے وہ کام کرا جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی ڈوری ڈال اور میری زندگی اور میری موت اور میری ہر یک قوت اور جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار۔ اور اپنے ہی کامل متبعین میں مجھے اٹھا۔ اے ارحم الراحمین! جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا اور اس عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور ان سب پر جو اب تک اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر اور اس عاجز اور اس عاجز کے تمام دوستوں اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کی نظر سے اپنے ظل حمایت میں رکھ کر دین و دنیا میں آپ ان کا متکفل اور متولی ہو جا اور سب کو اپنی دارالرضا میں پہنچا اور اپنے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم اور اس کی آل اور اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود وسلام و برکات نازل کر۔ آمین یارب العالمین"۔

(مکتوبات احمد جلد 3 صفحہ 27-28)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا پہلی بار خانہ کعبہ کو دیکھنا اور ایک دعا کرنا

حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو اللہ کے فضل سے حج بیت اللہ کی توفیق نصیب ہوئی۔ آپ پہلی بار خانہ کعبہ کو دیکھنے پر کی جانے والی اپنی دعا کر ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ

"آپ نے کسی روایت کے ذریعہ یہ سُن رکھا تھا کہ جب بیت اللہ نظر آئے تو اُس وقت جو دعا بھی کی جائے وہ ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ اس لئے آپ نے یہ دعا کی کہ

"الٰہی! میں تو ہر وقت محتاج ہوں اب میں کون سی دُعا مانگوں۔ پس میں یہی دعا مانگتا ہوں کہ جب میں ضرورت کے وقت تجھ سے دعا مانگوں تو اُس کو قبول کر لیا کر۔"

(حیات نور اردو صفحہ 52)

عید الاضحی کی تعظیم

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے یوم النحر (عید الاضحیہ) کو شعائر اللہ میں داخل فرمایا ہے۔ ایک دفعہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے طلبہ کو عید کے روز کھیل کیلئے قادیان سے باہر بھجوایا جارہا تھا۔ جب اس کی اطلاع حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو ہوئی تو حضور کو یہ اطلاع سخت ناگوار گزری اور فرمایا:

"میں تو ہرگز ہرگز پسند نہیں کرتا اور جائز نہیں سمجھتا کہ عید کے دن سفر کیا جائے اور پھر سفر بھی کھیلوں کے لئے ہرگز نہیں جانا چاہیئے......... یہ دن سنت ابراہیمی کا ایک ایسا دن ہے جو شعائر اللہ میں داخل ہے اس کی عظمت مومن کا فرض ہے۔"

(ارشادات نور جلد دوم صفحہ 278-279)

حضرت مولانا برہان الدین جہلمیؓ اور شعائر اللہ کا قیام

حضرت مولانا برہان الدین جہلمی صاحبؓ ایک عالم باعمل تھے، جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیروی اور اطاعت نے چار چاند لگا دیئے۔ آپ کے علم و مقام و مرتبہ کا یہ عالم تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی وفات کے بعد یہ خیال فرمایا کہ نئے علماء تیار کئے جانے چاہئیں اور اس غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مدرسہ احمدیہ میں شاخ دینیات کی بنیاد رکھی۔

آپ کی فطرت میں سادگی، عاجزی، اخلاص و وفا اور توکل علی اللہ کا مخصوص رنگ نظر آتا ہے تو دوسری طرف خدمت شعائر اللہ کے قیام کے لئے آپ رات دن کوشاں نظر آتے ہیں۔ آیئے چند ایک واقعات دیکھیں۔

حضرت برہان الدین جہلمی اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا استعمال

مولوی مہر دین صاحب واقعہ بیان کرتے ہیں :

”میں ایک روز حسبِ معمول جہلم سبق کے لئے مولوی صاحب کے ہاں حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ ڈپٹی راجہ جہاں داد خان کی کوٹھی پر گئے ہوئے ہیں۔ میں ......ڈپٹی صاحب کی کوٹھی پر پہنچا دروازے پر ان کا نوکر کھڑا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ اندر جو لال داڑھی والا انسان (مولوی برہان الدین صاحب) بیٹھا ہے۔ اس کو جا کر کہہ دو مہر الدین لالہ موسیٰ والا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ عرض کرتا ہے۔ جواب میں آپ نے پیغام بھیجا کہ اس کو اندر آنے دو۔ میں نے وہاں پہنچ کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا۔ راجہ جہاں داد خاں نے کہا کہ یہ بھی احمدی ہے؟ میں نے کہا ہاں...... مولوی صاحب نے فرمایا کہ کیا گاڑی میں کچھ وقت ہے؟ میں نے عرض کی پندرہ منٹ ہیں۔ راجہ صاحب نے کہا کہ آج تم نہ جاؤ۔ یہاں ہی رہ جاؤ۔ میں نے کہا وجود وقف کر دیا ہوا ہے۔ اس لئے میں رہ نہیں سکتا۔ اس جگہ پر ایک سیّد صاحب بھی تھے جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مولوی صاحب سے مناظرہ کر رہے تھے اور راجہ پینڈے خاں صاحب دارا پوری بھی موجود تھے۔ سیّد صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب آپ مرزا صاحب کے فریب میں آگئے ہیں...... مولوی صاحب نے کہا جب مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کتاب لکھی میں نے اس کتاب کو پڑھا، تو میں نے خیال کیا کہ یہ شخص آئندہ کچھ ہونے

والا ہے۔ اس لئے میں اس کو دیکھ آؤں۔ میں ان کو دیکھنے کے لئے قادیان پہنچا تو مجھے علم ہوا کہ آپ ہوشیار پور تشریف لے گئے ہیں۔ میں نے کہا بار بار آنا مشکل ہے اس لئے ہوشیار پور جاکر دیکھ آؤں...... میں ہوشیار پور پہنچا۔ پوچھ کر آپ کے مکان پر پہنچا اور دستک دی خادم آیا اور پوچھا کون ہو؟ میں نے کہا برہان الدین جہلم سے حضرت مرزا صاحب کو ملنے آیا ہے۔ اس نے کہا کہ ٹھہرو۔ میں اجازت لے لوں۔ جب وہ پوچھنے کے لئے گیا تو مجھے اس وقت فارسی میں الہام ہوا کہ

''جہاں تم نے پہنچنا تھا پہنچ گیا ہے۔ اب یہاں سے نہیں ہٹنا''

خادم کو حضرت صاحب نے فرمایا کہ ابھی مجھے فرصت نہیں۔ ان کو کہہ دیں پھر آئیں۔ خادم نے جب یہ مجھے بتلایا۔ تو میں نے کہا میں یہاں ہی بیٹھتا ہوں۔ جب فرصت ملے گی تب ہی سہی۔ جب خادم یہ کہنے کے لئے حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو حضرت صاحب کو عربی میں الہام ہو کہ مہمان آوے تو مہمان نوازی کرنی چاہئے۔ جس پر حضرت صاحب نے خادم کو حکم دیا کہ جلدی سے دروازہ کھول دو۔ میں جب حاضر ہوا تو حضور بہت خندہ پیشانی سے مجھے ملے اور فرمایا کہ ابھی مجھے الہام ہوا ہے۔ میں نے عرض کی مجھے فارسی میں یہ الہام ہوا ہے کہ اس جگہ سے جانا نہیں۔ میں چند دن حضرت کے پاس رہا اور حضرت کے حالات دیکھے کہ تین وقت تک آپ نے کھانا نہیں کھایا اور نماز کے وقت جلدی سے باہر تشریف لاتے اور نماز ہمارے ساتھ ادا کر کے اندر تشریف لے جاتے۔ وہاں مرزا اعظم بیگ ہوشیار پوری مہتمم بندوبست تھا۔ وہ میرا واقف تھا۔ میں ان سے ملنے گیا۔ اس نے پوچھا مولوی صاحب آپ کیسے آئے؟ تو میں نے کہا کہ حضرت مرزا صاحب کو دیکھنے کے لئے آیا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ کون سے مرزا صاحب۔ میں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی۔ اس نے کہا کہ آدمی تو بہت اچھا تھا۔ لیکن خراب ہو گیا۔ میں نے کہا کس طرح۔ اس نے کہا کہ بچپن کی حالت میں لڑکوں سے کھیلا نہیں کرتا تھا۔ اس کا والد اس پر ناراض ہی رہتا تھا کہ تم باہر نہیں نکلتے میں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اس نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا کون سا موقع ہے۔ میں نے کہا جس زمانہ کا میں واقف نہیں تھا اس کے متعلق تم نے شہادت دے دی کہ آپ بچپن میں ہی نیک تھے اور موجودہ حالت میں نے خود دیکھ لی ہے۔

(بحوالہ ماہنامہ انصار اللہ جولائی 1995ء صفحہ 26 اور 40 غیر مطبوعہ رجسٹر روایات نمبر 3)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ایہہ نعمتاں کتھوں

سیالکوٹ میں ہی ایک دوسرا واقعہ پیش آیا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام واپس قادیان جانے لگے تو الوداع کہنے کے لئے حضرت مولوی صاحب بھی ساتھ آگئے۔ آپ جب اسٹیشن سے واپس آرہے تھے تو جو سلوک حضرت مولوی صاحب کے ساتھ کیا گیا اس کی مثالیں صرف قرونِ اولیٰ میں ہی نظر آتی ہیں۔ اس واقعہ کو خلفاء احمدیت نے متعدد دفعہ بیان فرمایا۔اس کی تفصیل حضرت مصلح موعودؓ نے یوں بیان فرمائی ہے۔

”جب لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کو چھوڑ کر واپس آرہے تھے تو انہیں لوگوں نے طرح طرح کی تکالیف دینی شروع کیں اور دِق کیا۔ مولوی برہان الدین صاحب انہی میں سے ایک تھے۔ جب وہ واپس جارہے تھے تو کچھ غنڈے ان کے پیچھے ہو گئے۔ اور ان پہ گند پھینکا ...... دیکھنے والوں نے بعد میں بتایا کہ جب مولوی برہان الدین صاحب کو جبرًا پکڑ کر ان کے منہ میں زبردستی گوبر اور گند ڈالنے لگے تو انہوں نے کہا” اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ایہہ نعمتاں کتھوں۔ مسیح موعودؑ نے روز روز آناں وے؟ یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یہ نعمتیں انسان کو خوش قسمتی سے ہی ملتی ہیں۔ کیا مسیح موعودؑ جیسا انسان روز روز آسکتا ہے کہ انسان کو ہمیشہ ایسا موقع ملے۔“ (الفضل 10 / اکتوبر 1945ء صفحہ 2)

مخالفین کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنا

ایک روز حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلم میں ایک کتابوں کی دکان پر کھڑے تھے۔ ایک غیر احمدی حافظ کو آپ نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا، حافظ صاحب نے سلام کا جواب نہ دیا اور کہا کہ مولوی صاحب آپ مرزا صاحب کے ساتھ ہو گئے ہیں اور وہ قرآن کے خلاف ہیں اس لئے ہم آپ کا سلام قبول نہیں کرتے۔ حضرت برہان الدین صاحب نے فرمایا کہ حافظ صاحب کون سی آیت کے خلاف حضرت مرزا صاحب کا عمل ہے۔

حافظ صاحب نے کہا کہ آیت لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے خلاف مرزا صاحب نے اس طرح کہا ہے کہ انہوں نے لوگوں کے معبودوں کو گالیاں دے کر سچے معبود کو گالیاں نکلوائی ہیں اور آپ ان کے ساتھ ہیں۔ اس لئے ہم آپ سے سلام نہیں کر سکتے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ حافظ صاحب کوئی ایسی آیت نکالو جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کو برا نہ کہو۔ حافظ صاحب لاجواب ہو گئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کو کافر مشرک اور جہنمی کہا ہے۔ (ماہنامہ انصار اللہ جولائی 1995ء صفحہ 24)

حضرت مولانا محمد ابرہیم صاحب بقاپوریؓ اور شعائر اللہ کی تلاش

حضرت مولانا محمد ابرہیم صاحب بقاپوریؓ کی فطرت میں نیکی اور اپنے مولیٰ سے لو لگانے کی ایک تڑپ تھی۔ اللہ تعالیٰ کے مامور اور مرسل بھی خدا تعالیٰ کے شعائر ہوتے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور عرفان حاصل ہوتا ہے۔ حضرت مولانا محمد ابرہیم صاحب بقاپوریؓ ایسے ہی ایک سچے مامور و مرسل کی تلاش میں تھے چنانچہ آپ اس حوالہ سے بیان کرتے ہیں۔

”1904ء میں میں نے اپنی مذہبی حالت کے پیش نظر مولوی عبدالجبار صاحب وغیرہ کو جوابی خطوط لکھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں صرف پوسٹ کارڈ بھیجا۔ ان سب کا مضمون یہ تھا کہ میں زبان سے تو بے شک خدا تعالیٰ کا اور حشر و نشر کا مقر ہوں اور مسجدوں میں وعظ بھی کرتا ہوں مگر امر واقعہ اور کیفیت قلبی یہ ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ کے وجود میں ہی شک ہے اس لئے مجھے ایسے مرشد کی تلاش ہے جس کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا وجود مع اس کی عظمت اور محبت کے دل میں جاگزیں ہو جاوے وغیرہ وغیرہ۔ دوسروں کی طرف سے تو کوئی جواب نہ آیا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریری ارشاد آیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اسی غرض اور ایسی بیماریوں کے لئے ہی بھیجا ہے۔ آپ یہاں آجاویں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ وَمَنْ اَتىٰ اِلَىَّ شِبْرًا۔ پس خاکسار حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ عرصہ رہ کر بیعت سے مشرف ہو گیا۔“

(اصحاب احمد جلد دہم صفحہ 253 تا 254)

اختتام

جماعت احمدیہ کا بنیادی مقصد شعائر اللہ کا قیام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہر احمدی کو پہلے سے بڑھ کر توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے سامنے ہمیشہ حضرت مصلح موعودؓ کا مندرجہ ذیل ارشاد بطور مطمع نظر ہونا چاہیے۔ حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلنا، اس کے شعائر کی عظمت بجالانا، اس کی مقرر کردہ عزت والی جگہوں کی تعظیم کرنا اور اس کے نشانات کی حرمت کو قائم رکھنا خدا تعالیٰ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا۔ بلکہ اس سے خود انسان کے اپنے دل میں نیکی پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ میں وہ ترقی کرنے لگتا ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 46)

(الفضل آن لائن لندن 22۔اکتوبر 2021ء)

ذکر خیر کرنے والے کو جَزَاکُمُ اللّٰہُ کہنا

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب میرے والد (خنجر سے) زخمی ہوئے، میں ان کے پاس گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف بیان کرنے لگے اور کہا:

"جَزَاكَ اللّٰہُ خَيْرًا"

اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "رَاغِبٌ وَّ رَاهِبٌ......" مجھے اللہ تعالیٰ سے امید بھی ہے اور میں خوف زدہ بھی ہوں۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ باب الاستخلاف وترکہ)

ادارہ الفضل اس اہم مبارک کتاب میں مواد کے ذریعہ حصہ ڈالنے والوں اور اس کو منظر عام پر لانے والوں کو تہِ دل سے جزاھم اللہ خیراً کہتا ہے۔ کان اللہ معھم و بارك فی سعیھم

مراجع و مصادر

اسلامی اصطلاحات کے بر محل استعمال کے حوالے سے چند مضامین

(ادارہ روزنامہ الفضل آن لائن لندن)

قرآن کریم میں استعمال ہونے والی اسلامی اصطلاحات (در ثمین احمد۔ جرمنی)
https://www.alfazlonline.org/19/10/2021/46393/
مسلمانوں میں رائج بعض بابرکت کلمات کا استعمال (احادیث کی روشنی میں)
(از مولانا فضل الرحمٰن ناصر۔ استاذ جامعہ احمدیہ برطانیہ)
https://www.alfazlonline.org/19/10/2021/46419/
اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال از روئے احادیث
(در نایاب ۔ جرمنی)
https://www.alfazlonline.org/20/10/2021/46491/
اسلامی اصطلاحات اور علمی نکات از ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام
(عائشہ چوہدری۔ جرمنی)
https://www.alfazlonline.org/19/10/2021/46425/
اسلامی اصطلاحات از تفسیر قرآن حضرت مسیح موعودؑ
(شیخ آدم سعید۔ کینیڈا)
https://www.alfazlonline.org/20/10/2021/46492/
اسلامی اصطلاحات اور علمی نکات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی پُر معارف تحریرات کی روشنی میں
(از ابو سدید)
https://www.alfazlonline.org/21/10/2021/46620/
اسلامی اصطلاحات و آداب کی پر حکمت تعلیمات از افاضات حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعودؓ
(از ایم ایم طاہر)
https://www.alfazlonline.org/21/10/2021/46621/
اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ
(از طاہر فاونڈیشن)
https://www.alfazlonline.org/22/10/2021/46724/

اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع قسط نمبر 2)

(طاہر فاؤنڈیشن)

https://www.alfazlonline.org/06/11/2021/47570/

اسلامی اصطلاحات کی اہمیت اور ان کے استعمال کی تحریک از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (ذیشان محمود۔ سیرالیون)

https://www.alfazlonline.org/23/10/2021/46787/

اسلامی اصطلاحات بر موقع حج و عمرہ از روئے قرآن و حدیث

(علامہ محمد عمر تیماپوری۔ انڈیا)

https://www.alfazlonline.org/04/12/2021/49171

شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم کے متعلق صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے ایمان افروز واقعات

(از شیخ مجاہد احمد شاستری۔ قادیان)

https://www.alfazlonline.org/22/10/2021/46726/

اداریہ جات

نمبر 1: اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال

https://www.alfazlonline.org/23/01/2021/30547/

نمبر 2: استغفار۔ ایک تعویذ، احتیاط اور دوا

https://www.alfazlonline.org/19/0/2021/46392/

نمبر 3: اسلامی اصطلاح: مَاشَآءَاللّٰہُ کا استعمال............

https://www.alfazlonline.org/21/10/2021/46625/

نمبر 4: اسلامی اصطلاح اِنْ شَآءَاللّٰہُ کا استعمال

https://www.alfazlonline.org/20/04/2020/15571/

نمبر 5: اسلامی اصطلاح۔ جزاک اللہ خیرا کا استعمال............

https://www.alfazlonline.org/23/10/2021/46789/

نمبر 5: شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم

https://www.alfazlonline.org/30/07/2020/22352/